اعلان یہ کتاب موافق اصول مذہب شیعہ کے ہی اہل سنت وجماعت اسکو نہ دیکھیں

الحق مع علیؑ و علیؑ مع الحق

الحمد للہ المنان کہ دریں زمان احسن اوقات واسعد ساعات کتاب مستطاب از تصانیف عالم نبیل وفاضل جلیل

ذی الذہن الوقاد والطبع النقاد جناب مولانا مولوی السید محمد مہدی اعلی اللہ القوی مسمّٰی بہ

سواء السبیل

بسعی واہتمام وتصحیح تام حقیر سراپا تقصیر المتمسک بالثقلین السید واجد حسین وفقہ اللہ تعالی لمرضاتہ

وجعل مستقبل حالہ خیرا من ماضیہ متوطن موضع بھیکہ پور ضلع سارن حفظہ اللہ عن الشرور والفتن

در لکھنو مطبع اثنا عشری طبع شد

بار اول ۶۰۰ جلد قیمت فی جلد عہ؎ محصول ڈاک

فهرست کتاب سواء السبیل

تمت

اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل

الحمد لله المنان که درین آوان میمنت توامان کتاب مستطاب جلیل مسمّی به



به تصحیح تام اقل العباد اصغر الافراد السید واجد حسین صانه الله عن کل شین

در مطبع اثنا عشری باهتمام سید عبد علی طبع شد



بسم الله الرحمن الرحيم

أبسمل وأحمد له أهلل وأسبحل تسمية وتحميدًا، وتنزيها وتوحيدًا، لربنا الجليل؛ الذى هدانا سواء السبيل؛ الموصل الى اصول الدين الاصيل؛ ووفقنا لاقتفاء الدليل؛ الذى فيه شفاء العليل؛ ودواء الغليل؛ ببراهين ساطعة وحجج قاطعة، لاهوية الانفس سبل التسويل؛ مبتنية على اصول اصيلة وفروع ذات تذئيل؛ فاصلها ثابت وفرعها فى السماء ظليل؛ و على الله قصد السبيل؛ ليهلك من هلك عن بينة، ويحيى من حى عن بينة والشكور من عباده قليل؛ والصلوة الكاملة باكمل التكميل؛ فى كل بكرة واصيل؛ على خير سليل؛ من سلالة ابراهيم الخليل؛ محمد المبشر فى التورية والانجيل؛ المنزل عليه جبرئيل؛ بالوحى ومحكم التنزيل؛ الذى لا ياتيه من بين يديه ولا من خلفه الاباطيل؛ وذريته واوصيائه المعصومين ذوى التبجيل؛ بالشرف الجزيل؛ والمجد الاثيل؛ الحائزين لقصبات السبق

فی مضمار التفضیل ؛ الراسخین فی العلم العالمین بعلم التنزیل والتاویل ؛
لاینکرهم الا من هو جنف نذیل ؛ او جلف رذیل ؛ او خرف ذلیل ؛
او من بصره بکحل العمی کحیل ؛ وبغشاوة البغی کلیل ؛ فهو بجد الحق والی الباطل
یمیل ؛ فعلیه من الله عذاب وبیل ؛ اما بعد حمد ایزد منان، خالق کون ومکان
ونعت سرور انس وجان، خاتم مرسلان، محمد البشیر المبشر، ومنقبت خلفائه الراشدین الاثنی
عشر، صلوات الله وسلامه علیهم کے کہتا ہی بندۂ بے بضاعت، سراپا اضاعت، گمنام، اقل
الانام، راجی رحمت ایزدی، سید محمد مہدی، بن المولی الاولی الہمام، الفاضل القمقام
المنتقل الی جوار رحمة ربه العلی، المولوی السید علی، غفر الله له ولی، کہ جب مین برنجے
از زمان، و شطرے از آوان ریعان، حاضر زمرہ ارم تعظیم علماے دین، اور اونکی صف
النعال مین جاگزین، اور خرمن افادات کا خوشہ چین، اور گلشن افاضات کا سیر بین،
رہا اور یہ حضوری میری اونکی مجالس قدس، اور محافل انس، مین ایسی تھی کہ جیسے
سبزہ بیگانہ حضار چمن سے، اور ناچیز پروانہ نظار شموع انجمن سے، ہو یہانتک کہ مزرع آمال
فیوض انظار، مرحمت آثار، سے سرسبز اور شاداب، اور استضاءت انوار ضیا بار، سے
طرف محافل معارف دینی کے باریاب، ہوا ظلمات تقلید مذہبی سے باہر آیا، اور نور تحقیق
حق حقیق دل مین سمایا، خس وخاشاک ظن وتخمین سے صفحۂ خاطر پاک وصاف، اور
جلاء صیقل یقین سے آئینۂ دل شفاف، ہوا راہ دین اور ایمان مین محکمی، اور راسخ دمی
اور ثابت قدمی، حاصل کی، اور تحصیل علم دین مین بحکم طلب العلم فریضة علی
کل مسلم ومسلمة بقدر فرصت مینی کوشش کامل کی والحمد لله علی ما وفقنی بهذا
التوفیق، وشرفنی بهذا التشریف، پس بذریعہ توسل بسرکار فیض آثار، والا تبار،

جائز نہین ہی پس ضرور ہی کہ اپنے عقائد دین اور ایمان کو تحقیق حاصل کرین، اور اوسکے دلائل و براہین کو نشد فی اللہ نظر تامل و انصاف دیکھین، تا بمقتضاے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جانب خدا سے راہ راستی پائین، اور اپنے عقائد دینی اور ایمانی مین ایسے راسخ ہوجائین، کہ کبھی فریب شیاطین جن و انس نکھائین، بدین نظر یہ رسالہ مین نے علم کلام مین لکھا، اور اصول خمسہ کو مدلل براہین، کہ مورث علم و یقین، ہین بیان کیا، اگرچہ اس بارہ مین کتابین زبان عربی اور فارسی مین بہت ہین مگر چونکہ سمجھنا اونکا ہر شخص پر دشوار تھا اسلیے مین نے عبارت اسکی زبان اُردو مین سلیس طور پر تحریر کی تاکہ سمجھنا اوسکا عام، اور نفع اوسکا تام، ہو اور نام اس رسالہ کا سواء السبیل رکھا نفع اللہ بھا سائر المؤمنین والمستضعفین، وجعلھا سببا لھدایۃ الضالین المضلین بمحمد وعترتہ المعصومین صلوات اللہ علیہ وعلیھم اجمعین، واضح ہو کہ اس کتاب مین پانچ سبیلین ہین۔

سبیل اوّل توحید مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور تین مسلک ہین شعبہ وجوب معرفت باری تعالےٰ مین جاننا چاہیے کہ اسمین شک نہین ہی کہ خلقت نوع انسان کی طرف خیال کرنیسے بداہت عقل سمجھا جاتا ہی کہ یہ خلقت بہ نسبت اور مخلوقات کے اشرف المخلوقات ہی کیونکہ جتنے حیوانات اور نباتات اور جمادات ہین سکو ہم اپنے ہی نفع کے واسطے پاتے ہین اور سب چیزپر ہم غالب اور قوی بنائے گئے ہین علاوہ اسکے دلیل ہماری اشرفیت کی بہ نسبت اور حیوانات کے یہ ہی کہ ہم مین ادراک اور عقل بھی ہی جسکے ذریعہ سے تمام عالم کا انتظام چلتا ہی تمام حیوانات ہمارے تابع رہتے ہین ہاتھی اتنا بڑا

سبیل اوّل در توحید

شعبہ در وجوب معرفت باری تعالیٰ

جانور ہے جسکو ایک لڑکا تابع کیے رہتا ہی شیر اتنا بڑا شجاع اور بہادر جانور ہی اوسکو ہم اپنی عقل کے ذریعہ سے پکڑ لیتے ہین اور مار ڈالتے ہین پس اوسی عقل کے ذریعہ سے سوچنا چاہیے کہ آخر ہم جو کتم عدم سے عالم وجود مین آئے اور سب مخلوقات سے معزز بنائے گئے کہ ہم مین گویائی اور نطق بھی ہی ادراک اور عقل بھی ہی تو ضرور اسمین کوئی مصلحت ہوگی کسی غرض کے واسطے ہم پیدا ہوئے ہونگے ایسی صورت مین اوس پیدا کرنیوالے کو پہچاننا چاہیے تاکہ ہم اوسکے حکم کو دیکھین کہ کسواسطے ہمکو دنیا مین پیدا کیا کس بات سے وہ خوش ہوتا ہی اور کس بات سے ناراض ہوتا ہی کیونکہ اوس خالق کو جسنے ہمکو پیدا کیا عقل دی اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا اگر نہ پہچانینگے اور اوسکے حکم کو نہ جانین تو خوف ہی کہ ہمسے ایسے امور وقوع مین آوین جو خلاف مرضی اوس منعم کے ہون جسکے سبب سے ہمکو سزا مل سکے ایسی حالت مین از روے عقل کے دفع خوف واجب ہی اس سے ظاہر ہوا کہ معرفتِ خدا بھی واجب ہی اور اسیکی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت لکی اعرف مین ایک گنج پنہان تھا پس مینے پسند کیا اس بات کو کہ پہچانا جاؤن پس پیدا کیا مینے خلائق کو تاکہ لوگ مجھے پہچانین

مسلکِ اوّل اثباتِ واجب الوجود مین جاننا چاہیے کہ جب خدا کا پہچاننا واجب ہوا تو جس دلیل سے ہم اوسکو پہچانین اور اوسکے وجود کے قائل ہون وہ کسی طرح سے ہی مگر ہم اون دلائل حکما و متکلمین کو جو مبتنی اوپر بطلان دور و تسلسل یا بطلان ترجیح بلا مرجح کے ہین متروک کرتے ہین اسلیے کہ اس قسم کے دلائل کا ہر ایک کی سمجھ مین آنا مشکل تھا اور مین نے اس رسالہ کو سلیس طور پر لکھا ہی تاکہ ہر شخص کی سمجھ مین آجائے اور نفع اوسکا عام ہو اور چونکہ خدا نے اپنے وجود پر انہی مخلوقاتِ عالم سے استدلال کی ہی

در اثبات واجب الوجود

کہ ہر عام وخاص کے لیے مفید ہی اسی سبب سے ہم بھی اوسی دلیل کو بیان کرتے ہین پس واضح ہو کہ عمدہ دلیل خدا کے موجود ہونیکی عجائب مخلوقاتِ عالم اور غرائب مصنوعاتِ دنیا ہی فان الآثار تدل علے المؤثر والمخلوقات علے الخالق المدبر چنانچہ ایک شخص اعرابی جنگلی سے کسی نے پوچھا کیا دلیل ہی خدا کے موجود ہونیکی اوسنے فوراً کہا البعرۃ تدل علے البعیر واثر الاقدام علے المسیر افسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج لا یدلان علے اللطیف الخبیر یعنے مینگنی اونٹ کی جو کہین راہ مین پڑی ہو تو اوس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اسطرف سے کوئی اونٹ گیا ہی اور اسی طرح جو کہین پانو کا نشان دیکھا جاتا ہی تو اوس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ادھر سے کوئی گیا ہی پس یہ آسمان آثار صاحبِ بروج جسمین آفتاب اور ماہتاب اور ستارے ہین اور زمین اتنی بڑی جسمین دریا اور نہرین اور چشمے ہین ان دونو نسے کیا نہین سمجھا جاتا کہ انکا کوئی پیدا کرنیوالا قادرِ مطلق حکیم برحق ہی فی الواقع جو شخص بغور وتامل خیال کرے اور مخلوقات عالم کو دیکھے تو بیشک اوسکے وجود کا یقین کر سکتا ہی کہ کیونکر آسمانونکو ہمارے واسطے بمنزلہ شامیانہ کے کس حکمت سے نصب کیا کہ جسمین نہ ستون ہین نہ کسی چیز سے علاقہ ہی اور زمین کو کسطرح ہمارے نفع کے واسطے فرش کیا جسپر ہم چلتے پھرتے ہین اوس سے انواع واقسام کے غلے پیدا کرکے اپنی زندگی بسر کرتے ہین اور آفتاب اور ماہتاب کو بمنزلہ شمع کے پیدا کیا کہ اونکی روشنی سے ہم نفع اوٹھاتے ہین دین اور دنیا کا کام کرتے ہین دِن اور رات کو پیدا کیا تاکہ لوگ دِنکو کام کرین اور شب کو آرام کرین اور اوس دِن اور رات کے اختلاف سے جاڑا گرمی برسات وغیرہ ہوتا ہی جسکے سبب سے انواع واقسام کے غلے اور میوے اور درخت وغیرہ پیدا ہوتے ہین انسان اور حیوان کی اوس سے

استدلال از مخلوقات عالم

استدلال از عجائب خلقت انسان

زندگی ہوتی ہے پانی کو پیدا کیا جس سے سب مخلوقات کو نفع پہونچے درخت و گھیت وغیرہ
آباد ہوں حیوانات کو پیدا کیا جنسے ہر قسم کے جدا جدا فائدے متصور ہین کسیکو ہماری خوراک
مقرر کیا کوئی ہماری سواری کے واسطے پیدا ہوا کسی پر ہم اپنا اسباب لادکر تجارت کرتے ہین
کسی سے ہم غلہ پیدا ہونیکا سامان کرتے ہین قطع نظر ان سبکے اگر انسان اپنی ہی خلقت مین
غور و فکر کرے تو اسی سے خدا کو پہچان سکتا ہی جیسا کہ حدیث مین ہی من عرف نفسہ فقد
عرف ربہ جسنے اپنی ذات کو پہچانا اوسنے خدا کو پہچانا دیکھنا چاہیے کہ ابتدا انسان کی
ایک قطرہ منی سے ہی جو کثیف اور گندہ چیز ہی جب وہ منی رحم مین قرار پائی تو ایک کیفیت
سے دوسری کیفیت کے ساتھ بدلتی رہی پہلے تو اوسکا خون ہوا پھر گوشت بنا بعد اسکے
پورا جسم گوشت و پوست و استخوان و رباطات و عضلات و عروق وغیرہ سے بحکمت تمام
درست ہوا اور منہ اوسکا ماں کی پیٹھ کیطرف ہوا تا کہ احیاناً اگر ماں کے پیٹ پر صدمہ پہونچے
تو جنین کے اعضائے رئیس و شریف پر مثل قلب و جگر و ریہ و معدہ وغیرہ کے کہ
نہایت نازک ہین صدمہ نہ پہونچے اگر صدمہ پہونچے تو جنین کی پیٹھ پر پہونچے کہ وہ فی الجملہ
سخت ہی غرض بعد درست ہونے جسم کے اوسمین روح داخل ہوئی اور غذا اوسکی خون
حیض مقرر ہوئی کہ جسطرح درخت پانی دینے سے شاداب و سرسبز ہوتا ہی اور بڑھتا ہی
اوسیطرح وہ جنین بسبب پہونچنے اپنی غذا کے اوسی جائے تنگ تاریک مین
تر و تازہ ہوا اور روز بروز بڑھتا رہا جب خلقت اوسکی پوری ہوئی اور بدن مین اوسکے
اسقدر طاقت ہوئی کہ ہوا کی برداشت کر سکے سردی گرمی کو سہہ سکے آنکھ اوسکی
دنیا کی روشنی کو دیکھ سکے اوسوقت بحکم خالق عالم بقوت تمام ماں کے پیٹ
کس حکمت سے باہر آیا کہ حرکت دوری کر کے پانوں کو بلند کیا اور سر کو نیچے لایا اگر وہ مکرکا

تھا اول لٹتا تو اوسکا دونون پانونکی طرف سے ایسی جائے تنگ سے باہر آنا بہت دشوار تھا
کیونکہ پیرونکے متفرق ہو جانیکا احتمال تھا اسی طرح احتمال تھا کہ اگر دونون ہاتھ
بسبب ضیق مجری کے بلند ہو جاتے تو پیر اوسکا پیدا ہونا بہت مشکل تھا چنانچہ اکثر ایسا
ہوا ہی کہ اس قسم کی پیدائیش غیر طبعی باعث تلف جان ہوئی ہی خلاصہ جب لڑکا تنگنائے
رحم سے وسعت گاہ دنیا مین آیا تو خدانے اپنی قدرت کاملہ سے اوسکی غذا کے واسطے
دو نہر لبن پستانونکے مقرر کئے کہ اونسے غذائے لطیف و نرم چشمے شیر کے جاری ہوے
جس سے بھوک اور پیاس سے سیری حاصل ہوا کی جب کچھ قوت زیادہ بہم پہونچی کہ غذائے
سخت کو ہضم کر سکے اوسوقت خدانے دانتونکو پیدا کیا کہ غذاہاے درشت کو چبا وے اور
باسانی فرو کرے اور جلد ہضم ہو یہانتک کہ بتدریج مرتبہ جوانی کو پہونچا لیس اگر مرد ہی
تو خدانے اوسکے چہرہ پر داڑہی دی تاکہ باعث اوسکے وقار اور دبدبہ اور وجاہت
کا ہو اور اگر عورت ہی تو اوسکے رخسارونکو بالونسے صاف و پاک بنایا کہ باعث زیادتی
حسن اور خوبصورتی چہرہ کا ہو مرد اونکی طرف رغبت کرین سبب بقاے نسل انسان ہو
قطع نظر ان سب باتونکے ہر انسان کی صورت کو خواہ مرد ہون خواہ عورتین ایک دوسرے
سے جدا اور ممیز پیدا کیا کرورون آدمی دنیا مین موجود ہین مگر ایک دوسرے
صورت مین علحدہ پایا جاتا ہی بلکہ حضرت آدم سے تا ایندم کتنے لوگ گذرے ہین مگر
کسیکی شکل غیر ممیز دوسرے سے نہین پائی جاتی جیسا کہ تصاویر عتیقہ کے دیکھنے سے
ظاہر ہوتا ہی علاوہ اسکے خدانے ہر ایک کی آوازونکو بھی جدا پیدا کیا یہ سب اسی
واسطے کہ آپسمین تمیز ہو دنیا کے انتظامات مین فساد نہ پڑے فتبارک اللہ
احسن الخالقین ان سب باتونکو غور کرنے سے بیشک انسان سمجھیگا کہ ان سبکا

صفات ثبوتیہ

پیدا کرنیوالا اور اِن صورتونکا بنانے والا بیشک کوئی بڑا حکیم قادر مطلق ہی اور وہی خدا ہی

مسلکِ دوم صفاتِ ثبوتیہ مین اور وہ آٹھ ہین پہلے یہ کہ خداوند عالم قدیم ہی ہمیشہ ہی اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اگر حادث ہو تو محتاج ہوگا کسی محدث یعنے پیدا کرنے والیکا اور خدا کو کسی کا محتاج ہونا نہ چاہیے بلکہ ہمہ جہات اعلیٰ و اکمل ہونا چاہیے **دوسرے** خدا قادر ہی ہر امر کا اختیار رکھتا ہی کوئی چیز اوسکے احاطۂ قدرت سے باہر نہین ہی اور سب چیزونکو اپنے اختیار سے پیدا کرتا ہی کسی چیز کے پیدا کرنے مین مجبور نہین ہی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور نہ کسی چیز کے ایجاد کرنے مین مضطر ہی جیسے آگ لکڑیکو بے اختیار جلا دیتی ہی اسلیے کہ عاجزی اور اضطرار صفاتِ نقص سے ہی اور ذات باری ہر نقص سے بری ہی **تیسرے** خداوندِ عالم عالم و دانا ہی جتنی چیزین موجود ہین یا ہونگی وہ سب کو جانتا ہی کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین ہی وھو بکل شیٔ علیم اسلیے جہل صفاتِ نقص سے ہی اور کامل بالذات ناقص نہین ہو سکتا **چوتھے** یہ کہ خدا زندہ ہی چونکہ وہ عالم و قادر ہی پس ضرور ہی کہ حیات بھی اوسکے واسطے ثابت ہو **پانچوین** خدا مدرک اور سمیع اور بصیر ہی مقصود ان صفات سے یہ ہی کہ جن چیزونکو ہم اپنے حواس سے دریافت کرتے ہین مثل شیرینی و تلخی و حرارت و برودت و خوشبوئے و بدبوئے وغیرہ کے اور جن چیزونکو ہم اپنے کانسے سنتے ہین مثل بڑی آواز اور چھوٹی آواز کے اور جن چیزونکو ہم اپنی آنکھونسے دیکھتے ہین مثل آسمان اور زمین اشجار و انہار وغیرہ کے ان سب چیزونکو خدا اپنے علم سے جانتا ہی اگرچہ یہ صفات رجوع کرتے ہین طرف علم خدا کے جسکا بیان اوپر ہو چکا علیحدہ بیان کرنیکی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ علمانے بمصالح چند جداگانہ ذکر کیا ہی اس خیال سے مینے بھی علیحدہ لکھا چھٹے

یہ کہ حق تعالی مرید اور کارہ ہی یعنے جس کام مین مصلحت ہوتی ہی اوسکو بارادہ واختیار اپنے
کرتا ہی اور جس چیز کے کرنیکو دور از مصلحت سمجھتا ہی اوسکو نہین کرتا اور نیک کامونکو اپنے بندونسے
چاہتا ہی اور برے کامونکو نہین چاہتا اسلیے کہ فعل قبیح کرنا اور اوسکے کرنیکو پسند کرنا صفات
نقص سے ہی اور کامل بالذات کو ہر منقصت سے بری ہونا ضرور ہی ساتوین خداوند عالم
متکلم ہی اور مراد کلام سے یہ ہی کہ پروردگار عالم قادر ہی اسبات پر کہ کلام کو جس چیز مین چاہیے
پیدا کردے کہ لوگ سنین جسطرح خدانے حضرت موسیٰ سے کلام کیا وکلم اللہ موسیٰ
تکلیما مقصود اوس کلام سے یہ ہی کہ خدانے اپنے کلام کو درخت زیتون مین پیدا کردیا اور
نیز وقت استدعا ر قوم موسے خدانے اوس آواز کو اسطرح پھیلا دیا کہ سبنے سنا کہ وہ آواز
اوپر اور نیچے آگے اور پیچھے داہنے اور بائین ہر طرف سے آتی تھی کوئی سمت خاص معلوم
نہوتی تھی ورنہ اوپر بیان کیا کہ خدا ہر امر پر قادر ہی بس ایجاد کلام پر بھی قادر ہوگا آٹھوین
خدا صادق ہی کیونکہ جھوٹھ بولنا برا ہی اور امر قبیح خدا کے واسطے جائز نہین ہے

ومن اصدق من اللہ قیلا○

مسلک سوم صفات سلبیہ مین اور وہ بھی آٹھ ہین پہلے اوسکا کوئی شریک
نہین ہی اور اوسکی ذات وحدہٗ لاشریک ہی اور دلیل اسپر دو طرح سے ہی عقلی و سمعی دلیل عقلی یہ ہی کہ
اگر دو خدا ہوتے تو یا باہم تخالف ہوتے یا متوافق ہوتے در صورت تخالف انتظام
عالم مین خلل پڑتا مثلاً ایک کہتا کہ اسوقت رات ہو اور دوسرا کہتا کہ دن ہو تو اگر
دونونکا کہنا ہوتا تو اجتماع ضدین بلکہ نقیضین ہوتا اور اگر دونونکا کہنا نہوتا تو دونونکا
عجز لازم آتا اور اگر ایک کا کہنا ہوتا تو وہی ایک خدا ہوتا اور در صورت توافق اگر
دونونسے مخالفت ایک دوسرے کی ممکن نہین ہی تو بھی دونونکا عجز لازم آتا ہی اسلیے کہ ہر ایک

صفات سلبیہ

اپنے کام مین بسبب مخالفت دوسرےکے عاجز ہوگا اور اگر ایک مخالفت کر سکتا ہی اور دوسرا مخالفت نہین کر سکتا تو وہی ایک خدا ہی اور دوسرا عاجز اسکو دلیل تمانع کہتے ہین اور اسی دلیل کیطرف اشارہ ہی لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا یعنے اگر متعدد خدا ہوتے تو انتظام عالم فاسد ہو جاتا بسبب حکمرانی دونونکے یا بسبب عجز دونونکے دلیل دیگر یہ ہی کہ اگر دو خدا ہوتے تو جسطرح ایک خدانے اپنی فیاضی ازلی ظاہر کی اور ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر بھیجے کہ سب اوسکی خدائی اور یکتائی کا اہل دنیا سے اقرار لیتے رہے تو اسیطرح ضرور تھا کہ دوسرا خدا بھی بخیل نہوتا اور کوئی پیغمبر بھیجتا کہ اوسکی خدائی کو ثابت کرتا اور ان سب پیغمبرونکی تکذیب کرتا اور عقل باور نہین کرتی کہ ایک خدا تو باین شد و مد اپنی خدائی اور یکتائی ثابت کرے اور دوسرا خدا بیچارہ مسکین و غریب بنکر چپ چاپ بیٹھا رہے اور اس خدا کی دعوی یکتائی کی تکذیب نکرے اور یہ دلیل ماخوذ ہی قول جناب امیر علیہ السلام سے لیکن دلیل سمعی پس بہت ہین اس مقام پر فقط سورۂ توحید کو ہم لکھتے ہین حق تعالی فرماتا ہی قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد یعنے کہہ ای رسول ان یہودیونسے کہ جس خدا کو تم پوچھتے ہو وہ خدا ایک ہی از روے ذات کے اور مصداق صفات کے اور از روے عدد کے اور وہ خدا پاک و پاکیزہ ہی ہر نقص اور قبیح سے یا ملک الملوک ہی نہ کوئی چیز اوس سے متولد ہوئی ہی جیسا کفار مکہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیان ہین اور یہود عزیر کو اور نصاری عیسی کو خدا کا بیٹا کہتے ہین اور نہ وہ کسی شی سے پیدا ہوا ہی ماں باپ نہین رکھتا اور نہ کوئی چیز خدا کے ہمسر اور مثل اور مشابہ ہی دوسرے نفی صفات زائدہ ہی یعنے جتنی صفتین اوسکی ہین عین ذات ہین پس مصداق ذات و صفت خدا مین ایک ہی چیز ہی ایسا نہین ہی کہ ذات ایک چیز ہو اور صفت ایک دوسری

چیز ہو اگر ایسا ہو تو ذات خدا کا کامل ہونا غیر چیز سے لازم آوے حالانکہ وہ غنی اور
کامل بالذات ہی کسی چیز کا محتاج نہین ہی اور نیز صفات کے زائد علے الذات ہونیسے
تعدد قدما لازم آتا ہی حالانکہ قدیم ایک ہی ہی اور اسیکی طرف جناب امیر علیہ السلام اشارہ
فرماتے ہین غایۃ التوحید نفے الصفات عنہ یعنے توحید کامل وہی ہی کہ صفات خدا
کو اسکی ذات کے علاوہ نہ سمجھے بلکہ عین ذات سمجھے خلاصہ یہ ہی کہ صفات جناب باری کے
مثل ہمارے صفات کے نہین ہین کہ ہم کسی امر کے پائے جانے مین محتاج دو چیز ونکے ہین
ایک ذات اور ایک صفت مثلاً علم کہ اثر اوسکا انکشاف اشیا ہی وہ ہم مین جب حاصل ہو
کہ ذات ساتھ صفت علم کے ملے تب ہم عالم ہون اور جناب باری چونکہ کامل الذات ہی
پس بغیر ملائے صفت علم کے اوسپر سب چیزین آشکارا ہین پس وہ عالم ہی بنفسہ نہ بعلم بلکہ وہ
ایسا عالم ہی کہ عین علم ہی اسی طرح سب صفات کو قیاس کرنا چاہیے اور مثال اسکی واسطے
سمجھنے عوام کے یہ ہی کہ آفتاب مضی ہی ساتھ ایسی ضو کے جو کہ غیر آفتاب ہی اور ضو بھی
مضی ہی لیکن اپنی ذات سے نہ ساتھ ملانے ضو دیگر کے والا ہر ضو مین ایک ضو ملانیکی
حاجت ہوگی پس ایک ضو مین غیر متناہی ضو لازم آویگی تیسرے خدا کسی چیز سے
مرکب نہین ہی ورنہ محتاج ہوگا اپنے اجزا کا کہ بغیر اجزا کے کامل نہین ہو سکتا اور محتاج ہونا
شان سے ممکنات کے ہی حالانکہ خدا واجب الوجود ہی چوتھے خدا جسم نہین ہی اور
نہ عرض ہی اگر جسم ہو تو محتاج ہوگا اجزا کا اور مکان کا کیونکہ جسم وہ ہی جو طول اور عرض
اور عمق رکھتا ہو پس جو چیز ایسی ہوگی خواہ مخواہ کسی جگہ مین پائی جائیگی پس خدا بھی
محتاج ہوگا کسی جگہ مین پائے جانیکا اور خدا کا محتاج ہونا محال ہی اور اگر عرض ہو
تو بھی محتاج کسی محل کا ہوگا کیونکہ عرض وہ ہی جو قائم بالغیر ہو مثل رنگ وغیرہ کے

کہ جسم مین ہوکر پایا جاتا ہے اور احتیاج شان سے ممکن کے ہی نہ واجب الوجود کے دیگر حضرات
اہلسنت اپنی صحاح وغیر صحاح مین خدا کی جسمیت کی روایت کرتے ہین بعضے لکھتے ہین
کہ خدا عرش کے اوپر بیٹھا ہی اور جسم اوسکا ہر چہار طرف عرش کے باہر اوسکے بالشت سے
چھ چھ بالشت نکلا ہوا ہی اور ہر شب جمعہ کو گدہے پر سوار ہوکر دنیا مین آتا ہی اور بعضے
لکھتے ہین کہ جب طوفان نوح آیا تھا تو خدا اسقدر رویا تھا کہ آنکھین اوسکی آشوب
کر آئین اور فرشتے اوسکی عیادت کو آئے اور بعضے کہتے ہین کہ خدا بصورت آدمی کی صورت پر
اور داڑھی اور سر کے بال اوسکے کھچڑی ہین اور صحیح بخاری مین ہی لا یزال جہنم
یلقی فیها و یقول هل من مزید حتی یضع رب العرش قدمه فیها یعنے برابر جہنم مین
لوگ ڈالے جائینگے اور وہ کہے جائیگا اور بھی کچھ ہی آخر کار خداوند جبار اپنی ٹانگ
جہنم مین ڈالیگا غرض اس قسم کے اقوال مزخرفات حنابلہ اور مجسمہ اور مشبہہ اہلسنت سے
بہت ہین کہانتک لکھین پانچوین خداوند عالم کسی مکان مین نہین ہی اور نہ اوسکے
واسطے کوئی جہت ہی والا محتاج ہوگا اوس مکان کا اور احتیاج شان سے ممکن اور
حادث کے ہی نہ واجب اور قدیم کے بعض روایات مین ہی کہ بعد انتقال پیغمبر خدا کے
ایک یہودی ابوبکر کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ ہی پیغمبر کے خلیفہ ہین ابوبکر نے سر ہلاکر
کہا ہان اوس یہودی نے کہا ہمنے توریت مین دیکھا ہی کہ انبیا کے خلیفہ سب لوگون سے
زیادہ علم رکھتے ہین آپ تبلائیے کہ اسوقت خدا کہان ہی آسمان پر یا زمین پر ابوبکر نے
کہا خدا آسمان کے اوپر عرش پر بیٹھا ہی اوس یہودی نے کہا تو اس سے معلوم ہوا
کہ زمین خدا سے خالی ہی اور اس سے لازم آتا ہی کہ خدا ایک جگہ ہو اور ایک جگہ نہو
ابوبکر نے کہا یہ کلام کافرونکا ہی یہانسے دور ہو نہین تو ابھی تجھکو مار ڈالتا ہون وہ یہودی

تعجب کرتا ہوا اور دین اسلام کو ہنستا ہوا چلا اثنائے راہ مین قبلۂ دنیا و دین جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا ای یہودی جو تو نے
سوال کیا اوسکو بھی مین جانتا ہون اور جو تجکو جواب ملا اوس سے بھی واقف ہون
اب مجھ سے جواب سُن کہ خدا ہی نے ہر مکان کو پیدا کیا اوسکے واسطے کوئی مکان نہین ہی
بلکہ باعتبار علم و قدرت کے وہ ہر جگہ موجود ہی اور اوسکا علم ہر جگہ کو گھیرے ہوے ہی اور اوسکی
تدبیر اور قدرت سے کوئی جگہ خالی نہین ہی اگر مین تمکو خبر دون اوس چیز سے جو
تمھاری کتاب مین ہی اور اوسکو مانو تو ایمان لاؤگے اوس یہودی نے کہا البتہ حضرت نے
فرمایا کیا تمھاری کتاب مین نہین ہی کہ حضرت موسٰی ایک روز بیٹھے ہوے تھے کہ ایک فرشتہ
مشرق سے آیا پوچھا کہانسے آتے ہو کہا خدا کے پاس سے بعد اسکے دوسرا فرشتہ
مغرب سے آیا پوچھا کہانسے آتے ہو کہا خدا کے پاس سے پھر ایک فرشتہ ساتوین طبقۂ
آسمان سے آیا اوسنے بھی کہا مین خدا کے پاس سے آتا ہون پھر ایک فرشتہ ساتوین
طبقۂ زمین سے آیا اوسنے بھی کہا مین خدا کے پاس سے آتا ہون اوسوقت حضرت
موسٰی نے کہا مین تسبیح کرتا ہون اوس خدا کی جس سے کوئی جگہ خالی نہین ہی اور نہ
اوس سے کوئی جگہ قریب ہی اور نہ کوئی جگہ بعید ہی یہ سنکر اوس یہودی نے کہا ہان
ایسا ہی ہی بیشک آپ خلیفۂ برحق ہین اور دوسرا غاصب مطلق ہی چھٹے خدا
کسی چیز مین حلول نہین کرتا یعنے کسی چیز مین نہین در آتا جیسے کوزہ مین پانی اور
سونے مین رنگ اور نہ کسی چیز کے ساتھ متحد ہو سکتا ہی جیسا کہ بعضے متصوفہ کہتے ہین کہ
خدا عارف مین در آتا ہی معاذ اللہ جیسے شیطان مُرید مین حلول کرتا ہی اور عارف کے
ساتھ متحد ہو جاتا ہی جیسے لکڑی آگ مین جلکر آگ ہو جاتی ہی اور بطلان اسکا ظاہر ہے

ابطال مذہب حلولیہ

ابطال مذہب اتحادیہ

کیونکہ اگر خدا کسی چیز مین حلول کرے تو محتاج محل کا ہوگا اور مکان مین پایا جائیگا حالانکہ خدا محتاج کسی چیز کا نہین ہے اور اوپر بیان ہوا کہ خدا کسی مکان مین نہین ہے اور خدا کسی چیز کے ساتھ متحد بھی نہین ہوسکتا کیونکہ دو چیزین متغایر مثل واجب اور ممکن کے بلکہ مطلقاً دو چیزین حقیقتاً ایک نہین ہوسکتین اسلیے کہ اگر دونون موجود ہین تو پھر اتحاد کہان اگر دونون معدوم ہین تو شے ثالث جدید ہے اور اگر ایک معدوم اور ایک موجود ہے تب بھی اتحاد بین الموجودین نہوا اور اتحاد بین الوجود والعدم بالبداہۃ باطل ہے پس حلولیہ اور اتحادیہ کا مذہب باطل ہوا باقی رہا مذہب عینیہ کا کہ اونکا

ابطال مذہب عینیہ

مذہب یہ ہے کہ ہر چیز عین خدا ہے چنانچہ کہتے ہین ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ	خود بر سر آن کوزہ خریدار بیامد

اور اسی طرح بہت سے اقوال انکے ہین پس بنا برانکے لازم آتا ہے کہ کتے اور سور اور گوہ اور پیشاب معاذ اللہ سب عین خدا ہین اور توجیہات عجیبہ اور تمثیلات غریبہ بیان کرتے ہین کبھی خدا کو دریا اور ممکنات کو امواج اور کبھی خدا کو سیاہی اور ممکنات کو حروف تشبیہ دیتے ہین یعنے جسطرح امواج عین دریا اور حروف عین سیاہی ہین اور فرق فقط اعتباری ہے اسیطرح سے خدا عین خلق اور خلق عین خدا ہے مولوی روم فرماتے ہین ؎

چون زبیرنگی اسیر رنگ شد	موسیی با موسیی در جنگ شد

یعنے حضرت موسی اور فرعون دونون خدا ہی تھے کہ آپسمین لڑے اور اگر کہا جاوے کہ درمیان خالق اور مخلوق واجب اور ممکن کے فرق اعتباری کہنا درمیان متباینین اور متنافیین عینیت کا قائل ہونا ہے جیسے کہین کہ سفیدی عین سیاہی ہے اور زید عین لازید ہے

اور آسمان عین زمین ہی اور فرق اعتباری ہی اسکو عقل کسی طرح باور نہین کرتی تو اسکے
جواب مین فرماتے ہین کہ طور تصوف ورا طور العقول ہی کہ عقول متوسطہ یعنے عقل
انسانی اسکا درک نہین کر سکتی بلکہ اسکے ادراک کے لیے عقول ملکی چاہییٔ ہم اسکے جواب
مین کہتے ہین کہ جب اس طریقۂ نامعقول کو ہماری عقلین تصور ہی نہین کرتی ہین تو ہم
اسکی تصدیق کیونکر کرین بعض محققین انکے کہتے ہین کہ وجود مطلق خدا ہی اور وجودات
خاصۂ ممکنات ہین ہم کہتے ہین کہ یہ بات تو بدیہی ہی کہ ہر عام خاص پر صادق آتا ہی پس
کہینگے کہ زید خدا ہی عمر خدا ہی بکر خدا ہی پس مصداق خدا غیر متناہی ہونگے تعجب ہی کہ حضرات
اہلسنت دو خدا کے قائل کو کافر کہین اور ہزارون خدا کے قائلین کو کافر نہین کہتے بلکہ
انکو اپنا پیر بناتے ہین اور نیز بنا بر قول عینیت بطلان کل شرایع کا لازم آتا ہی اسلیے کہ
کون مرسِل ہوا اور کون مرسَل ٹھہرا اور جنتی اور جہنم مین جلنے والا اور اعمال خیر و شر کرنیوالا
سب خدا ہی ہوگا پھر احکام شریعت اور تکلیفات سب لغو اور بیکار ہو جائینگے

ساتوین جب یہ بات ثابت ہوئی کہ خدا جسم نہین ہی اور نہ کسی مکان مین ہی نہ کسی جہت مین
پس محال ہی کہ اوسکو کوئی دیکھ سکے کیونکہ کسی چیز کے دیکھنے کے واسطے آٹھ امرونکا ہونا ضروری ہی
ایک تو یہ کہ بصارت درست ہو دوسرے وہ چیز اور دیکھنے والا دونون مقابل
ہون تیسرے بہت قریب نہو چوتھے بہت دور نہو پانچوین کوئی چیز حائل نہو چھٹے
بہت شفاف نہو جیسے ہوا ساتوین دیکھنے کا قصد بھی رکھتا ہو آٹھوین اندھیرا نہو
پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ خدا ہمارے مقابل مین ہو اور ہم اوسکے قریب جا کر مثل جسم کثیف کے
اوسکو دیکھین حالانکہ خدا خود فرماتا ہی لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار
اوسکو بینائیان نہین پا سکتین ہین بلکہ وہ بینائیونکو درک کرتا ہی اور جب حضرت موسی نے

ابطال رویت خدا

اپنی قوم کے کہنے سے واسطے اتمام حجت کے خدا سے رویت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا
لن ترانی تو ہرگز کبھی مجھکو نہ دیکھیگا پس جب حضرت موسیٰ نے نہ دیکھا تو پھر دوسرا کوئی
کیونکر دیکھ سکتا ہی آو حضرات اہلسنت جو دیدار خدا کے قائل ہین وہ فرماتے ہین کہ ہم خدا کو
روز قیامت کالقمر فی لیلۃ البدر دیکھینگے یعنے جیسے چودھوین رات کا چاند
قابل غور ہی کہ خدا کو چاند کے ساتھ تشبیہ دی حالانکہ خدا فرماتا ہی فلا تضربوا للہ الامثال
اور پھر فرماتا ہی لیس کمثلہ شئ پس جب خدا کے لیے مثل ہوا تو توحید رخصت ہوگئی اسلیے
کہ جب مرئی ہوا تو مثل مرئیات متلونہ کے گورا کالا نیلا پیلا کسی رنگ مین ہوگا پس اس
مسئلہ سے اہلسنت کلاً مجسمہ اور مشبہہ ہوگئے آو بلکفہ امام رازی یعنے خدا کو ہم بلاکیفیت دیکھینگے
ایک بات لغو ہی اسلیے کہ قمر فی لیلۃ البدر مین بلکفہ کہان ہی علاوہ اسکے یہ رویت جو چشم
سر کی ہی اسمین بلکفہ محال ہی جیسا کہ شروط ثمانیہ رویت مین بیان ہوا پس ثابت ہوا
کہ رویت خدا بھی محال ہی مگر البتہ جو لوگ مؤمنین موقنین اور صلحا اور متقین ہین اونکا
دل چشم بصیرت سے اوسکو دیکھتا ہی جیسا کہ کسی نے جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا
آپ نے خدا کو دیکھا ہی جو اوسکی عبادت کرتے ہین فرمایا کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین عبادت
کرون اوس چیز کی جسکو نہ دیکھا ہو راوی نے عرض کی کیونکر دیکھا ہی فرمایا آنکھون نے
ظاہر مین اوسکو نہین دیکھا ہی لیکن دل کی آنکھون نے نور ایمان سے اوسکو دیکھا ہی
آٹھوین حق تعالے محل حوادث نہین ہی یعنے ایسے صفات اوسمین نہین پائیجاتے
جنکے سبب سے ایک کیفیت سے دوسری کیفیت ہوجائے جیسے سہو نسیان بیماری
آرام خوشی رنج غضب غصہ وغیرہ کہ بیماری مین انسان ضعیف ہوجاتا ہی رنج
وغم مین دلپر صدمہ پہونچتا ہی غصہ مین چہرہ کا رنگ سرخ ہوجاتا ہی ان سب کی

خدا پاک اور پاکیزہ ہی اسلیے کہ ہر تغیر حادث ہی اور ذات باری تعالے قدیم ہی

سبیل دوم عدل مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور سات مسلک ہین شعبہ بیان معنی عدل مین معنی عدل کے وضع الشئ فی محلہ کے ہین یعنے ہر چیز بجا ہو کوئی کام بیجا نہو پس خدا کوئی فعل قبیح اور غیر مناسب نہین کرتا اور نہ فعل واجب اور مناسب کو ترک کرتا ہی

مسلک اول بیان مین حسن اور قبح عقلی کے حسن وہ ہی کہ کرنیوالا اوسکا جب اوس فعل کو کرے تو عقلا کے نزدیک قابل تعریف کے ہو اور قبح وہ ہی کہ جب اوسکو کرے تو عقلا اوسکی مذمت کرین جاننا چاہیے کہ عقل صحیح اسکو درک کرتی ہی کہ اچھائی اور برائی کامونکی فی نفسہ ہی نہ بسبب حکم کسی حاکم کے بلکہ یہی حسن و قبح ذاتی شارع کو باعث امر و نہی کرنیکا ہی کیونکہ بداہۃ عقل ہم دیکھتے ہین کہ ادراک بعض امور مین عقل مستقل ہی حاجت کسی شرع کی نہین ہی جیسے سچ بولنا اچھا ہی اور جھوٹھ بولنا برا ہی اسیطرح انصاف کرنا امانت کو واپس کرنا ڈوبتے ہوے کو نکالنا ان سب باتونکو عقل کہتی ہی کہ اچھی ہین چاہے کوئی آمر امر کرے یا نکرے اور ظلم کرنا کسیکو ناحق قتل کرنا جھوٹھ بولنا خیانت کرنا عقل کہتی ہی کہ یہ سب باتین بری ہین اگرچہ حکم شرع نہوتا تو بھی عقل ان باتونکے حسن و قبح پر حکم کرتی اسی سبب سے جو لوگ پابند کسی شریعت کے نہین ہین مثل براہمہ وغیرہ کے وہ بھی اس حسن و قبح کے قائل ہین مگر اشاعرہ اہلسنت جنھون نے عقل سے ہاتھ دھو یا ہی کہتے ہین کہ دنیا مین کوئی چیز فی نفسہ اچھی اور بری نہین ہی اور شارع ترجیح بلا مرجح ایک کو حکم کرنیکا کرتا ہی اور دوسریکو منع کرتا ہی پس جسکو شارع نے حکم کیا وہ اچھا ہی جسکو نہی کیا وہ برا ہی عقل کو کچھ دخل نہین ہی

حالانکہ یہ باطل ہی اسواسطے کہ مثلاً اگر کوئی شخص عاقل کسی پہاڑ یا جنگل مین لڑکپن سے
رہا ہو کہ وہان کسی قسم کے دین کی بات جاری نہو کوئی حکم شارع کا وہان نہ پہونچا ہو
اوس سے کوئی کہے کہ اگر تو سچ بولیگا تو بھی تجکو ایک روپیہ اور اگر تو جھوٹہ بولیگا تو بھی
تجکو ایک روپیہ دونگا تو بیشک وہ شخص سچ ہی بولیگا اس سے معلوم ہوا کہ اچھائی
اور برائی چیزونکی فی نفسہ ثابت ہی نہ شرعاً چنانچہ آیات قرآنی بھی اسی پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ جناب باری فرماتا ہی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر اس آیت سے سمجھا جاتا ہی کہ فحشار
ومنکر فی نفسہ قبیح ہین اسی لیے جناب باری نے اوس سے منع کیا نہ یہ کہ منع کرنیسے
جناب باری کے وہ فحشار ومنکر ہوگئی

مسلکِ دوم جاننا چاہیے کہ خداوند عالم عادل ہی ظلم نہین کرتا برے کامون کو
عمل مین نہین لاتا جو چیز بہتر اور واجب ہی اوسکو ترک نہین کرتا امر محال کے ساتھ
بندونکو تکلیف نہین دیتا بے فائدہ کام اوس سے صادر نہین ہوتا کیونکہ برا کام وہی
کرتا ہی جو اوسکی برائی سے واقف نہو یا جانتا ہی مگر اوسکے ترک پر قادر نہین ہی جسطرح
آگ نہ جلانے پر اختیار نہین رکھتی یا مجبور ہی کہ کوئی شخص غیر بجبر اوس سے برا کام کراوے
یا قدرت رکھتا ہی مگر اوس برے کام کا محتاج ہی جیسے کوئی بھوکا فقیر چوری کرے
یا محتاج بھی نہین ہی مگر بے فائدہ اوس کام کو کرتا ہی یہ سب باتین خدا کے واسطے
محال ہین کیونکہ پہلی صورت مین خدا کا جہل لازم آتا ہی دوسری تیسری صورتین
عجز چوتھی مین احتیاج پانچوین مین سفاہت مگر اہل سنت خدا کی عدالت کے
قائل نہین ہین کہتے ہین ہو سکتا ہی کہ قیامت کے روز خداوند کریم جتنے انبیا اور

مسلک دوم

امام اور اولیار مین سبکو جہنم مین ڈالدے اور جتنے کفار بت پرست مشرک گنہگار فاسق و فاجر ہین سبکو بہشت مین لیجائے اوسکے واسطے کوئی عیب نہین ہی نہ اوسکو کوئی اس بات پر الزام لگا سکتا ہی اسلیے کہ وہ مالک ہی اور مالک کو تصرف اپنے ملک مین ہر طرح سے ہو سکتا ہی اور بہ نسبت اوسکے کوئی شی قبیح نہین ہی اسلیے کہ قبح اشیار تو اوسی کے حکم سے ہوتا ہی پس یہ حکم محکوم پر جاری ہوگا نہ خود حاکم پر حالانکہ یہ باطل ہی کیونکہ اگر ایسا ہو کہ خدا سے کوئی کار قبیح ہو تو کسی پیغمبر کی نبوت کا یقین نہو کیا معلوم خدا نے جھوٹے پیغمبر کو معجزہ دیا ہی یا سچے پیغمبر کو اور جب پیغمبری کا یقین نہوا تو پھر کسی امر شرعی کا اعتبار نہوگا پھر خدا کا جہنم سے ڈرانا بہشت کا وعدہ کرنا سبکا اعتبار جاتا رہیگا کیا معلوم خدا نے سچ کہا یا جھوٹھ کہا پھر کس اعتبار پر کوئی خدا کی عبادت کرنے لگا اور یہ کہنا اونکا کہ مالک کو ہر طرح کا تصرف اپنی ملک مین جائز ہی اور کسی طرح ظلم نہین ہی اگرچہ انبیا کو جہنم مین ڈالے کیونکہ ظلم کے معنے تصرف فی ملک الغیر کے ہین پس ہم کہتے ہین کہ یہ تقریر محض عوام فریبی کی ہی کسی مالک کو اپنی ملک مین تصرف قبیح جائز نہین ہی اور معنے ظلم کے وضع الشئ لافی محلہ کے ہین نہ وہ جسکے تم مدعی ہو اور یہ کہنا تمھارا کہ قبح اشیار بحکم حاکم ہی ہمنے مسلک اول مین باطل کیا اور ثابت کیا کہ اشیار فی نفسہ حسن او قبیح ہین علاوہ اسکے خدا خود فرماتا ہی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الایۃ تو جب خدا دوسرونکو عدل و انصاف کا حکم فرماتا ہی اور برے امور سے منع کرتا ہی تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ دوسرونکو حکم کرے اور خود اوسپر عمل نکرے اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خدا بندونکو محال امر کی تکلیف نہین دیتا لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا کیونکہ تکلیف بمحال قبیح ہی عدالت کے خلاف ہی مگر اشاعرہ اہلسنت تکلیف بمحال کے

قائل ہین کہتے ہین ہوسکتا ہی کہ خدا اوس شخص کو جو زمین گیر ہو کہے کہ آسمان پر اُوڑجا اور
آفتاب کو پکڑلا یا کسی سے کہے سارے دریا کا پانی ایک دفعہ پی جا یا سوئی کے ناکے سے
پہاڑ کو نکالدے جب بندہ یہ سب نکرسکے تو خدا اوسپر عذاب کرے شاید انّ اللہ
لیس بظلام للعبید کا ایمان ہی نہین لائے

مسلک سوم اس بات کو جاننا چاہیے کہ خدا نے اپنے بندونکو جو عبادت کی
تکلیف دی نیک کام کرنیکا حکم دیا بد کام کرنیکو منع کیا یہ سب فضل خدا کا مستحسن اور بہتر ہے
اور اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہین پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہی بلکہ خود بندونکو نفع
پہونچتا ہی اگر کوئی کہے کیون خدا نے بلا تکلیف کے بہشت مین داخل کرنیکو قبول نہین کیا
توہم کہینگے اسمین بہت سی مصلحتین ہین ایک تو یہ کہ نیک اور بد عادل اور ظالم سب پہچانے
جائین اور سب لوگ نیک کام کی طرف رغبت کرین بُرے کام سے باز رہین اور
موافق اپنے اعمال کے اور استحقاق کے بہشت مین درجے پائین ہر شخص کا مرتبہ
علٰحدہ علٰحدہ پہچانا جائے پس یہ عین حکمت اور عدالت ہی کہ جسکا جیسا مرتبہ ہو جیسے
کام ہون ویسا اوسکو عوض ملے اور بغیر لحاظ اسکے اچھے بُرے سبکو بہشت دے دینا
ایسا ہی جیسے بادشاہ اور چمار کو ایک جگہ بٹھا دینا ٥

کہ بد کردن بجائے نیک مردان		نکوئی با بدان کردن چنانست

دوسرے یہ کہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہی یعنے معاملات دنیا مین اور زندگی
بسر کرنیمین ایک دوسریکا محتاج ہی پس اگر تکلیف خدا نہوتی تو کوئی شخص کسی
بات سے نہ ڈرتا کیونکہ مواخذۂ دنیا و آخرت کا خوف تو ہوتا نہین لامحالہ معاملات
دنیا مین ایک دوسریکو قتل کرتا کسی پر کوئی ظلم کرتا کسیکا کوئی مال چھین لیتا کسیکی

عورت کے ساتھ کوئی زنا کرتا یہ سب امور باعث فتنہ و فساد کے ہوتے اور انتظام
دنیا مین خلل پڑتا اسواسطے خدانے تکلیف دی اور ڈرایا کہ اگر بُرے کام کروگے
تو تمکو جہنم مین لیجائینگے اگر اچھے کام کروگے تو بہشت مین پہونچائینگے یہی باعث ہی کہ
ہر ملت کے لوگ خدا کا خوف کرتے ہین اور اس سبب سے اکثر لوگ ظلم نہین کرتے
کسی کا مال غصب نہین کرتے اب اس بات کو بھی جاننا چاہیے کہ خدانے جو بندونکو
تکلیف دی تو اونکو اختیار بھی دیا ہی مجبور پیدا نہین کیا ہی نیک کام ہو خواہ بد کام
سب انسان اپنے اختیار سے کرتا ہی نہ یہ کہ خدا بجبر کراتا ہی جیسا اہلسنت کہتے ہین
کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہی جو کام ہو چوری زنا قتل نفس غصب کفر سب کام
بندے سے خدا ہی کراتا ہی اور پھر اوسپر عذاب کرتا ہی جیسا کہ عقائد نسفی مین ہی
واللہ خالق افعال العباد من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان
یعنے جتنے کام بندونکے ہین جیسے کفر و ایمان طاعت و عصیان سبکو خدا ہی پیدا کرتا ہے
حالانکہ یہ صریح باطل ہی اسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ خدا سے بڑھکر کوئی ظالم
نہو کہ خود ہی گناہ کراوے اور خود ہی اوسپر عذاب کرے جیسے کوئی شخص اپنے
کسی غلام کو حوض مین گراوے اور پھر اوسکو سزا کرے کہ تیرا بدن کیون بھیگا
یہان پر ایک حکایت لطیف ہی جسکا لکھنا مناسب معلوم ہوا یعنے ایک روز
بہلول دانا ابو حنیفہ کے گھر گئے سنا کہ اپنے شاگردونسے کہتا ہی کہ امام جعفر صادق تین
باتو نکو کہتے ہین ہم اونکو نہین مانتے ایک تو وہ کہتے ہین کہ شیطان جہنم مین جلیگا حالانکہ
شیطان آگ سے پیدا ہوا ہی آگ کو آگ کیا جلائیگی دوسرے وہ کہتے ہین کہ
خدا کو کوئی نہین دیکھہ سکتا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی چیز موجود ہو اور اوسکو نہ دیکھ سکین

بیان اینکہ بندہ فاعل مختار است نہ مجبور

عقائد نسفی ص ۶۰ مطبوعہ حیات پریس لکھنؤ

حکایت بہلول دانا با ابو حنیفہ

تیسرے وہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہی مجبور نہین ہی حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ بندہ جو کام کرتا ہی اسکا خالق خدا ہی بندہ اپنے فعل مین مجبور ہی بہلول نے جب یہ سُنا ایک ڈھیلا اوٹھاکر زور سے ابوحنیفہ کے حوالہ کیا اور چلدیے وہ ڈھیلا ابوحنیفہ کی پیشانی پر لگا ابوحنیفہ اور سب شاگرد اوسکے دوڑے اور اونکو پکڑا اور ہارون رشید کے پاس لیگئے اور اونکی شکایت کی تب بہلول نے ابوحنیفہ سے کہا مین نے کیا ظلم کیا اوسنے کہا ایک ڈھیلا کھینچکر مارا کہ سر میرا درد کر رہا ہی بہلول نے کہا درد کو دکھلاؤ کہان ہی ابوحنیفہ نے کہا درد کو بھلا کوئی دیکھ سکتا ہی بہلول نے کہا ابھی تو کہہ رہا تھا کہ جو چیز موجود ہو اوسکو ضرور دیکھ سکتے ہین درد بھی موجود ہی کیون نہین دکھائی دیتا علاوہ اسکے تو جھوٹھ کہتا ہی کہ درد ہوتا ہی کیونکہ ابھی تو نے کہا ہی کہ شیطان آگ مین نہ جلیگا آگ کو آگ کیا جلا سکتی ہی مین نے بھی مٹی کے ڈھیلے سے تجکو مارا اور تیرا بدن بھی مٹی کا ہی مٹی کو مٹی کیا اذیت پہونچا سکتی ہی اسکے علاوہ تو کہتا تھا کہ بندہ اپنے فعل کا فاعل نہین ہی جو کام کرتا ہی خدا کرتا ہی مین نے تجکو کہان مارا بلکہ خدا نے مارا مین مجبور ہون یہ سنکر ابوحنیفہ بہت خفیف ہوا کچھ جواب نہ چل سکا اور سب لوگ ہانسے اوٹھ آئے

مسلک چہارم قضا و قدر کے بیان مین جاننا چاہیے کہ قضا کے چند معنی ہین گاہے بمعنے خلق و ایجاد آتا ہی جیسا کہ تفسیر فقضاهن سبع سموات مین کہا گیا ہی اور کبھی بمعنی حکم جیسے وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه اور کبھی بمعنے اعلام و اخبار کقولہ تعالے وقضينا الى بنى اسرائيل اور گاہے بمعنے علم اور گاہے بمعنی اتمام اور گاہے بمعنے ختم کے آتا ہی یہانتک کہ بعض علما نے دس اور بعضون نے اس سے بھی زیادہ معنے بیان فرمائے ہین اور ہر ایک کی سند دی ہی اور اسیطرح

معنی قدر کے بھی بہت ہین جیسے علم و اعلام و حکم و خلق و تبیین و اندازہ و مقدار و توسط
بیان افراط و تفریط و ضیق و حتم و علم اجمالی الی غیر ذالک اور ہر مقام پر معنی مناسب
مقام مراد ہوتے ہین پس جہان کہین حدیث مین وارد ہوا ہی کہ کل امر بقضا و
قدر ہی مراد اوس سے معنی علم یا اعلام ملائکہ و انبیاء و اوصیاء اور وقوع بر وفق
علم یا تبیین و اندازہ خدا یا بحکم و ارادہ و تمکین و عدم المنع خدا کے ہین نہ یہ کہ کل حوادث
و کائنات یہانتک کہ افعال عباد بخلق و ایجاد خدا ہین اسلیے کہ اگر افعال عباد
فعل خدا ہون تو بندہ مجبور ہوگا حالانکہ پیشتر اس سے ہم ثابت کر چکے کہ بندہ اپنے
افعال اختیاری مین مجبور نہین ہی ورنہ تکلیف لغو اور باطل ہو جائیگی اور یہ بھی
واضح رہے کہ علم خدا کسی فعل کے صدور کی علت نہین ہی پس کوئی یہ نہین کہہ سکتا
کہ چونکہ علم خدا مین یہی گذرا تھا کہ ہم شراب پئین اس سبب سے ہمنے شراب پی
جیساکہ اہلسنت کہتے ہین کہ بندہ گناہ کرنے مین مجبور ہی اسواسطے کہ خدا عالم کلیات
و جزئیات ہی روز ازل سے خدا جانتا تھا کہ ہم گناہ کرینگے پس اگر ہم گناہ نکرتے
تو علم خدا کا غلط ہو جاتا اسلیے ضرور ہوا کہ ہم گناہ کرین مثلاً خدا جانتا تھا کہ ابوجہل
ایمان نہ لاویگا پس محال تھا کہ وہ ایمان لاتا ورنہ علم خدا کا جہل ہو جاتا جواب
اسکا اولاً بطور معارضہ کے یہ ہی کہ جسطرح سے خدا کو پہلے سے بندونکے فعل کا علم ہی
اوسی طرح بدرجۂ اولیٰ اپنے فعل کا بھی علم ہی پس ہم کہتے ہین کہ مثلاً خدا روز ازل سے
جانتا تھا کہ مین زید کو فلان سال مین پیدا کرونگا آیا اب ہو سکتا ہی کہ اوس سال
زید کو پیدا نکرے یا نہین ہو سکتا اگر ہو سکتا ہی تو علم خدا کا جہل ہو جائیگا اور
اگر نہین ہو سکتا تو خدا مجبور ہوا پس جو تم اس بات کا جواب دوگے وہی جواب

ہم تمہاری باتکا دینگے **ثانیاً** جواب بطور حل کے یہ ہی کہ ہم اوپر بیان کر چکے
کہ علم خدا کا علت فعل کی نہین ہی کیونکہ علم تابع معلوم کے ہی جیسا معلوم ہوتا ہی
ویسا ہی علم ہوتا ہی بے اِسکے کہ علم کو اوس معلوم کے موجود ہوتے مین کچھ اثر ہو
پس جو چیز جیسی ہونے والی تھی اوسیکے مطابق خدا کو علم ہوا نہ یہ کہ جیسا خدا کو
علم ہوا ویسی ہی وہ چیز واقع ہوئی مثلاً ہم جانتے ہین کہ قیامت ضرور ہوگی اور
یہ علم ہمارا مطابق واقع کے ہی مگر ایسا نہین ہی کہ چونکہ ہمارے علم مین گذرا ہی
اس سبب سے قیامت ضرور ہوگی بلکہ چونکہ قیامت ضرور ہوگی اس سبب سے
ویسا ہی ہمکو علم ہوا با این ہمہ ہم کہتے ہین کہ خدا کو ازل مین علم اسکا ہوا کہ فلان
وقت مین فلان فعل باختیار خود کرونگا یا فلان بندہ فلان فعل باختیار خود
کریگا پس اگر خدا یا بندہ اوس فعل کو باختیار نکرے بلکہ بمجبوری کرے تو علم خدا
جہل ہو جائیگا بالجملہ بندہ کسیطرح سے اپنے فعل مین مجبور نہین ہی جیسا کہ جبریہ
اور قدریہ کہتے ہین اگر کل امور قضا و قدر کے اوپر حوالہ کیے جائین اور بندہ مجبور
ٹھہرایا جائے تو ثواب و عذاب اور وعدہ و وعید خدا کا افعال عباد پر سب
بیکار ہو جاے اور کوئی جائے ملامت و مذمت خدا کو بندونپر باقی نرہے اور
للہ الحجۃ البالغۃ غلط ہو جاے اور بندونکی حجت خدا پر غالب رہے اور جب
بندے عذر مجبوری پیش کرین تو خدا معاذ اللہ ساکت اور لاجواب ہو جائے
اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ ایسا بھی نہین ہی کہ خدا نے بالکل اختیار نیک و بد کا
بندونکو دیدیا اور خود مجبور ہو گیا خدا کو اوسمین کچھ دخل و اختیار نہین رہا جیسا
معوضہ کہتے ہین بلکہ جب انسان نیک کام کا ارادہ کرتا ہی تو خدا کی جانب سے

لطف و توفیق خیر شامل حال ہوتی ہی اور جب اپنے سوء اختیار سے بُرے کام کا ارادہ کرتا ہی تو بیسا اوقات خدا بسبب مصلحت اوسکو مانع ہوجاتا ہی اور کبھی اوسکو بسبب مصلحت اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہی جسکو خذلان من اللہ کہتے ہین اور اسی امر کی طرف معصوم نے اشارہ فرمایا ہی کہ لاجبر و لا تفویض بل امر بین الامرین ؏

مسلک پنجم بیان مین معنی لطف وغیرہ کے جاننا چاہیے کہ معنی لطف کے یہ ہین کہ خدا ایسا کام اپنے بندونکے ساتھ کرے جس سے بندونکو تمکین اور اقتدار اوپر تکلیفات شرعیہ کے حاصل ہو اور بھی اپنے خاص بندونکے ساتھ جو قابلیت اوسکی رکھتے ہون ایسا امر عمل مین لاوے جس سے قریب کردے طاعت کی طرف اور بعید کردے معصیت سے مگر نہ اسطور پر کہ اوسکو مجبور کردے اوس فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر اور لطف بحسب عقل کے خدا پر واجب ہی یعنے عقل ادراک کرتی ہی اس بات کو کہ بمقتضاے حکمت و مصلحت اور عدالت کے یہ بات جناب باری کے لیے ضروری ہی جسطرح سے علم اور قدرت اور وجوب وجود اوسکے لیے ضروری ہی اسلیے کہ اگر لطف ممکن نہو تو تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہی اور وہ بیشک قبیح ہی جیسا ہم اوپر لکھ چکے اور اگر لطف مقرب نہو تو نقض غرض لازم آتا ہی اور نقض اپنی غرض کا کار سفہا ہی نہ کار حکیم پس پیغمبرونکا بھیجنا اور اماموںکا مقرر کرنا عمل خیر پر ثواب کا وعدہ کرنا بُرے کاموں پر وعید عقاب کرنا اور مثل اسکے سب لطف خدا مین داخل ہی کیونکہ جب خدا نے عبادت کی تکلیف دی جیسا کہ فرمایا ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

بیان الطف ۵۵ یعنی نہیں پیدا کیا مین نے جن اور انسان کو مگر اسواسطے کہ میری عبادت کرین ۱۲ منہ

تو ضرور ہوا کہ خدا واسطے عبادت کے ہمکو اعضا و جوارح اور عقل کامل بھی عطا کرے اور اوس عبادت کے طریقہ کے سمجھانیکو کوئی شخص ہمارے واسطے بھیجے کہ وہ پیغمبر آورندہ شریعت ہو اور کوئی شخص حافظ اوس شریعت کا بھی ضرور مقرر ہو کہ وہ امام ہی یہی سب معنی لطف کے ہین

مسلک ششم بیان مین مسئلۂ اصلح کے جاننا چاہیے کہ خدا کے امور خواہ بحسب دنیا کے ہون خواہ دین کے عین مصلحت ہین جتنے امور خدا کے ہین سب اصلح واقع ہوتے ہین اگرچہ ہمکو ضرور نہین ہی کہ اون سب مصالح کو ہم سمجھ سکین جیسا کہ بہت سے حشرات الارض وغیرہ خدا نے پیدا کیے جو خالی مصلحت سے نہین ہین مگر عقل ہر بشر کی اوسکو نہین دریافت کر سکتی چنانچہ قصۂ بو علی سینا کا بہ نسبت سرمہ کے مشہور ہی انسان اگر اپنے ہی جسم کو خیال کرے کہ اوسمین کسقدر عروق اور عضلات اور شرائین و اوردہ و گوشت و پوست اور ہڈیان ہین تو سبکے مصالح کو نہین دریافت کر سکتا کہ کس مصلحت سے خدا نے پیدا کیا پس یہ قصور ہماری سمجھ کا ہی نہ خداوند حکیم کے فعل کا اس سے اعتراض اہلسنت کا جو اس مادہ مین کرتے ہین سب دفع ہوگیا چنانچہ شاہصاحب نے جو تحفہ مین لکھا ہی کہ شیطان کو پیدا کرنا اور اوسکو مہلت دینا انسان کے بہکانے کی واسطے اوسکو قدرت دینا یہ سب اصلح کے خلاف ہی تیس یہ سب توہمات و قیاس ماخوذ قول سے اوسی اول من قاس کے ہی کیونکہ شیطان کا ہونا بھی دور از مصلحت نہین ہی کہ اس سے امتحان ہر نیک و بد کا ہوتا ہی جو لوگ کہ انبیا و اوصیا اور مؤمنین مخلصین ہین وہ شیطان کے قول پر عمل نہین کرتے پس

یہ امر باعث مزید اجر و حسنات کا اونکے ہوتا ہی اور جو لوگ دشمن انبیاؑ اور اوصیاؑ و اہلبیت اطہار ہین وہ بسبب اوسکے اغواکے مستحق انواع عذاب و نکال کے ہوتے ہین اور شیطان اور اتباع اوسکے اپنے سوء اختیار سے جہنم مین جاتے ہین اسمین خدا کے اوپر الزام نہین ہو سکتا اسلیے کہ خدا نے اِنکے ساتھ احسان کیا اور نعمتِ وجود بخشی مگر اِنھون نے باحسان فراموشی اپنے تئین قابل جہنم کیا خدا کا اسمین کیا قصور ہی

در بیان آلام و اعواض

مسلک ہفتم مسئلۂ آلام و اعواض کے بیان مین جاننا چاہیے کہ یہ دار دنیا رنج و مشقت بلا و محنت سے خالی نہین ہی ضرور ہی کہ ہر فرد بشر اس دار فانی مین انواع آلام روحانی و جسمانی مین مبتلا ہوا اور اس ابتلا مین بھی بہت مصالح خفیہ و جلیہ ہین پس یہ کوئی خیال نکرے کہ یہ امر خلاف اوسکے عدل کے ہین کہ اپنے بندونکو رنج و مصیبت مین مبتلا کرے کیونکہ جو مصیبت و رنج کہ بندونکو خدا کی طرف سے پہونچتا ہی وہ عین عدل و حکمت ہی کہ جسکا نفع خود بندونکی طرف عائد ہوتا ہی اوس رنج و مصیبت کا عوض اضعاف مضاعف بعض کو خدا دنیا ہی مین دیدیتا ہی اور بعض کو آخرت مین کہ جسکے مقابلہ مین یہ مصائب متلاشی اور مضمحل اور لاشئ اور باطل ہو جاتے ہین مثلاً ایک شخص کو تکلیف چند قدم چلنے کی دین اور فی قدم لاکھ روپے اوسکا عوض دین پس ایسی تکلیف کو عقلاً نہایت مستحسن جانینگے البتہ یہ نہین ہو سکتا کہ خدا بندونکو مصیبت و بلا مین مبتلا کرے اور پھر کچھ عوض اوسکا دنیا یا آخرت مین نہ دے جیسا کہ حدیث مین ہی کہ تپ ایک شب کی کفارہ ہی گناہان گذشتہ و آیندہ کا

اور مثل اسکے بہت سی حدیثین ہین مخفی نرہے کہ جو لوگ انبیا و صلحا ہین اونکو جو مصیبت و رنج پہونچتا ہی تو وہ باعث اونکے زیادتی مدارج عالیہ کا ہوتا ہی اور جو لڑکے غیر مکلف مرتے ہین یا اونکو صدمہ پہونچتا ہی تو وہ باعث زیادتی اجر و ثواب ابوین کا ہوتا ہی جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہی

سبیل سوم نبوت مین

در تعریف نبی

اور اوسمین ایک شعبہ اور گیارہ مسلک ہین شعبہ تعریف نبی ص مین نبی وہ شخص ہی کہ جنس آدمی سے ہو اور خدا کی جانب سے واسطے ہدایت کرنے خلق کے بلا واسطہ کسی آدمی کے بھیجا گیا ہو اور اوسکو رسول بھی کہتے ہین مگر فرق یہ ہی کہ نبی اعم ہی اس سے کہ شریعت تازہ رکھتا ہو جیسے ہمارے پیغمبر ص اور نوح ع اور ابراہیم ع اور موسیٰ و عیسیٰ ہین یا شریعت تازہ نرکھتا ہو بلکہ شریعت سابقہ کا مروج ہو جیسے یحیی و زکریا و داؤد و سلیمان وغیرہم صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین اور رسول وہ ہی کہ شریعت تازہ رکھتا ہو

در فرق در نبی اور رسول

اور بعضون نے کہا ہی کہ نبی اعم ہی باین معنی کہ اوسکو احکام خدا پہونچین خواہ حکم تبلیغ ہو یا نہین اور رسول جب ہوگا کہ حکم تبلیغ بھی ہو جیسا نبوت جناب رسول خدا قبل از خلقت آدم کنت نبیا و آدم بین الماء والطین اور رسالت حضرت کو چالیس برس کے سن مین ہوئی

در وجوب بعثت

مسلک اول حسن بعثت اور اوسکے وجوب مین

جاننا چاہیے کہ نبی کا بھیجنا واسطے ہدایت خلق کے خدا کو ضرور و لازم ہی مگر نہ لزوم و وجوب شرعی کے طور پر بلکہ نظر بحکمت و مصلحت اوسکے بہت ضروری ہی

کہ کسیکو واسطے ہدایت خلق کے نبیجے اوّلاً اسواسطے کہ انبیا کا بھیجنا لطف ہی اور ہم اوپر
لکھ چکے کہ لطف نظر بحکمت و مصلحت خدا پر واجب ہی تاکہ خلائق گمراہی اور خسران
ابدی و ہلاکت سرمدی سے بچے اسواسطے کہ اکثر ہی کہ عقل آدمی کی نیک و بد کے
دریافت کرنیسے عاجز ہی اگرچہ حسن و قبح عقلی ہی باین معنی کہ لوازم ذاتی اشیا سے ہی
کہ کبھی عقل بھی اوسکو ادراک کرلیتی ہی مگر یہ ضرور نہین ہی کہ عقل انسان کی کل امور کے
حسن و قبح کو دریافت کرسکے ایسی حالت مین انسان کل امر کو نہین سمجھ سکتا کہ
کون کون باتین اچھی ہین اور کون کون باتین بری ہین کن کن باتونسے خدا
خوشنود ہوتا ہی اور کن کن باتونسے خدا ناراض ہوتا ہی ایسی صورت مین ضرور
ہوا کہ خدا کسی شخص کو بھیجے کہ وہ ہمکو نیک و بد امورنکو بتلائے کہ ہم موجب اوسکے
کہنے کے نیک کام کو کرین اور بد کام سے باز رہین ورنہ حجت خدا بندونپر تمام نہو
جسوقت کہ وہ عذر کرین ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک و
نکون من المؤمنین خداوندا کیون نہ بھیجا تونے ہماری طرف کسی رسول کو
پس متابعت کرتے ہم تیری آیات کی اور ہوتے ہم ایمان لانیوالون سے
دوسری دلیل یہ ہی کہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہی یعنے اپنے کامون
اور زندگی کے بسر کرنیمین ایک دوسریکا محتاج ہی بغیر اجتماع و اعانت ایک
دوسریکے انتظام دنیا درست نہین ہوسکتا مثلاً انسان محتاج ہی غذا و لباس
اور گھر وغیرہ کا اور ہر کام کے واسطے انہین سے کسی شخص کا معین ہونا ضرور ہی
کیونکہ غذا انہین مل سکتی جبتک کہ زراعت کرنا اور اوسکا کاٹنا اور صاف کرنا
اوسکو پیسنا اور پکانا نہو اسی طرح لباس بھی نہین ملسکتا جبتک کہ روئی کا

بونا اوسکو صاف کرنا اور کاتنا اور بُنا اور سینا یہ سب ہنو آور گھر نہین ہوسکتا علاوہ اسکے
کہ اسباب کا مہیا کرنیوالا اور بنانے والا اور مزدور وغیرہ ہنون علی ہذا القیاس
بہت سے امور ہین جنکا انسان محتاج ہی پس اگر ایک شخص ان سب کامونکو
اپنے واسطے کرے تو یہ غیر ممکن ہی بعض ہی چیز کے حاصل کرنے مین عمر اوسکی تمام
ہوجائیگی پس ضرور وہ اپنے کامو نمین کسی دوسریکا محتاج ہوگا ایسی صورت
اجتماع و احتیاج بکدیگر مین ضرور گمان فتنہ و فساد کا آپسمین پایا جاتا ہی پس
ضرور ہوا کہ کوئی شخص ایسا خدا کی طرف سے بھیجا جاوے جو اون لوگون کے
واسطے ایک ضابطہ اور قاعدہ شرعیہ مقرر کرے تا بسبب اسکے ایک دوسرے پر
ظلم و تعدی نکرنے پائے جیسا کہ بحث عدل مین بیان ہوا **تیسری دلیل**
حدیث مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی جسکا محصل یہ ہی کہ جس شخص
نے اس بات کو جانا کہ پروردگار عالم موجود ہی تو اس بات کو بھی سمجھیگا کہ وہ
پروردگار عالم رضا و غضب بھی رکھتا ہی اور اوسکی خوشنودی و غضب کو کوئی
نہین پہچان سکتا مگر وحی سے یا کسی رسول کے ذریعہ سے پس جس شخص کے واسطے
وحی نہین آتی اوسکو ضرور ہی کہ کسی پیغمبر کو تلاش کرکے پیدا کرے اور اوس سے
احکام خدا کو دریافت کرے پس جو امر باعث اوسکی خوشنودی کا ہی اوسکو
عمل مین لاوے جو باعث اوسکے غضب کا ہے اوسکو ترک کرے
مسلک دوم نبی مین شرط ہی کہ معصوم ہو اور عصمت سے مراد یہ ہی
کہ لطف خدا سب امور مین اسطرح اوسکے شامل حال رہے کہ جسکے سبب سے
وہ کسی وقت خلاف مرضی خدا کے کوئی فعل عمل مین نہ لاوے اور یہی مذہب

در عصمت نبی ہ

امامیہ اثنا عشریہ کا ہی کہ کل انبیا گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے قبل نبوت کے اور بعد
نبوت کے عمداً اور سہواً ہر طرح سے پاک و معصوم ہین مگر اہلسنت عصمت مطلقہ
انبیا کے قائل نہین ہین اور قبل نبوت ہر گناہ کبیرہ اور صغیرہ کو بلکہ کفر تک
جائز جانتے ہین اور بعد نبوت کفر کو اور کبائر کو عمداً جائز نہین کہتے لیکن سہواً
کبائر کو اور عمداً صغائر کو روا رکھتے ہین اور غیر امور تبلیغی مین کذب کو بھی جائز
کہتے ہین چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے کذبات ثلاثہ کی حدیثونکو اپنے صحاح مین تصحیح
کرتے ہین اسلیے کہ تعلق تبلیغ سے نہین رکھتے ہین صحاح اہلسنت مین ہی کہ حضرت
ابراہیمؑ تین جھوٹھ بولے ایک تو جب کفار نے اونکو عیدگاہ جانیکے واسطے کہا تو
اونھون نے ستارونکو دیکھکر کہا انی سقیم مین بیمار ہون حالانکہ بیمار نہ تھے
دوسرے حضرت سارہ کو کہا ہذہ اختی یہ بہن میری ہی حالانکہ وہ اونکی
بی بی تھین تیسرے بتونکے معاملہ مین کہا بل فعلہ کبیرہم اس بڑے بت نے
توڑا ہی حالانکہ خود توڑا تھا اور بعضے خطاے حضرت یوسفؑ کے قائل ہین کہ
معاذ اللہ اونھون نے زلیخا سے زنا کا قصد کیا اور بعضے خطائے حضرت آدمؑ کے
قائل ہین کہ اونھون نے باوجود ممانعت خدا کے دانہ گندم کھا لیا اور بعضے خطاے
حضرت داؤدؑ کے قائل ہین کہ معاذ اللہ وہ زن اوریا پر عاشق ہوے اور اونکو
بحیلہ قتل کرا دیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑونکے دیکھنے مین ایسا محو
ہوے کہ نماز قضا ہو گئی جب خیال ہوا تو گھوڑونکو بیگناہ قتل کروا ڈالا الغرض
کسی پیغمبر کو خطا سے نہین چھوڑا اور کتاب تخطیۃ الانبیا لکھی یہ سب فقط ثلاثہ
کے کفر اور بت پرستی اور شراب خواری اور زنا کاری کے عیب چھپانے کے لیے

فی صحیح الترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لم یکذب ابراہیم فی شیء قط الا فی ثلث قوله انی سقیم ولم یکن سقیما وقوله لسارۃ اختی وقوله بل فعله کبیرہم ہذا حدیث حسن صحیح ۱۲ ص ۵۲۰ چھاپہ لکھنؤ

دلیل عصمت نبی

مگر ہمارے علمانے کتاب تنزیہ الانبیا لکھی اور سب باتونکی تاویل اور جواب بخوبی لکھے ہین مین نے بخیال طول کے اِس رسالہ مین نہ لکھا اور دلیلین عصمت انبیا کی عقلی ونقلی بہت ہین مین دو باتین مختصر کہتا ہون ایک تو یہ کہ اگر پیغمبر سے گناہ ہو تو اوسکے کسی قول اور فعل پر اعتماد نرہے پس امر و نہی و وعد و وعید پر اوسکے کچھ اعتبار نہو کیونکہ احتمال ہے کہ شاید اِنھون نے جھوٹھ کہا ہو دوسرے اگر انبیا سے گناہ ہوا کرے تو اوسکی وقعت لوگونکی نظرونمین باقی نرہیگی اور اوسکی نصیحت اثر نکریگی کیونکہ لوگ کہہ سکتے ہین کہ خود فضیحت دیگر برا نصیحت آپ تو خود یہ گناہ کرتے ہین ہمارے تئین کیا نصیحت کرتے ہین پس غرض بعثت انبیا ہے مفقود ہو جائیگی اور نقص غرض لازم آئیگا اور ہم اوپر لکھ چکے کہ نقص غرض
کار سفہا ہے نہ کار حکیم

در شرائط نبی

مسلک سوم نبی کو چاہیے کہ عقل و ذہانت مین سب سے کامل ہو بیوقوف نہو نہین تو اوسکی طرف کوئی رغبت نکریگا اور اوسکے حکم کو کوئی نہ مانیگا اور نبی کو چاہیے کہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ متصف ہو جیسے عفت و شجاعت کرم و سخاوت حیا و غیرت رحم و مروت تواضع و مدارا خوف خدا و ترک دنیا وغیرہ و نیز پیغمبر مین ایسی باتین نہونی چاہئین جو باعث نفرت خلائق کا ہو جیسے کمذات ہو یا قوم رذیل سے ہو مثل حجام دُھنیا جولاہہ وغیرہ کے اور مان باپ بھی انبیا کے حضرت آدمؑ سے لیکر اوس نبی تک چاہیے کہ سب پاک و پاکیزہ صحیح النسب ہون کوئی زنازادہ نہو اور نبی کو چاہیے کہ عیوب ذاتی مثل غصہ و قساوت و بدخلقی و کینہ و حسد وغیرہ سے بھی پاک ہو اور

اثبات ایمان آبا و اجداد پیغمبر خدا کہ مسلمان بودند

عیوب خلقی مثل کوری و گنگی و برص و جذام وغیرہ سے بھی بری ہو تاکہ لوگ اوس سے نفرت نکریں اور فائدہ بعثت کا عبث نہو هدايت مخفی نرہے کہ یہ بات اجماع امامیہ سے ہی کہ خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مان باپ تا آدم سب مسلمان و موحد تھے کافر و مشرک نتھے جیساکہ اہلسنت قائل ہین کہ پیغمبر خدا کے مان باپ کافر تھے پس معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد پیغمبر خدا کے لیے بھی ایک قسم کا کفر یعنے کفر تبعی جو کفار کے لڑکونکے لیے ہوتا ہی ثابت کرتے ہین حالانکہ باجماع امت ہمارے پیغمبر ہر طرحکے کفر سے بری تھے کنت نبیا و آدم بین الماء والطین کو دیکھو اور کفر تبعی کو دیکھو علاوہ اسکے یہ حدیث متفق علیہ ہی کہ خود حضرتؐ نے فرمایا لم یزل ینقلنی اللہ من اصلاب الطاهرین الی ارحام المطہرات یعنے برابر خدا مجکو نقل کرتا رہا اصلاب طاہرین سے طرف ارحام مطہرات کے اور قرآن مین جو حضرت ابراہیمؑ کے باپ کو خدا نے آزر کہا ہی (جو کافر تھا) تو مجازاً کہا ہی کیونکہ حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تارخ تھا اور وہ مسلمان تھے اور آزر چچا تھا چونکہ تارخ لڑکپن مین حضرت ابراہیمؑ کے مرگئے تھے اس سبب سے آزر نے پرورش کیا تھا اسوجہ سے وہ اوسی کو باپ کہا کرتے تھے جیسا کہ مجد الدین فیروزآبادی نے قاموس مین اقرار کیا ہی اور کتب سیر و تواریخ سے بھی ظاہر ہوتا ہے

در طریق شناختن نبی

مسلک چہارم بیان مین پہچاننے نبی کے جاننا چاہیے کہ طریقہ پیغمبرونکے پہچاننے کا اور دعوی نبوت مین صادق ہونیکا یہ ہی کہ اونکے ہاتھ سے

تعریف معجزہ

معجزات اور خوارق عادات موافق دعوی کے ظاہر ہون اور معجزہ وہ ہی
جسکا واقع ہونا طاقت بشری سے باہر ہو تاکہ لوگ ایسے امر عجیب کو دیکھکر اوسکی
تصدیق کرین اور سمجھین کہ بیشک یہ شخص واسطے ہدایت کے خدا کی طرف سے
بھیجا ہوا ہی اور شعبدہ اگرچہ عوام لوگونکی عادت کے خلاف ہی مگر جو لوگ
اوس پیشہ کے ہین اونکے نزدیک یہ سب باتین بہت سہل و آسان ہین اور
سحر کو بھی معجزہ نہین کہہ سکتے اسلیے کہ سحر اگر مقام معجزہ مین موثر ہو تو لازم آوے
کہ خدا تصدیق کاذب کی کرے اور تصدیق کاذب قبیح ہی اور ہم ثابت کر چکے
کہ خداوند عز و جل ہر قبیح سے منزہ ہی اسی واسطے ضرور ہی کہ سحر مقابلہ مین معجزہ کے
نہ چل سکے بلکہ خدا اوسکو اپنی قدرت سے باطل کر دے تاکہ نبی اپنے دعوی مین
جھوٹھا نہونے پائے جسطرح فرعونیون نے حضرت موسیٰ کے مقابل مین رسی کا
سانپ بنایا مگر حضرت موسیٰ نے جب اپنے عصا کو ڈالدیا تو وہ اژدہا ہوگیا
اور سب سانپونکو نگلکر کھا گیا اوسوقت وہ سب ساحر ایمان لائے اور
موافق دعوی کے اسواسطے قید کی تاکہ اگر موافق دعوے کے اوس سے
معجزہ ظہور مین نہ آوے تو وہ نبی نہین ہی اپنے دعوے مین جھوٹھا ہی جیسے

حکایت مسیلمہ کذاب

مسیلمۂ کذاب کی نقل مشہور ہی کہ اوس سے کسینے کہا کہ پیغمبر خدا نے ایک کنوئین
مین جسکا پانی بالکل خشک ہوگیا تھا آب دہن ڈالدیا فوراً پانی نکل آیا اوسنے
کہا ہم بھی ایسا کر سکتے ہین غرض ایک کنوئین مین جسمین تھوڑا پانی رہگیا تھا
اوسنے اپنا تھوک ڈالدیا جسقدر اوسمین پانی تھا وہ بھی خشک ہوگیا
اسی طرح کسینے اوس سے کہا کہ پیغمبر خدا نے ایک شخص کانے کے واسطے

دعا کی اوسکی آنکھ روشن ہوگئی اوسنے بھی ایک کانے کو بُلا کر اوسکے واسطے
دعا کی جو آنکھ اچھی تھی وہ بھی جاتی رہی اِس سے ظاہر ہوا کہ خارق عادت
مدعی نبوت سے چاہیے کہ موافق اوسکے دعوے کے بتائید ربانی ظہور مین آوے
جیسے مُردونکا زندہ کرنا پانی کے اوپر چلنا ماہتاب کو دو ٹکڑے کرنا اور
مثل اِسکے یہ سب امور بیشک دلیل اوسکی حقیت اور صدق دعوے کی
ہونگی اگر ایسا ہوتا تو کبھی خداوند عالم جھوٹے شخص کے ہاتھ سے ایسے امور
ظاہر نکرتا کیونکہ اِس سے گمراہی خلائق کی متصور ہی پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ
خداوند عالم اپنے بندونکو گمراہی مین ڈالدیتا اس سے ثابت ہوا کہ خرق عادت
بلا دعوی حقیت کفار اور غیر کفار سے بھی ہو سکتا ہی پس اگر کافر سے خرق عادت
ہو تو اوسکو استدراج کہتے ہین قال اللہ تعالیٰ سنستدرجھم من
حیث لا یعلمون واملی لھم ان کیدی متین پس ہو سکتا ہی کہ بنظر
بعض اعمال حسنہ کے جو کفار سے ہوے ہون جناب باری اونکو کوئی خرق
عادت عطا کرے لیکن ضرور ہی کہ با دعوے حقیت وہ خرق عادت نہ چل سکے
ورنہ تصدیق کاذب لازم آویگی وہو محال آور اگر کسی مؤمن سے خرق عادت
ہو تو اوسکو کرامت کہتے ہین جیسا کہ محقق طوسی نے لکھا ہی وکرامات
الاولیاء حق مگر اولیاء اہلسنت چونکہ کلام اونکے ایمان ہی مین ہی پس اگر
کوئی خرق عادت اونسے فرض بھی کیا جائے تو وہ داخل استدراج ہوگا
بعض علمائے اہلسنت نے اِسکی تصریح کی ہی کہ مدعی اُلوہیت سے خرق عادت
ہو سکتا ہی اسلیے کہ جسم وجسمانی کا آلہ ہونا بداہۃ عقل باطل ہی پس محل اشتباہ

رد کرامات اولیائے اہلسنت

نہین ہی خلاف مدعی نبوت بکذب کہ اوس سے اگر خرق عادت ہوسکے تو موجب اشتباہ ہوگا اور تصدیق کاذب کہ امر قبیح ہی لازم آویگی انتہی محصل ما قال آب مین کہتا ہون کہ پیران اہلسنت تو اکثر مدعی الوہیت ہین حضرت پیران پیر سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی فرماتے تھے منصور نداف اناالحق کہتا تھا یا یزید بسطامی لا آلہ الا انا ہا فاعبدون کہتا تھا مولوی روم فرماتے ہین ؎

گفت مستانہ عیان آن ذوفنون	لا الٰہ الا انا ہا فاعبدون

اور اسی طرح ؎

نیست اندر جبہ ام غیر از خدا	چند جوئی در زمین و در سما

غرض اسی طرح کے بہت اقوال کفر و زندقہ کے مشہور اور معروف ہین ہم نہین سمجھتے کہ قول فرعون انا ربکم الاعلیٰ اور ان اقوال کفر و ضلال مین کیا فرق ہی الحاصل جب مدعی الوہیت سے خرق عادت جائز ہی تو ان حضرات سے بھی جائز ہوسکتا ہی اور اصل یہ ہی کہ ان دعوونین حضرات اہلسنت سچے نہین ہین بلکہ بمقتضاے پیران نمے پرند مریدان مے پرانند انکے معتقدین نے جھوٹھ جھوٹھ اپنے دل سے گڑھے ہین اور منتہی سبکا طرف تذکرۂ فریدالدین عطار اور نفحات جامی کے ہوتا ہی پس دعوئی تواتر کا بھی کذب محض ہی

مسلک پنجم بیان مین نور محمدی اور حالات آبا و اجداد آنحضرت

حدیث مین ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری پہلے جس چیز کو خداوند عالم نے پیدا کیا وہ ہمارا نور تھا اور نسب نامہ آنحضرت کا اسطرح سے ہی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب

بیان نور محمدی

نسب نامہ حضرت رسول

بن مرہ بن کعب بن لوئے بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن
خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد
بن اود بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن
اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن شروع بن ارغو بن فالغ بن
عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ
بن الیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ اور قصہ
پدر بزرگوار کا آنحضرت کے یہ ہی کہ جب اہل کتاب نے بعض علامات سے
پہچانا کہ پیغمبر آخر الزمان انھین کے صلب سے پیدا ہونگے تو درپئے عداوت
اور اونکے مار ڈالنے کے ہوئے اور وہ لوگ ہر روز اونسے آثار غریبہ وامور
عجیبہ مشاہدہ کیا کرتے تھے ہرچند وہ لوگ درپئے ہلاکت ہوئے مگر کبھی اون
حضرت پر ظفر نہ پائی ایک روز عبد اللہ شکار کے واسطے گئے بہت سے
اہل کتاب تلوارین لیے شام کی طرف سے اونکے مارنیکے واسطے پہونچے وہب
بن عبد مناف جو حضرت آمنہ کے باپ تھے وہ اوس صحرا مین موجود تھے
اونھون نے دیکھا کہ بہت سے سوار عجیب قسم کے جنکی شکلین دنیا کے لوگون سے
علاوہ ہین غیب سے ظاہر ہوئے اور اون دشمنونکے شر سے عبد اللہ کو
بچا دیا وہب یہ حال دیکھکر گھر آئے اور اپنی بی بی سے کہا مین چاہتا ہون
کہ آمنہ کا عقد عبد اللہ کے ساتھ کردون غرض کسی دوست کے واسطہ
سے عبد المطلب کے پاس پیام بھیجا اونھون نے قبول کیا اور آمنہ کا عقد
ساتھ عبد اللہ کے کر دیا اور عبد المطلب جو آنحضرت کے دادا تھے اونکا نام

قصۂ عبد المطلب

شیبۃ الحمد تھا وہ بیٹے حضرت ہاشمؑ کے تھے منقول ہے کہ جب حضرت ہاشمؑ نے مدینہ مین
سلمیٰ سے جو حسن و جمال صوری و معنوی مین یکتاے روزگار تھین عقد کیا تو نطفۂ
طیبۂ عبد المطلب کا رحم طاہر مین سلمی کے قرار پایا پس نور محمدی پیشانی سے
سلمیٰ کے اسطرح چمکتا تھا کہ سب عورتین دیکھنے کے واسطے آتی تھین اور اوس
نور کو دیکھکر حیران ہوتی تھین اور جب درخت و کوہ و سنگ وغیرہ کے پاس سے
گذرتی تھین تو اوس سے آواز السلام علیک یا خیر البشر کی آتی تھی
سلمیٰ ان عجائبات کو دیکھکر حضرت ہاشم سے بیان کرتی تھین اور اپنی قوم سے
چھپایا کرتی تھین یہانتک کہ ایک شب کو ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے اے سلمیٰ
تجکو بشارت ہو کہ خدا نے تجھے ایسا فرزند دیا کہ جو سب اہل شہر و اہل صحرا سے
بہتر ہے بعد چند روز کے حضرت ہاشم نے سفر کیا چلتے وقت سلمی سے کہا ہم تکو وہ امانت
سونپے جاتے ہین جو خدا نے حضرت آدمؑ کو سپرد کیا اور آدمؑ نے شیثؑ کو
اسیطرح ایک دوسرے کو سپرد کرتا آیا ہے اب مین اوس نور کو تمھارے سپرد کرتا ہون
تم اوسکی حفاظت کرنا اگر ہماری غیبت مین وہ لڑکا پیدا ہو تو تکو چاہیے کہ دل
وجان سے زیادہ اوسکو عزیز رکھو اور حتی الوسع اوسکو حاسدونکی نظر سے اور
دشمنونکے شر سے بچانا اگر مین سفر مین مرگیا تو تم اوس لڑکے کی پرورش کرنا
جب جوان ہو تو اوسکو مکہ مین اوسکے چچا کے پاس پہونچا دینا سلمیٰ نے قبول کیا
بعد اسکے اپنے بھائیون سے بھی چند وصیتین کین اور شام کی طرف روانہ ہوے
جب وہان پہونچے اور شغل تجارت سے فارغ ہوے چاہا کہ مدینہ مین واپس
آوین کہ موت نے مہلت ندی یہان جب وقت وضع حمل سلمیٰ کا قریب پہونچا

تو اونھون نے ہاتف کی ایک آواز سُنی کہ ای سلمی اِس مولود کو لوگونکی نظرونسے
بچانا کیونکہ اِسکی ذات سے بہت سے لوگ فیضیاب ہونگے سلمی نے ویسا ہی کیا
دروازونکو بند کردیا پس شیبۃ الحمد پیدا ہوے کہ نور محمدی اونسے چمک رہا تھا
جیسے پیدا ہوے اوسی وقت تبسم کیا جب سلمی نے گود مین لیا تو اونکے سر مین
سفید بال دیکھے اِسی سبب سے اونکا نام شیبۃ الحمد رکھا اور سلمی نے اِنکی ولادت کو
لوگونسے پوشیدہ کیا ایک مہینے کے بعد جب عورتون نے سنا تو مبارکباد دینے کو آئین
اوس لڑکے کے حالاتِ عجیبہ کو دیکھکر تعجب کرتی تھین جب دو مہینے کے ہوئے تو
پیرون سے چلے سب یہودی دیکھکر حسد سے بہت غمگین اور بیتاب ہوتے تھے
کیونکہ جانتے تھے کہ عنقریب نور محمدیؐ اِس لڑکے سے ظاہر ہوگا اور اِن لوگونکے
دین کو برباد کریگا الغرض روز بروز قوت و شوکت اور متانت و فصاحت
اونکی زیادہ ہوتی جاتی تھی جب جوان ہوے تو اپنے چچا کے یہان پیام بھیجا کہ
تم اپنی ذریت سے غافل ہوا ور کچھ خبر نہین لیتے اور اپنے گھر کا چراغ دوسرونکے
گھر مین جلاتے ہو پس مطلبؑ اوسی وقت سوار ہوکر مدینہ کی طرف روانہ ہوے
جب وہان پہونچے تو شیبۃ الحمد کو لڑکونکے ساتھ کھیلتے دیکھا اوس نور کے سبب سے
پہچانا اور اونٹ کو بٹھایا جب قریب آئے تو شیبہ نے کہا آپ میرے چچا معلوم
ہوتے ہین اونھون نے کہا ہان مین ہون مطلب آؤ اور اونکو اپنے ساتھ سوار
کرکے مکہ روانہ ہوے شیبہ نے کہا ای چچا جلد چلو ایسا نہو کہ ہماری مانکے عزیز
سن پائین اور جانے نہ دین یا یہود خبر پائین اور آزار پہونچائین اونھون نے
کہا تم اِسکی فکر نکرو خدا بچانے والا ہی جب یہودیونکو یہ خبر معلوم ہوئی تو ستر

آدمیون نے مسلح ہوکر تعاقب کیا جب گھوڑونکی ٹاپونکی آواز کان مین پہونچی
تو شیبہ نے کہا اے چچا دوسرے راستہ سے چلو اونھون نے کہا تمھاری پیشانی کا
نور ایسا ہی کہ جدھر جائینگے اوسکے ذریعہ سے لوگ پہونچ جائینگے خلاصہ تین تہ
کپڑا کرکے پیشانی کو چھپایا مگر وہ نور نہ چھپا تب شیبہ نے اپنے چچا سے کہا ہمکو اوتار دو
اور قدرتِ خدا کا تماشا دیکھو جب زمین پر اوترے تو سجدہ کیا اور خدا سے
دعا کی جب وہ یہودی قریب پہونچے تو ایسا رعب غالب ہوا کہ کچھ ضرر نہ پہونچا سکے
آخر سب کہنے لگے یہ برکت ہمارے شہر سے لیے جاتے ہو شیبہ کو ہمکو دیدو کہ اونکی
ماں کے پاس پہونچا دین مطلب نے کہا ایسا نہوگا ہم تمھارے مکر کو خوب جانتے
ہین آخر وہ لوگ پھر رہے پھر بعضے کہنے لگے اِنھون نے سحر کیا کیا سوچ کر ہم آئے تھے
اور کیا ہوگیا دوسری مرتبہ پھر تلوارین کھینچکر اون سینے دونون بزرگوارون پر
حملہ کیا مطلب نے بھی تیر و کمان اپنا ہاتھ مین لیا اور چند یہودیونکو واصل جہنم کیا
آخر ایک دفعہ سب ٹوٹ پڑے مطلب بھی خدا کا نام لیکر اونسے لڑتے جاتے
تھے اور شیبہ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ یکایک دور سے ایک غبار پیدا ہوا اور
گھوڑونکی آواز اور ہتھیارونکی جھنکار کان مین پہونچی دیکھا کہ شجاعان اَوس
و خزرج قوم سلمی سے شیبہ کی تلاش مین چلے آتے ہین یہ دیکھکر سب یہودی
بھاگ گئے سلمی نے مطلب سے کہا تم کون ہو جو میرے لڑکے کو لیے جاتے ہو
اونھون نے کہا مین اسکا چچا ہون سلمی نے کہا تب تمکو اختیار ہی تب شیبہ نے
روکر کہا اے مادر مہربان تمھاری مخالفت سے مجکو خوف معلوم ہوتا ہی مگر
خانۂ خدا کی مُجاوریکا بھی نہایت اشتیاق ہی سلمی نے روکر کہا خیر جاؤ مگر ہمکو

بھول نہ جانا غرض مطلب شیبہ کو ساتھ لیکر مکہ پہونچے نور جمال سے اونکے تمام کوہ و صحرا روشن ہوگیا لوگونکو نہایت تعجب ہوا مُطلب کے پاس آکر پوچھنے لگے یہ کون شخص ہی جسکو آپ اپنے ساتھ لائے ہین اونھون نے مصلحتاً کہا یہ ہمارا غلام ہی اِسی سبب سے شیبہ کو لوگ عبد المطلب کہا کرتے تھے آخر الامر بہت دنون تک یہ بات پوشیدہ رہی اور لوگ اوس نور کو دیکھکر تعجب کیا کرتے تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہی پیغمبر آخر الزمان کے دادا ہین جب مطلب نے انتقال کیا تو ریاست مکہ کی عبد المطلب کے ساتھ قرار پائی اور اہل مکہ سب مطیع و فرمانبردار ہوئے اور بہت تعظیم و احترام کیا کرتے تھے یہانتک کہ ابرہہ بن الصباح بادشاہ حبش نے قصد کیا کہ خانۂ کعبہ کو گرا دے جب مکہ مین پہونچا تو وہان کے لوگون کا اسباب لوٹ لیا منجملہ اونکے عبد المطلب کے اونٹونکو بھی لے لیا عبد المطلب اوس بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب عبد المطلب پر اوسکی نظر پڑی تو اونکے حسن اور نور و دبدبہ سے نہایت متعجب ہوا کہنے لگا تمھارے آبا و اجداد مین بھی یہ حسن و جمال تھا اونھون نے کہا البتہ ابرہہ نے کہا بیشک تم لوگ شریف خاندان اور سردار قوم ہو بس اونحضرت کو اپنے تخت پر بٹھایا اوسکے پاس ایک بہت بڑا ہاتھی سفید رنگ کا تھا جسکو انواع و اقسام کے زر و جواہر سے آراستہ کیا تھا اور اوسکی وجہ سے سب بادشاہون پر فخر کیا کرتا تھا اوس ہاتھی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے سامنے طلب کیا جب عبد المطلب کے پاس آیا تو اونکو سجدہ کیا اور کبھی اپنے بادشاہ کو اوسنے سجدہ نکیا تھا اور قدرت خدا سے وہ فیل کہنے لگا سلام ہو تجھپر اے نور بہترین خلائق تمھین صاحب عزت

قصہ ابرہہ و اصحاب فیل

بیتی

و شرف ہو کبھی کسی سے مغلوب نہو گے جب ابرہہ نے یہ سب دیکھا تو ڈرا اور حکم دیا
کہ اس ہاتھی کو یہانسے لیجاؤ اور عبدالمطلب سے کہا تم کسواسطے یہان آئے ہو
جو مطلب ہو بیان کرو اونھون نے کہا ہمارے اونٹ تیرے لشکر نے لوٹ لیے
ہین اونکو واپس کردے ابرہہ نے کہا تعجب ہی کہ تم اپنے مال کے طالب ہوئے
اور وہ گھر جو تمھارا مایۂ فخر و مباہات ہی اور مین اوسکے گرانے کے لیے آیا ہون تمنے
اوسکے بارہ مین مجھ سے کچھ نکہا حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ انا ربُّ المال
وللبیت رب آخر یعنے مین مالک مال ہون اسلیے اوسکا طالب ہون اور
اِس گھر کا یعنے خانۂ کعبہ کا ایک مالک دوسرا ہی کہ اگر اوسکا جی چاہیگا تو بچالیگا
اِس کلام سے اوسکے دلمین ایک رعب چھایا الغرض ابرہہ نے وہ سب اونٹ منگا دیے
بعد اسکے وہی سفید ہاتھی لیکر لشکر گران کے ساتھ خانۂ کعبہ کے گرانے کے واسطے چلا
جب وہ ہاتھی قریب خانۂ کعبہ کے پہونچا لیٹ گیا ہرچند اوسکو مارا مگر وہانسے
نہ ہلا اور ایک روایت مین ہی کہ جب وہ ہاتھی قریب درِ مسجد کے پہونچا تو عبدالمطلب
نے اوس سے کہا تو جانتا ہی کہ کسواسطے تجکو یہان لائے ہین اوسنے سر ہلایا کہ نہین
اونھون نے کہا تجکو لے آئے ہین کہ خانۂ خدا کو تجھ سے گرا وین آیا تو گراویگا
اوسنے سر ہلا کر کہا نہین آخر ہرچند اون لوگون نے کوشش کی اور اوس
ہاتھی کو مارا مگر اوسنے وہانسے آگے قدم نہ بڑھایا آخر اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
اوسوقت خدا نے بہت سے چڑے بشکل خطاف جسکو عوام مین ابابیل کہتے ہین
دریا کی طرف سے بھیجے کہ ہر ایک کے ساتھ تین سنگریزے مسور کے برابر تھے ایک
چونچ مین اور ایک ایک چنگل مین وہ سب طیور اون لوگونکے سر و نیز او پر رہے تھے

جسکے سر پر وہ سنگریزہ گرتا تھا نیچے سے نکل جاتا تھا اور وہ فوراً ہلاک ہوجاتا تھا
ابرہہ کے بدن پر بھی بہت سنگریزے گرے جس سے بدن اوسکا پارہ پارہ ہوگیا
اور واصل جہنم ہوا واضح ہو کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب
مین لکھا ہی کہ جب عبداللہؑ کی شادی آمنہؑ کے ساتھ ہوگئی تو دو سو عورتین حسرت
سے عبداللہ کے مرگئین اور جب اوس نور کے جدا ہونیکا زمانہ قریب ہوا تو ایسی
چمک اوسمین پیدا ہوئی کہ کسی کی نظر چہرے پر عبداللہؑ کے نہین ٹھہرتی تھی اور جس
درخت اور پتھر کے پاس سے گذرتے تھے وہ اونکو سجدہ کرتا تھا اور جب عبداللہؑ نے
انتقال کیا تو پیغمبر خدا دو مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ابھی پیدا ہی نہین
ہوئے تھے اور جب حضرت آمنہؑ نے انتقال کیا تو سِن حضرت کا چار برس کا تھا
اور بعضون نے چار مہینے کا کہا ہی اور صغر سن مین حضرت کے ماں باپ کے
انتقال کر جانیکی یہ مصلحت تھی کہ ماں باپ کی اطاعت ہر شخص پر واجب ہی
پس کیونکر ہوسکتا تھا کہ پیغمبر ہوکر غیر کی اطاعت کرتے بلکہ غیرونکو چاہیے کہ پیغمبر
کی اطاعت کرین اِسی واسطے خدا نے حضرت رسول کے ماں باپ کو سِن
طفولیت مین اوٹھا لیا اور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ مکہ معظمہ مین خانۂ
کعبہ کے آگے سوائے عبدالمطلب کے کسی دوسرے کے واسطے مسند نہین
بچھائی جاتی تھی اور اونکے لڑکونسے بسبب اونکے دبدبہ اور بزرگی کے
کوئی اوسپر نہین بیٹھ سکتا تھا مگر جب حضرت رسول آتے تھے اور اوس
مسند پر بیٹھ جاتے تھے تو اونکے اعمام چاہتے تھے کہ منع کرین اوسوقت
عبدالمطلب کہتے تھے چھوڑ دو اس میرے فرزند کو کہ یہ بہت بڑا شخص ہی

عنقریب تم لوگوں کا سردار ہوگا اور بہت جلد تمام خلق کا پیشوا ہوگا پس عبد المطلب آنحضرت کو اپنی گود مین بٹھا لیتے تھے اور شفقت سے پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور بار بار بوسہ دیتے تھے اور پیار کرتے تھے چونکہ عبد اللہؑ اور ابو طالبؑ ایک مان سے تھے اس سبب سے عبد المطلبؑ نے ابو طالبؑ سے کہا کہ یہ بھتیجا تمہارا بہت بڑا شخص ہے تم اسکی حفاظت کرنا کیونکہ یہ لڑکا یتیم ہے مان باپ اسکے نہیں ہیں تمہین اسکے حال پر مہربان رہنا کہ کوئی اسکو ضرر نہ پہونچا سکے

وفات عبد المطلب و تربیت آنحضرت

خلاصہ جب وقت وفات عبد المطلب کا قریب پہونچا تو حضرت کو سینہ پر بٹھایا اور بوسہ لیا اور رونے لگے اور ابو طالبؑ سے کہا کہ تم اسکی حفاظت کرنا اور اپنا پارۂ جگر سمجھنا جب اسکی ترقی کا زمانہ ہو تو تم اسکی پیروی کرنا اور جان و مال سے اسکی مدد کرنا ابو طالب نے قبول کیا اور ان سب باتوں کا عہد کیا اوسوقت روح نے عبد المطلبؑ کی مفارقت کی اور سن پیغمبر خداؐ کا اوسوقت آٹھ نو برس کا تھا پس ابو طالبؑ نے آنحضرتؐ کو اپنے سینے سے لگایا اور رات دن مین کبھی ایک ساعت بھی اونسے جدا نہوتے تھے بلکہ اپنے پہلو مین سلاتے تھے اور ہر بات کا خیال رکھتے تھے

بیان ایمان ابوطالب

واضح ہو کہ بنا بر مذہب حقہ امامیہ اثناعشریہ کے حضرت ابو طالب بڑے مومن پاک اعتقاد تھے معاذ اللہ کبھی کافر نہ تھے جیسا کہ اہلسنت کا پندار ہے اور ملت ابراہیم پر تھے اور وصی عبد المطلب کے تھے جیسا کہ کل آبائے طاہرین اونکے اوصیائے حضرت اسمٰعیلؑ سے تھے اور یہ بات اکثر احادیث سے ثابت ہے چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ وہ لوگ یعنے مخالفین گمان کرتے ہین کہ ابو طالب کافر تھے حضرت نے فرمایا

وہ لوگ جھوٹے ہین نہین دیکھتے کہ ابو طالب رضؓ خود کہتے ہین ۵

الم تعلموا انا وجدنا محمدًا		نبیاً کموسیٰ خُطّ فی اوّل الکتب

یعنے ابوطالب کفار اور یہود سے کہتے ہین کہ تم لوگ نہین جانتے کہ مین نے محمدؐ کو نبی پایا جسطرح موسیٰ نبی تھے اور اونحضرت کی نبوت اگلی کتابون مین لکھی ہوئی ہی اور توریت اور انجیل مین بھی موجود ہی اور قصائد غرا حضرت ابوطالب کے تعریف رسول خدا مین کتب مخالف و موالف مین موجود ہین کہ جنکے لفظونسے سراپا ایمان ٹپکتا ہے۔

مسلکِ ششم بیان مین احوال ولادت باسعادت اونحضرؐ تکے

خواب عبد المطلب

ابوطالب رضؓ سے منقول ہی کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک شب مین حجر اسمٰعیل مین سویا تھا کہ ایک خواب عجیب ہولناک دیکھا جب وہانسے چلا تو راہ مین ایک کاہنہ سے ملاقات ہوئی اوسنے دیکھکر کہا تمھارا یہ کیا حال ہی کیون کانپ رہے ہو چہرہ کا رنگ کیون متغیر ہی مین نے کہا ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہی کہ ایک درخت میری پیٹھ مین سے نکلا اور اپنا بڑھا کہ سرا اوسکا آسمان تک پہونچگیا اور شاخین اوسکی مشرق سے مغرب تک پھیل گیئن اور اوس درخت سے ایسا نور چمکتا تھا کہ سب عرب و عجم اوسکو سجدہٗ تعظیمی کرتے تھے اور یوماً فیوماً نور اوس درخت کا بڑھتا جاتا تھا کچھ لوگ قریش سے چاہتے تھے کہ اوس درخت کو اوکھاڑ کر پھینک دین جب اوسکے قریب جاتے تھے تو ایک جوان خوشرو و پاک و پاکیزہ کپڑے پہنے پہونچ جاتا تھا اور اون سبکی کمر کو توڑ دیتا تھا اور آنکھین نکال لیتا تھا پس

مین نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ ایک شاخ کو اوسکی پکڑ وں اوس جوان نے منع کیا
اور کہا تمھارا حصّہ اسمین نہین ہی مین نے کہا درخت میرا ہی اور میرا حصہ نہین ہی
اوسنے کہا یہ حصہ اون لوگونکا ہی کہ جو اس درخت سے لٹکے ہوے ہین یہ خواب
دیکھکر مین چونک پڑا بہت خائف ہوا اوس کاہنہ نے جب یہ سُنا رنگ اوسکا
متغیر ہو گیا کہنے لگی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمھارے صُلب سے ایک لڑکا پیدا ہو گا
جو مشرق اور مغرب کا مالک ہو گا اور پیغمبر ہو گا بعضون نے کہا ہی کہ وہ جوان
خوشرو حضرت ابو طالبؑ تھے جو اپنی زیست تک شر کفار سے جناب رسول خداؐ
کے حافظ رہے لیکن ہمارے علماے موثقین فرماتے ہین ہو سکتا ہی کہ اوس
جوان سے مراد غالب کل غالب حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام ہون
کہ ہر وقت پیغمبر خداؐ کے معین و مددگار رہے برابر شر کفار سے بچایا کیے ہمیشہ
لڑائیون مین اونحضرت کی سپر رہے شجاعانِ عرب کی کمر توڑی کفر کو بیخ و بن سے
کندہ کیا بتونکو توڑا کسی لڑائی سے مثل ثلاثہ فرارین کے منہ نہ موڑا خلاصہ ولادت
باسعادت اون حضرت کی جمعہ کے روز سترھوین ربیع الاول کو واقع ہوئی
جس سال اصحاب فیل ہلاک ہوے تھے اور وہ زمانہ بادشاہ نوشیروان کا تھا
کہ حضرت فرمایا کرتے تھے مین پیدا ہوا زمانہ مین بادشاہ عادل کے حدیث مین
ہی کہ شب ولادت اونحضرت کی شیطان آسمان پر جانیسے منع کیا گیا
اور پہلے ابلیس ساتون آسمان تک جاتا تھا اور آسمان کی خبرین سُنا کرتا تھا
اور جو لوگ اوسکی پرستش کرتے تھے اونھین کو کاہن کہتے تھے وہ خبرین
اونسے کہا کرتا تھا جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوے تین آسمان سے منع کیا گیا

واقعات وقت ولادت آنحضرت صلعم

جا کر آسمان تک جایا کرتا تھا جب حضرت رسول پیدا ہوے تو کل آسمانون سے
منع کیا گیا اور تیر شہاب سے آسمان سے نکالا گیا اسی وجہ سے جب حضرت پیدا ہوے
تو کاہنونکا علم جاتا رہا اور بھی ساحرونکا سحر کمزور ہوگیا اور دنیا مین جتنے بت تھے
اوس رات انکو بیکے سب منھ کے بل گر پڑے اور طاق کسریٰ جو ایسا مستحکم بنا تھا کہ
ابھی تک کسی قدر باقی ہے وہ لرزہ مین آیا اور چودہ کنگرے اوسکے گر گئے اور دیوار
اوسکے شق پڑا جو ابھی تک موجود ہے اور جو مکان کنارے دجلہ کے اوسنے بنایا تھا
وہ گر گیا اور تہ آب ہوگیا اور دریاچہ ساوہ جو قریب کاشان کے ہے اور اوسکو
لوگ پوجا کرتے تھے خشک ہوگیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا
اور رودخانہ سماوہ جو برسونسے خشک پڑا تھا اوسمین پانی جاری ہوا اور اوس
شب مکہ کی طرف سے ایک ایسا نور پھیلا کہ تمام عالم کو گھیر لیا اور سب بادشاہوں کے
تخت سرنگون ہوگئے اور کل بادشاہ اوس روز گونگے ہوگئے بات نہین کرسکتے
تھے اور سب فرشتے اور پیغمبرونکی روحین حضرت کی پیدایش کے وقت موجود
ہوئین اور رضوان خازن بہشت بھی حوریونکے ساتھ نازل ہوا اور آفتابہ
اور طشت سونے چاندی کا حاضر کیا اور بعد پیدایش کے بہشت کے پانی سے
غسل دیا اور عطر فردوس سے معطر کیا اور پیٹھ پر آنحضرتؐ کی مہر نبوت کی اور
ابریشم سفید جو بہشت سے لائے تھے اوسمین حضرت کو لپیٹا سب فرشتون نے
آنحضرت پر سلام کیا صفیہ بنت عبد المطلب کہتی ہین جب وہ حضرت زمین پر
آئے اور سر اوٹھایا تو کہا لا الٰہ الا اللہ انّی رسول اللہ اور وہ گھر
نور سے آنحضرت کے روشن ہوگیا جب مین نے چاہا کہ اونکو غسل دون

آواز آئی ای صفیہ تکلیف مت کر ہمنے اسکو پاک و پاکیزہ بہیجا ہی اور وہ حضرت
مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوے تہے اور اونکی پیٹہ پر یہ لکہا ہوا تہا لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ہر کیف جب حضرت چار مہینے کے ہوے تو اونکی
ماں نے انتقال کیا حضرت نے اوس صدمہ سے تین روز تک کچہ نہ کہایا برابر
رویا کیے عبد المطلب بہت بیچین ہوے اپنی لڑکیونکو مانگا اور صفیہ کو بلا کر
کہا اس لڑکے کو چپ کراؤ اور کوئی دائی تلاش کرو غرض سب عورتین بنی ہاشم
کی آئین مگر حضرت نے کسی کا دودہ نہ پیا یہانتک کہ چار سو ساٹہ عورتین بزرگان
قریش سے جمع ہوئین مگر کسی کا دودہ نہ پیا عبد المطلب یہ حال دیکہکر بہت غمگین
ہوے اور گہر سے باہر نکلکر کعبہ مین آے عقیل ابن ابی وقاص جو ایک مرد پیر تہا
اوسنے عبد المطلب سے تشویش کی وجہ پوچہی اونہون نے وجہ بیان کی
عقیل نے کہا عبد اللہ بن حارث کی بیٹی حلیمہ بڑی عورت پارسا اور صاحب
عفت و شرافت ہی وہ دودہ رکہتی ہی عبد المطلب نے فوراً اپنے غلام
شمردل کو اونٹ پر سوار کرکے قبیلۂ بنی سعد کی طرف جو مکہ سے دس کوس تہا
روانہ کیا اور کہا بہت جلد عبد اللہ بن حارث کو ہمارے پاس حاضر کر غرض وہ
گیا اور تہوڑی دیر مین عبد اللہ کو اپنے ساتہ لے آیا عبد المطلب نے اوسکو گلے سے
لگایا اور پہلو مین بٹہایا اور کہا مین نے اسواسطے تجکو بلایا ہی کہ محمد میرا پوتا چار
مہینے کا ہی ماں نے اوسکی انتقال کیا اوسکی مفارقت مین برابر رویا کرتا ہی اور
کسی عورت کا دودہ نہین پیتا مین نے سنا ہی کہ تیری لڑکی کے دودہ ہوتا ہی
اگر تو اوسکو دودہ پلانیکے واسطے بہیجے تو مین تجکو اور تیرے سب قبیلہ کو مالدار

طلب کردن عبد المطلب عبد اللہ پدر حلیمہ را

کر دونگا عبد اللہ یہ سُنکر بخوشی گیا اور اپنی لڑکی سے جاکر کہا حلیمہ نے غسل کیا اور لباس سہاسے پاکیزہ پہنے اور اپنے باپ عبد اللہ اور شوہر کبیر بن سعد کے ساتھ عبد المطلب رض کے گھر آئین جب حضرت کو اونکی گود مین دیا تو اونھون نے بائین طرف کو مُنہ مین دیا مگر آنحضرت نے قبول نکیا اور داہنی طرف رُخ کیا چونکہ وہ ہمیشہ سے خشک تہا کسی لڑکے کو اوس سے دودہ نہ پلایا تہا اس سبب سے وہ تامل کرتی تہین کہ ایسا نہو جب اوس سے دودہ نہ ملے تو پہر داہنی طرف بہی رُخ نکرین غرض اسی طرح وہ بائین طرف دودہ پلانیکو چاہتی تہین اور حضرت داہنی طرف رُخ کرتے تہے یہانتک کہ حلیمہ نے عاجز ہوکر کہا لو بیوی تمکو بہی معلوم ہوجائیگا کہ اسمین دودہ نہین ہی جب حضرت نے مُنہ مین لیا تو اوسمین سے اسقدر دودہ جاری ہوا کہ مُنہ سے بہر کر باہر گرتا تہا حلیمہ کو نہایت تعجب ہوا کہنے لگین قسم خدا کی میرے بارہ لڑکے ہوے سبکو بائین طرف سے دودہ پلایا ایک قطرہ بہی داہنی طرف سے اون سبنے نہ چکہا اور اب اسقدر دودہ جاری ہی کہ مین کیا کہون عبد المطلب یہ سُنکر بہت خوش ہوے کہنے لگے اے حلیمہ اگر تم یہان رہو تو ہم تمہارے ساتھ بہت کچہ سلوک کرینگے اور مکان بہی دینگے وہ چپ ہو رہین جب عبد المطلب نے دیکہا کہ اِن لوگونکو یہان رہنے مین تامل ہی تو کہا خیر اِس لڑکے کو مین تمہارے حوالہ کرتا ہون دو شرطونسے ایک تو یہ کہ اِسکی بہت حفاظت و نگہبانی کرنا ایکدم اِس سے غافل نہونا حلیمہ نے کہا آپکی سفارش کی ضرورت نہین ہی مجکو خود اِس لڑکے سے محبت ہوگئی ہی پہر عبد المطلب نے کہا دوسری بات یہ ہی کہ ہر جمعہ کو اِسکو میرے پاس لے آنا کہ زیادہ جدائی اِسکی گوارا نہین ہی حلیمہ نے

ذکر رضاعت پیغمبر و برادران آنحضرت

قبول کیا اور اپنے گھر لے آئین بیان ہر روز یوماً فیوماً معجزات اور امور عجیبہ
اونحضرتؐ سے ملاحظہ کرتی تھین ایک روز اونھون نے قرینہ سے سمجھا کہ یہ
سیر کے واسطے صحرا جانے کی خواہش کرتے ہین پس حضرت کو لباس ہائے فاخرہ
پہنائے اور اپنے لڑکون کو ساتھ کیا اور بہت تاکید کر دی غرض جب حضرتؐ میدان مین
آئے تو کوہ و دشت سب نور سے اونحضرت کے روشن ہو گیا اور جس پتھر
اور درخت کے پاس سے گذرتے تھے یہ آواز آتی تھی السلام علیک یا احمد
السلام علیک یا حامد السلام علیک یا محمود السلام علیک
یا صاحب القول العدل لا اله الا الله محمد رسول اللهؐ خوشا حال
اوسکا جو تیرے ساتھ ایمان لاوے اور عذاب خدا ہوا اوسکے واسطے جو
تیرے حکم کو نہ مانے اور کافر ہو جاوے وہ حضرت بھی ہر چیز کے سلام کا جواب
دیتے جاتے تھے اور چلے جاتے تھے ۔

مسلک ہفتم احوال مین بعثت کے اس بات کو جاننا چاہیے کہ اکثر
احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خداؐ چالیس برس کے سن مین ستائیسوین
ماہ رجب کو واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوئے اور پیغمبر بھیجے گئے اور اسکو
بھی سمجھنا چاہیے کہ بعد مبعوث ہونیکے وہ حضرت اپنی شریعت سے موجب
عمل کرتے تھے اور اونحضرت کی شریعت سب شریعتون کی ناسخ تھی اور قبل
مبعوث ہونیکے اختلاف ہے بعض اہلسنت کہتے ہین کسی طریقہ پر نہ تھے اور اسکا
بطلان تو بدیہی ہے اور بعضے کہتے ہین دین ابراہیمی پر اور بعضے دین مسیحی پر اور
تحقیق ہمارے علما کی یہ ہے کہ اپنے طریقہ پر تھے کہ وہ حضرت خود پیغمبر تھے

بیان بعثت

کنت نبیا وآدم بین الماء والطین شاہد اسکا ہی کسی دوسرے پیغمبر کے
پیرو نہ تھے بلکہ بجائے خود بالہام و وحی وغیرہ عمل وعبادتِ خدا کیا کرتے تھے
فائدہ جاننا چاہیے کہ وحی یعنے غیب کی خبر جو حضرت کو معلوم ہوا کرتی تھی
کئی طرح سے تھی ایک تو یہ کہ کوئی امر خواب مین معلوم ہوا کرتا تھا دوسرے
قلب اقدس مین القا ہوا کرتا تھا تیسرے آواز غیب سنائی دیتی تھی
چوتھے حضرت جبرئیلؑ یا کوئی دوسرا فرشتہ آکر پیام خدا کہہ جایا کرتا تھا
منقول ہی جب حضرت جبرئیلؑ پیغمبر خداؐ کے پاس آتے تھے تو موؤدب غلامونکی
طرح حضرت کے سامنے بیٹھا کرتے تھے اور جب آتے تھے تو خانۂ فلک آستانہ کے
باہر جسکو مقامِ جبرئیلؑ کہتے ہین کھڑے ہوتے تھے جب اجازت ملتی تھی تو گھر مین
داخل ہوتے تھے بعض روایت مین ہی کہ جناب رسولِ خداؐ قبل زمانہ بعثت کے
اکثر کوہ حرا پر تشریف لیجایا کرتے تھے اور خلوت مین عبادتِ خدا کیا کرتے تھے
اور خداوند عالم رویائے صادقہ اور الہامات اور فرشتونکی آواز سے
حضرت کی تائید فرماتا تھا اور اس حال کو سوائے جناب امیرؑ اور خدیجہ کے
کوئی نہ جانتا تھا جب عمر آنحضرت کی سینتیس برس کی ہوئی تو خواب مین
دیکھا کہ ایک فرشتہ پکارتا ہی یا رسول اللہ ۱۲ اور ایک روز مکہ کے پہاڑ و نمین
ابوطالبؓ کے دُنبے چرا رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے دکھلائی دیا اوسنے
کہا یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا تو کون ہی کہا مین جبرئیلؑ ہون خدا نے
آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپکو پیغمبری ورسالت کی خبر دون تب جبرئیلؑ تھوڑا
پانی آسمان سے لائے اور ایک روایت مین ہی کہ اپنے پاؤن کو زمین پر

اقسام وحی

حوال قبل بعثت کوہ حرا و مکہ ۱۲

آمدن جبرئیل نزد آنحضرت

مارا کہ اوس سے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا پس خود وضو کیا اور پیغمبر کو بھی تعلیم کیا
بعد اسکے نماز سکھائی حضرتؐ نے جناب امیرؑ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب
گھر مین آئے تو حضرت نے خدیجہؓ اور جناب امیرؑ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی دوسری
مرتبہ جبرئیلؑ ستر ہزار فرشتونکے ساتھ نازل ہوے اور کرسی عزت وکرامت
آنحضرتؐ کے واسطے لے آئے اور تاج نبوت کو سر پر اوس بادشاہ دین
و دنیا کے رکھا اور لواے حمد کو ہاتھ مین دیا اور کہا اس کرسی پر بیٹھو اور
اپنے خدا کی حمد کرو غرض پہلے آنحضرت کے ساتھ عورتو نمین حضرت خدیجہؓ
ایمان لائین اور مردو نمین حضرت علیؑ اور بروایت فریقین جب یہ آیت
نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنے اے رسول جو تمھارے
عزیز و قریب ہین اونکو ڈراؤ تو پیغمبر خداؐ نے جناب امیرؑ کو بلاکر فرمایا ایک
صاع گیہون کی روٹی تیار کرو اور ایک گوسفند کا گوشت بھی پکاؤ اور
ایک کاسہ دودھ کا لے آؤ اور فرزندان عبدالمطلب کو بلاؤ کہ گھر مین
ابوطالبؓ کے جمع ہون غرض چالیس آدمی جمع ہوے ابولہب کہنے لگا محمدؐ کو
گمان ہی کہ ہم لوگونکو خوب پیٹ بھر کے اتنی ہی چیز مین کھلا دینگے یہ نہین جانتے
کہ ہم مین سے ہر ایک آدمی ایک دنبہ کھا جاتا ہی اور سیر نہین ہوتا اور بڑا
کاسہ دودھ کا پی جاتا ہی اور کچھ معلوم نہین ہوتا الحاصل جب عباسؓ
و حمزہؓ و ابوطالبؓ وغیرہ گھر مین ابوطالبؓ کے جمع ہوے تو حضرت امیرؑ نے
اوس روٹی کو گوشت مین ڈالکر اور کاسہ شیر کا اون لوگونکے سامنے
رکھا پہلے حضرت رسولؐ نے بسم اللہ کہکر ہاتھ بڑھایا بسم اللہ کہنا اون سکو

ناگوار ہوا چونکہ سب بھوکے تھے اس سبب سے کھانا شروع کیا یہانتک
کہ سب سیر ہوگئے مگر وہ کھانا کم نہوا اور دودھ بھی سبنے پیا اور پھر اوسیطرح
باقی رہا ابولہب اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا تمھارے صاحب نے عجب سحر کیا کہ اس
تھوڑے کھانے سے سبکو سیر کردیا اور ابھی تک باقی ہی حضرت یہ سنکر چپکے ہو رہے
بعد اسکے وہ سب لوگ چلے گئے حضرت نے فرمایا ای علی آج اسنے ایسا کلمہ
کہا مگر مصلحتاً مین چپ ہو رہا کل پھر اسی طرح کھانا تیار کرو اور ان لوگونکو
بلاؤ کہ اپنی حجت اپنر تمام کرون غرض جب دوسرے روز کھانا تیار ہوا
اور اوسی طرح اون سبنے سیر ہوکر کھایا اور وہ کھانا اوسی طرح باقی رہا
تب حضرتؐ نے فرمایا ای فرزندان عبدالمطلب مین اس بات کو
خوب جانتا ہون کہ کوئی شخص عرب سے اپنی قوم کے واسطے کوئی چیز بہتر
نہین لایا اوس سے جو مین تم لوگونکے واسطے لایا ہون کہ وہ چیز تمھارے
واسطے دنیا و آخرت دونون مین بہتر ہی یہ بتلاؤ کہ اگر مین تمکو خبر دون
کہ تمھارا دشمن صبح یا شام تمھاری فکر مین آیا چاہتا ہی تو تم یقین کروگے
اون سبنے کہا البتہ ہم آپکو سچا سمجھتے ہین حضرت نے فرمایا پس جانو کہ خدا نے
میرے تئین پیغمبر کیا ہی اور تمام عالم کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہی اور حکم
کیا ہی کہ سبکے پہلے اپنے عزیز و قریب کو اس امر کی دعوت کرون اور عذاب
آخرت سے خوف دلاؤن تم لوگ ہمارے عزیز و قریب ہو تم لوگون نے
اس معجزہ کو دیکھا جو شخص اس کھانیکے بعد ایمان نہ لاویگا خدا اوسکو
عذاب مین مبتلا کریگا ای فرزندان عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو نہین بھیجا

نصائح آنحضرت ﷺ

مگر یہ کہ اوسکے واسطے ایک وزیر اور وصی اور جانشین اوسکے عزیزونسے قرار دیا
پس جو کوئی تم مین سے پہلے ایمان لاویگا وہی میرا وزیر اور وصی اور خلیفہ ہوگا
جسطرح موسیٰ کے وصی ہارون تھے پس تم مین سے کون ایسا ہی جو پہلے میری
بیعت کرے اور وہ میرا معین و مددگار ہوا ور مین اوسکو اپنا وزیر اور وصی
اور خلیفہ قرار دون جب حضرت نے اسطرح کے کلمات کہے سب چپ ہو رہے
کسی نے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت امیرؑ اوٹھ کھڑے ہوے اور کہا جسطرح
آپ کہتے ہین اوسی شرط سے مین بیعت کرتا ہون جو آپ حکم کرین اوسکی تعمیل
کرون حضرت نے فرمایا ٹھہر جاؤ جلدی مت کرو شاید جو لوگ تمسے بڑے ہین
وہ قبول کرین پھر حضرت نے مضمون سابق کا اعادہ کیا مگر کسی نے کچھ جواب
نہ دیا پھر حضرت علیؑ نے اوسی طرح سے کلمات اطاعت و فرمانبرداری کے
عرض کیے تیسری مرتبہ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو پاس بلایا اور بیعت لی اور
وہ سب اسی طرح وہانسے اوٹھ آئے

مسلکِ ہشتم بیان مین چند معجزات آنحضرت ص کے

جاننا چاہیے کہ اسمین شک نہین کہ آنحضرتؐ نے دعویٰ پیغمبری کا کیا جسکے سب
اہل ملت قائل ہین پس تصدیق اوس دعوی کی یہ ہی کہ آنحضرتؐ نے بموجب
اپنے دعوےکے معجزات دکھلائے پہلا اونمین سے جو عمدہ اور متواتر ہی معجزۂ
قرآن ہی اور وہ قرآن کلام خداہی ہی جو لوگونکے پاس متداول ہی کوئی چیز
سواے کلام خدا کے زیادہ اوسمین نہین ہی البتہ کم ہونیکا احتمال ہی کہ دشمنانِ
دین نے آیاتِ فضائل اہل بیتؑ و مثالب دشمنان اہلِ بیتؑ کو اوسمین سے

دلیلِ معجزات آنحضرت ص

دلیلِ معجزۂ قرآن

اعجاز قرآن از راہ فصاحت

نکالدیا ہوا اور معجزہ ہونا قرآن کا کئی طرح سے ہے ایک تو فصاحت و بلاغت کی راہ سے ہے اور یہ امر ایسا ہے کہ صاحبانِ مذاق عربیت کے نزدیک تو اجلائے بدیہیات سے ہے جب فصحا کے کلام مین فقراتِ قرآن کا ایک ٹکڑا ملادیا جائے تو وہ مثل لعل و یاقوت کے خزف ریزونسے علیحدہ نظر آویگا لیکن وہ لوگ جو نا واقف اِس زبان سے ہین اونکے لیے متواتر ہونا اس خبر کا کافی ہے کہ باوجودیکہ اوس زمانہ مین بڑے بڑے فصحا و بلغاءِ عرب موجود تھے مگر کوئی اوسکے مقابل مین بلکہ ایک چھوٹے سورہ کے مقابل مین بھی اپنا کلام نہ لاسکا باوجودیکہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تمکو ہماری پیغمبری مین شک ہو تو مثل اس قرآن کے تم بھی لاؤ مگر نہ لاسکے اور اپنا مارا جانا قید ہونا ذلت اوٹھانا سب گوارا کیا اگر قادر ہوتے تو بیشک اوسکا جواب دیتے چنانچہ مشہور ہے کہ بعض لوگون نے قصائد شعرائے جاہلیت کے جسکو سبعہ معلقہ کہتے ہین مقابلہ مین قرآن کے لاکر کعبہ مین لٹکایا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی وقیل یاارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین تو سب رسوائی کے خوف سے رات کے وقت مارے خجالت کے اپنے قصیدونکو اوتار لیگئے اسیطرح ابن ابی العوجاء اور تین شخص اور فرقۂ دہریہ سے اِن سبنے مکہ معظمہ مین اس بات پر اتفاق کیا کہ چارون ملکر قرآن کا جواب لکھین اور آپسمین عہد کیا کہ ایک ہی سال مین اسکا جواب لکھنا چاہیے غرض بعد ایک سال کے سب جمع ہوے ایک کہنے لگا جب مینے یہ آیت دیکھی یاارض ابلعی ماءک الآیۃ تو اپنے ارادہ سے باز آیا

دوسرے نے کہا جب مین نے یہ آیت دیکھی فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا تو اپنے قصد سے باز آیا اسی طرح سب آپسمین کہہ رہے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وہانسے گذرے یہ سنکر اون سب سے فرمایا قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا اور ایک عرب نے آکر پیغمبر خدا سے کہا آپ کہتے ہین کہ قرآن افصح الکلام ہی حالانکہ اوسمین تین باتین ہم ایسی دیکھتے ہین جو سراسر فصاحت کے خلاف ہی ایک تو ھزوا دوسرے کبارا تیسرے عجاب یہ سنکر حضرت نے ایک شخص عرب کو جو بہت بڈھا تھا اور سب عرب سے زیادہ فصاحت وبلاغت مین مشہور تھا اوسی وقت طلب کیا جب وہ آکر بیٹھا اوس سے فرمایا قُوْ وہ اوٹھ کھڑا ہوا پھر کہا اِجْلِسْ وہ بیٹھ گیا پھر کہا قُوْ وہ اوٹھ کھڑا ہوا پھر کہا اِجْلِسْ وہ بیٹھ گیا جب تین چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو وہ عاجز آکر کہنے لگا اتتخذنی ھزوا وانا شیخ کبار ھذا منک عجاب یہ سنکر وہ معترض بہت نادم وپشیمان ہوا اِس سے ثابت ہوا کہ قرآن مین کوئی لفظ فصاحت کے خلاف نہین ہی اور اس قرآن کے مقابل جو کلام مسیلمہ کذاب کا ہی اوسکی رکاکت اور سخافت اور بیہودگی خود ظاہر ہی اوسنے جب سُنا کہ حضرت پر سورۂ فیل نازل ہوا ہی کہنے لگا میرے واسطے بھی سورۂ فیل نازل ہوا ہی الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل لہ ذنب وثیل وخرطوم طویل اسی طرح اوسکا قول ہی ان الذین یعسلون ولا یجدون مایلبسون اولئک ھم المفلسون اور

ایسا ہی اوسکا کلام ہی والسماء ذات البروج والنساء ذات الفروج
یہ کلام ایسے ہین کہ جسکو ذرا بھی عربیت ہوگی وہ انکی خرافت کو سمجھیگا کہ کسقدر
پوچ ولچر ہین دوسرے عدم اختلاف کی راہ سے ہی جیسا کہ حق تعالے
فرماتا ہی ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا
یعنے اگر یہ کلام کسی دوسریکا ہوتا تو بیشک ایک دوسرے مضمون مین کہین
نہ کہین پر تناقض اور اختلاف ضرور ہوتا اور بعض لا مذہبون نے جو تناقض
اور اختلاف کا بعض مقامات مین شبہ کیا ہی وہ اس سبب سے ہی کہ معنی
مقصود کلام خدا کو نہین سمجھے ہین تیسرے اس راہ سے ہی کہ قرآن مین
آداب کریمہ اور شرائع قومیہ ایسے مستحکم ہین کہ کبھی کوئی نہین بدل سکتا
نہ کوئی اوسمین نقص لگا سکتا ہی مثل انتظام احوال عباد رفع نزاع و فساد
معاملات ومناکحات فرائض ومعاشرات حدود واحکام حلال وحرام
وغیرہ جسکی متانت کے حکماے فرنگ بھی قائل ہین کہ با وجود یکہ تیرہ سو برس کا
زمانہ ہوا مگر ابھی تک کوئی قانون شریعت محمدی صلعم قابل تغیر وتبدیل نہوا
حالانکہ نصاریٰ کے یہان برابر قانون بدلا کرتا ہی چوتھے بہت سے قصص
انبیا کے ایسے ہین جنکو ہر ایک نہین جان سکتا تھا بہت سی غیب کی خبرین
ایسی ہین جو کسیکو معلوم نہ تھین اون سبکو خدا نے قرآن مین فرما دیا ہی
اور جو باتین کفار اور منافقین اپنے گھر و نمین کیا کرتے تھے اون سب
باتونسے اپنے رسول کو خبر دیدیتا تھا اسی طرح بہت سی باتین خدا نے
ایسی خبر دی ہین جو واقع ہوئین جیسے ابولہب ایمان نہ لاویگا روم فارس سے

اعجاز قرآن از راہ عدم اختلاف

اعجاز قرآن از راہ استحکام آداب کریمہ وشرائع قومیہ

اعجاز قرآن از راہ اخبار غیب

مغلوب ہونگے یہود سب قیامت تک ذلیل وخوار رہینگے چنانچہ آج تک
انہین سے کوئی بادشاہ نہوا بلکہ ہرجگہ یہ سب ذلیل وخوار ہین اسی طرح
بہت سی باتین ہین جن سبکا یہ رسالہ گنجایش نہین رکہتا دوسرا معجزہ
پیغمبر کا یہ ہی کہ اونحضرت نے غیب کی اور امور آیندہ کی خبر دی جیسے دولت
بنی امیہ اور اونکا ہزار مہینے بادشاہی کرنا آور اہل بیت ع کا بعد انتقال
اونحضرت ص کے مظلوم ہونا آور بعض صحابہ کا ابوذر رض کے اوپر ظلم کرنا اور مدینہ سے
باہر نکال دینا آور جناب امیر ع کا عائشہ اور معاویہ اور خوارج سے جنگ
کرنا عمار رض کا مقتول ہونا آور جناب امیر ع اور حسنین ع کا شہید ہونا اسی طرح
امام رضا علیہ السلام کا زہر سے شہادت پانا اور خراسان مین دفن ہونا
آور جنگ خیبر مین فتح کی خبر دینا سب علماء خاصہ وعامہ لکہتے ہین کہ جنگ خیبر
پہلے رسول خدا ص نے ابوبکر کو علم دیکر جنگ کے واسطے بہیجا مگر وہ خائب وخاسر
بے فتح کیے پہر آئے دوسرے روز وہ علم پیغمبر خدا ص نے عمر کو دیکر روانہ کیا یہ
حضرت بہی اوسیطرح شکست کہا کر لڑائی سے بہاگے سب مسلمانونکو
بہت شاق ہوا اور ناگوار گذرا پس پیغمبر خدا ص نے فرمایا مین کل کے
روز اوس شخص کو علم دونگا جو خدا ورسول کو دوست رکہتا ہی اور
خدا ورسول اوسکو دوست رکہتے ہین اور وہ کرار غیر فرار ہی اس
لڑائی سے نہین پہریگا جبتک کہ فتح نکرلے راوی کہتا ہی کہ ہم سبنے تمام شب
اس خوشی مین بسر کی کہ کل ضرور فتح ہوگی جب صبح ہوئی حضرت نماز فریضہ
سے فارغ ہوے اور کہڑے ہو کر دیکہا کہ علم حاضر ہی اور لوگ اپنی اپنی

جگہ پر کھڑے ہین پس ہم مین سے کوئی ایسا نہ تھا جو امید نرکھتا ہو کہ یہ علم ہمکو
ملتا بلکہ حضرت عمر باوجود ایک دفعہ بھاگ آنیکے فرماتے ہین کہ مجکو ایسی تمنا
سرداری لشکر ہونیکی کبھی نہوئی جیسی اوس روز ہوئی تھی اِتنے مین حضرتؐ نے
فرمایا بلاؤ علیؑ کو کسینے کہا اونکو آشوب چشم ہوگیا ہی غرض جناب امیرالمؤمنینؑ
تشریف لائے پیغمبر خداؐ نے اونکی آنکھونپر ہاتھ پھیرا اور آب دہن لگا دیا
فوراً آنکھین اچھی ہوگئین گویا درد تھا ہی نہین اور وہ علم ظفر شیم خیبر شکن کے
ہاتھ مین دیا حضرت مع لشکر کے لڑائی پر گئے اور جنگ کی اور جیسا پیغمبرؐ نے
فرمایا تھا خدا نے جناب امیرؑ کے ہاتھونپر فتح بھی دی تیسرا منقول ہی
کہ ایک مرتبہ چودہ آدمی ذی الحجہ کی چودھوین شب کو پیغمبر خداؐ کے پاس آئے
اور کہنے لگے جو پیغمبر ہوتا ہی اوسکے واسطے معجزہ ہوتا ہی اِسوقت آپکا معجزہ کیا ہی
فرمایا جو تم سب کہو اونھون نے کہا اِس ماہتاب کو حکم کیجیے دو ٹکڑے
ہوجائے حضرتؐ نے موافق کہنے اون لوگونکے ماہتاب کو حکم کیا کہ دو ٹکڑے ہوجا
فوراً ماہتاب دو ٹکڑے ہوگیا حضرتؐ نے سجدۂ شکر کیا پھر اون سبنے کہا
ماہتاب صورت اصلی پر ہوجائے ویسا ہی ہوگیا پھر اون لوگون نے
کہا ایک سرا اوسکا شق ہو حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا یہ دیکھکر وہ
کہنے لگے یہ سب جادو ہی **چوتھا** اسما بنت عمیس وغیرہ سے روایت ہی
کہ ایک روز پیغمبر خداؐ نے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کو کسی کام کے
واسطے بھیجا تھا جب پیغمبر خداؐ نے نماز عصر سے فراغت کی تو جناب امیرؑ
تشریف لائے حضرت رسولؐ اپنے سر مبارک کو حضرت امیرؑ کی گود مین

معجزۂ سیوم شق القمر

معجزۂ چہارم ردِّ شمس

رکھکر سورہے اور اوسوقت آنحضرت پر وحی نازل ہوتی تھی یہانتک کہ آفتاب
قریب غروب کے ہوگیا جب وحی منقطع ہوئی تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ
تمنے نماز پڑھی کہا کیونکر ہو سکتا تھا کہ مین آپکے سر مبارک کو زمین پر رکھ دیتا
یہ سنکر حضرتؐ نے دعا کی خدا وندا علی طاعت مین تیری اور تیرے رسولؐ کی
تھا آفتاب کو اوسکے واسطے پھیر دے اسما کہتی ہین قسم خدا کی دیکھا مین نے
کہ آفتاب پھرا اور بلند ہوا یہانتک کہ زمین پر چمکنے لگا اور وقت فضیلت عصر کا
ہوگیا اور جناب امیرؑ نے نماز پڑھی بعد اسکے آفتاب دفعۃً غروب کرگیا اور
ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام کے واسطے بھی بعد وفات پیغمبر خداؐ کے
واقع ہوا ہی شاعر کہتا ہی ؎

ماہ و خورشید دو تا شاہد عدل آمدہ اند		رجعتش بہر علیؑ شق شدنش بہر نبیؐ

پانچوان اُم سلمہؓ سے منقول ہی کہ ایک روز جناب رسول خداؐ اونکے گھر مین
بیٹھے ہوے تھے کہ جناب فاطمہ تشریف لائین اور ایک دیگچہ مین حریرہ یا لسیہ
پکا کر ساتھ لیتی آئین پس پیغمبر خداؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ علیؑ کو اور اپنے دونون
فرزندونکو بلاؤ جب حضرت علیؑ اور حسنینؑ تشریف لائے تو پیغمبر خداؐ ان
سب حضرات کے ساتھ کھانے مین مشغول ہوے اوسوقت یہ آیت نازل
ہوئی انما یرید الله لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و
یطہرکم تطہیرا یعنے جز این نیست کہ چاہتا ہی خدا کہ دور کرے تم لوگو نسے
نشک اور گناہ کو اے اہلبیت ۱۲ اور پاک کرے تم لوگونکو جو حق پاک کرنیکا ہی
بعد اسکے حضرت نے گلیم مبارک یعنے عبائے خیبری کو ان آل عبا کے اوپر

معجزۂ پنجم در نزول آیۂ تطہیر و دعای پیغمبر در حق اہلبیت ع

نزول میوہ بروایت ام سلمہؓ

ڈالدیا اور ہاتھونکو آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا اللّٰھمّ ھٰؤلاءِ اھلبیتی فاذھب عنھم الرّجس وطھّرھم تطھیرا. خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ ہین پس دور کر ان لوگونسے کثافتِ گناہ کو اور پاک کر حق پاک کرنیکا ام سلمہؓ نے اپنا سر بڑھایا اور کہا یا رسول اللہؐ مین بھی اس عبا مین داخل ہون فرمایا انجام تمھارا بخیر ہی پس بروایتے اوسوقت جبرئیلؑ آئے اور ایک طبق انار اور انگور سے بھرا بہشت سے لائے جب حضرتؐ نے انار و انگور کو ہاتھ مین لیا تو دونون نے تسبیح خدا کی اور اونحضرتؐ نے نوش فرمایا بعد اسکے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہاتھونمین بھی سبحان اللہ کہا اور اون دونون شاہزادون نے نوش کیا بعد اسکے حضرت علیؑ کو دیا بعد تسبیح اونحضرت نے بھی تناول کیا پس ایک صاحب نے پیغمبرؐ کے اصحاب مین سے جو وہان بیٹھے ہوے تھے چاہا کہ اوس انار و انگور مین سے کھائین کہ جبرئیل نے آواز دی خبردار اِسمین ہاتھ نہ لگانا یہ میوہ بہشت کا ہی اسکو کوئی نہین کھا سکتا مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر اور

نزول میوہ بروایت انس

اِسی طرح انس سے مروی ہی کہ ایک روز رسول خداؐ سوار ہوکر ایک پہاڑ کے نزدیک گئے اور سواری سے اوتر کر پہاڑ پر تشریف لیگئے اور مجھ سے کہا تو فلان جگہ جا وہان علیؑ بیٹھے ہونگے اور سنگریزونسے تسبیح خدا کرتے ہونگے اونکو میرا سلام پہونچا اور اِس استر کے اوپر سوار کرکے لے آ انس کہتا ہی مین وہان گیا اور علیؑ کو سوار کرکے حضرتؐ کی خدمت مین پہونچا دیا جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ کو دیکھکر کہا السّلام علیک یا رسول اللہؐ حضرتؐ نے فرمایا وعلیک السّلام ای ابو الحسنؑ آؤ بیٹھو کہ اس مقام پر ستر پیغمبر

بیٹھے ہین کہ مین سب سے بہتر ہون اور ہر پیغمبر کی جگہہ پر اوسکا بھائی بیٹھا ہی اور تو اون
سب سے بہتر ہی انس کہتا ہی اتنے مین دیکھا مین نے کہ ایک ابر قریب سر آیا حضرت
رسولؐ نے ہاتھ بڑھایا ایک خوشہ انگور کا ہاتھ مین آیا اوسکو رکھکر فرمایا ای علیؑ کھاؤ کہ یہ
ہدیہ ہی خدا کی جانب سے ہمارے اور تمھارے واسطے اور ایک روایت مین ہی انس
کہتا ہی کہ اوس ابر سے کھانے اور پینے کی چیزین دونون اونحضرتؐ نے تناول فرمائے
اور پھر وہ ابر چلا گیا حضرت نے فرمایا اس ابر سے تین سو تیرہ پیغمبر اور تین سو تیرہ
وصی پیغمبر نے کھایا اور پیا ہی اور مین اون سب پیغمبرونسے خدا کے نزدیک بزرگ تر
ہون اور علیؑ اون سب اوصیا سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہی چھٹا جنابؑ امیر
فرماتے ہین ایک روز مین حضرت رسولؐ کے ساتھ تھا کہ بزرگان قریش اونحضرت
کے پاس آئے اور کہنے لگے ای محمدؐ تم ایسے امر عظیم کا دعوی کرتے ہو جو تمھارے باپ
دادا کسینے نہ کیا اب ہم تمسے ایک بات کا سوال کرتے ہین اگر قبول کروگے تو البتہ ہم سمجھینگے
کہ تم پیغمبر ہو اور اپنے دعوے مین سچے ہو حضرتؐ نے فرمایا وہ سوال کیا ہی اونسینے
کہا یہ درخت جو سامنے ہی اسکو حکم کرو کہ جڑ سے اوکھڑ کر آوے اور تمھارے پاس
کھڑا ہو حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو تو ایمان لاؤگے اونسینے کہا البتہ پس
حضرتؐ نے فرمایا ای درخت تو جانتا ہی کہ مین پیغمبر اور خدا کا رسول ہون مین
حکم کرتا ہون کہ جڑ سے اوکھڑ کر میرے پاس آ کر کھڑا ہو فوراً وہ درخت زمین سے
اوکھڑ کر حضرتؐ کیطرف چلا کہ اوسکی آواز مثل آواز پر مرغ کے تھی اور آکر حضرت کے
پاس کھڑا ہو گیا اور سر مبارک پر سایہ کیا جب یہ معجزہ وہ سب دیکھ چکے کہنے لگے
اب حکم کیجیے کہ یہ درخت اپنی جگہہ پر پھر جائے اور آدھا آپکے پاس آئے اور آدھا

وہین رہے حضرت نے حکم کیا ویساہی ہوا پھر وہ کہنے لگے اب یہ نصف اوس درخت سے ملجائے حضرت نے حکم کیا ویساہی ہوا اوسوقت وہ کافر کہنے لگے یہ سب تمہارا سحر ہے ساتوان حضرت امیرؑ فرماتے ہین ایک مرتبہ مین پیغمبر خداؐ کے ساتھ باہر گیا اور ایسی منزل پر پہونچا کہ وہان پانی نہ تھا لوگ پیاس سے بیچین تھے پس حضرتؐ نے ایک ظرف طلب کیا جسمین تھوڑا سا پانی تھا اور دست مبارک کو اوسمین رکھا پس اونگلیونسے حضرت کی پانی جاری ہوا کہ سب لوگ اور گھوڑے اور اونٹ نے سیر ہو کر پیا اور سبنے اپنے برتنونکو بھر لیا آور اوس لشکر مین حضرتؐ کے بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار آدمی تھے آور ایک روایت مین ہے کہ ایک گڑھا کھودا اور اوسمین کچھ بچھا دیا حضرتؐ نے اوسپر ہاتھ رکھا بعد اسکے اوس دست حق پرست پر پانی گرایا حضرتؐ نے نام خدا لیا پس انگشتان مبارک سے چشمہا ے آب جاری ہوے آٹھوان حدیث مین ہے کہ جب حضرت رسولؐ مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے اور مسجد بنائی تو محراب کے پاس ایک درخت خرمے کا بہت پرانا خشک تھا جب حضرت خطبہ پڑھتے تھے تو اوسی درخت پر تکیہ کرتے تھے جب منبر تیار ہوا اور وہ حضرت منبر پر جا کر خطبہ پڑھنے لگے تو وہ درخت رونے لگا حضرت نے منبر سے اوتر کر اوس درخت کو گود مین لیا یہانتک کہ وہ چپ ہوا پس لوگونسے فرمایا کہ اگر مین اسکو گود مین نہ لیتا تو یہ قیامت تک یونہین نالہ و فریاد کرتا رہتا اسی سبب سے اوس درخت کو حنانہ کہتے ہین جب بنی امیہ کا زمانہ ہوا تو اوس درخت کو کاٹ ڈالا مگر اوس جگہ کو ابھی تک لوگ اسطوانہ حنانہ کہتے ہین نوان منقول ہے کہ پانچ شخص اشراف قریش سے یعنے ولید بن مغیرہ

ساتوان معجزہ جاری ہونا پانی کا انگشتان سے

آٹھوان معجزہ درخت کا نالہ

نوان معجزہ ہلاک ہونا پانچ شخص کا

اور عاص بن وائل اور حارث بن قیس اور اسود بن عبد یغوث اور اسود بن مطلب
یہ سب انتہا سے زیادہ پیغمبر خدا کو اذیت پہونچایا کرتے تھے اور برابر حضرت کے ساتھ
استہزا و سخریہ کیا کرتے تھے حضرت کو ناگوار گذرتا تھا مگر صبر کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت
مسجد الحرام مین بیٹھے تھے کہ یہ سب آئے اور استہزا کرنے لگے بعد اسکے طواف مین
مشغول ہوے اتنے مین حضرت جبرئیل نازل ہوے اور کہا ای رسول غم نہ کھاؤ
مجکو خداوند عالم نے بھیجا ہی کہ مین اِنسے تمھارا عوض لون اور انکو سزا دون پہر
جبرئیل نے ولید کے ساقِ پا کی طرف اشارہ کیا جب وہ چلا تو ایک تیر والے کے
پاس سے گذرا اتفاقاً ایک تیر اوسکے کپڑے مین لپٹ گیا اوسنے بھی مارے غرور کے
کچھ خیال نہ کیا اور بے پروائی سے آگے بڑھا اتنے مین وہ تیر الجھکر اوسکی ایڑی کے
پاس آتا رہا اور اوسمین چبھ گیا کہ ایک رگ شرائین سے کٹ گئی اوسکے صدمہ سے
وہ مرگیا اور عاص کے تلوے کی طرف اشارہ کیا پس اوسمین ایک کانٹا گڑ گیا کہ
اوسکے سبب سے اوسکا پیر پہولکر مثل چکی کے ہو گیا اور اوسی صدمہ سے وہ مرگیا
اور حارث کی ناک کی طرف اشارہ کیا کہ اوسمین پیپ بھر گئی اور اوسی وقت
وہ مرگیا اور اسود بن عبد یغوث کی طرف جو ایک درخت کی جڑ کے اوپر بیٹھا ہوا تھا
اشارہ کیا وہ اپنا سر اوس درخت کے اوپر دے پٹکنے لگا اور اپنا مُنہ کانٹو سے
نوچنے لگا یہانتک کہ مرگیا اور اسود بن مطلب کی آنکھونکی طرف اشارہ کیا اوسی وقت
وہ اندھا ہو گیا اور اس غصہ مین اوسنے سر اپنا دیوار پر دے مارا یہانتک
کہ مرگیا اسی بارے مین حق تعالے فرماتا ہی واعرض عن المشرکین انا کفیناک
المستہزئین یعنے ای رسول تم مشرکین سے اعراض کرو اور اونکی باتونکا

خیال نہ کرو بتحقیق کہ جنہوں نے لوگ تمسے استہزا کرتے تھے اونسے عوض لیا اور
اونکو مبتلاے بلا اور ہلاک کیا دسوان سفینہ جو آزاد کیے ہوے رسول خدا کے تھے
وہ کہتے ہین ایک مرتبہ پیغمبر خدا نے میرے تئین ایک لڑائی پر بھیجا اور مین کشتی پر
سوار ہوا اتفاقاً وہ کشتی تباہ ہوئی جتنے لوگ تھے اور جتنا اسباب تھا وہ سب
غرق ہو گیا مگر مین ایک تختہ پر بیٹھ رہا وہ تختہ بہتے بہتے ایک پہاڑ کے نیچے جو دریا کے
بیچ مین واقع تھا جا لگا جب مین پہاڑ پر اوترا ایک موج نے آکر میرے تئین
اوٹھا کر دریا مین ڈالدیا پھر مین کسی طرح پہاڑ کے کنارے آیا اور اوپر چڑھ گیا
پھر موج نے میرے تئین بہا دیا مکرر ایسا ہی ہوا آخر مین ایک کنارے پر پہونچا
شکر خدا بجا لایا کنارے اوس دریا کے مین حیران و سرگردان پھرتا تھا کہ
کہان جاؤن اور کیا کرون ناگاہ دیکھا مین نے کہ ایک شیر جنگل سے نکلا اور
میری طرف چلا مین نے اپنی جان سے صبر کیا اور خدا سے دعا کی خداوندا مین
تیرا بندہ اور تیرے پیغمبر کا آزاد کردہ ہون تو نے ڈوبنے سے نجات دی تیرے
بھیجا بعد اسکے مین نے شیر سے کہا ای شیر مین سفینہ غلام رسول خدا کا
ہون اونکا لحاظ تجکو ضرور ہے جب مین نے یہ کہا وہ شیر مثل بلی کے میرے پاس آیا
اور اپنے منہ کو کبھی میرے داہنے پانو پر کبھی بائین پانو پر ملنے لگا اور میری طرف
دیکھکر بیٹھ گیا اور اشارہ سوار ہونیکا کیا جب مین اوسپر سوار ہوا تو وہ بہت جلد
میرے تئین ایک جزیرہ مین لیگیا جہان درخت اور میوے بہت تھے اور
نہرین شیرین جاری تھین مین نے وہان اوترکر اوس نہر سے پانی پیا اور
اون میوونسے کھایا اور چند پتے لیکر اپنے بدن کو چھپایا اور کپڑونکو پانیمین بھگوکر

معجزہ سفینہ آزاد کردہ رسول خدا

پاس رکھ لیا کہ شاید پیاس معلوم ہو تو اِسکو نچوڑ کر پی لینگے بعد اسکے پھر اوسکے
اشارے سے مین اوسپر سوار ہوا اوسنے دوسرے راستے سے مجھے دریا کے کنارے
پہونچایا دیکھا کہ دریا مین ایک کشتی چلی جارہی ہے مین نے رومال ہلایا جب اون
لوگون نے دیکھا تو قریب آئے اور میرے تئین شیر کے اوپر سوار دیکھکر بہت تعجب کرنے
لگے کہنے لگے تو انسان مین سے ہے یا جنات مین سے مین نے کہا مین سفینہ ہون
غلام رسول خدا کا یہ شیر اونھین حضرت کی برکت سے میرا تابع ہے جب اون
لوگون نے حضرت کا نام سُنا تو کشتی کو لنگر کیا اور دو آدمیونکو چھوٹی کشتی مین
بٹھا کر کچھ کپڑے میرے پہننے کے واسطے بھیجے مین شیر سے اوترا اور وہ لوگ دور
کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مین کیا کرتا ہون اور کپڑونکو میرے پاس پھینکدیا مینے
پہن لیا اونھین سے ایک شخص نے کہا تو میرے پاس آکہ مین کندھے پر سوار
کرکے کشتی تک پہونچا دون شیر تو رسول خدا کے حق کی رعایت کرے اور
مین اونکی امت سے ہوکر اونکی رعایت نہ کرون پس مین شیر کے پاس گیا اور
کہا تجھکو خدا جزاے خیر دے کہ تو نے میرے ساتھ احسان کیا وہ شیر یہ سنکر
رونیلگا اور جبتک مین کشتی پر سوار ہوا اور وہ کشتی دکھائی دیا کی وہ اوسی جگہ
بیٹھا رہا واضح ہو کہ معجزات پیغمبر آخر الزمان کے بہت مین اور اکثر کتابونمین
لکھے ہین مین نے بنظر اختصار یہ دس معجزے اِس رسالہ مین لکھے

مسلکِ نہم جاننا چاہیے کہ منجملہ دلائل نبوت انحضرت کے یہ ہے کہ وہ حضرت
متصف تھے ساتھ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے مثل صلاح وتقوے
وصدق وامانت وعفاف ودیانت وخوف خدا وترک دنیا وغیرہ کے

پس کیونکر عقل گوارا کر سکتی ہی کہ ایسا شخص راست گو بفائدہ اپنے اوپر تکلیف وہائے اذیت گوارا کرے لوگونسے جہاد کرے گھر بار چھوڑے اور کچھ نفع دین و دنیا کا اوسکو مقصود نہو کیونکہ حضرتؐ کے حالات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرتؐ کا زمانہ ہوا اسلام کو شوکت ہوئی اموال کثیر وزرہاے خطیر جہاد وغیرہ سے جمع ہوے تو آپنے کبھی اوسمین سے نفع نہ اوٹھایا بلکہ ہمیشہ تکلیف کے ساتھ بسر کیا کیے اور

دلیل دوم

حضرت کے سچے ہونیکی دلیل اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ خود قریش جو دشمن حضرتؐ کے تھے وہ سچے ہونیکے قائل تھے اور اپنی قوم مین اونحضرت کو امین کہا کرتے تھے ع والفضل ما شهدت به الاعداء ؛ چنانچہ ایک روز حضرت نے کوہ صفا کے اوپر جاکر پکارا یا صباحاہ یہ سنکر لوگ ہر طرف سے دوڑے اور حضرت کے پاس جمع ہوگئے تب آپنے فرمایا ای فرزندان عبدالمطلب وای اولاد فہر اگر مین تمکو خبر دون کہ اس پہاڑ کے دامن مین کچھ سوار ہمارے دشمن آئے ہوے ہین تو تم مجکو سچا جانوگے بولے کہا البتہ ہم آپکو سچا سمجھتے ہین تب حضرت نے فرمایا اسی طرح مجکو دعوی نبوت مین بھی سچا سمجھو اور اس بات کا یقین کرو کہ مین آیا ہون کہ تمکو روز قیامت اور عذاب دوزخ سے ڈراؤن ابولہب غصہ ہوکر کہنے لگا بس اسیواسطے ہم لوگونکو بلایا تھا یہ کہکر چلا گیا علاوہ اسکے یہ خیال کرنا چاہیے کہ اونحضرتؐ نے

دلیل سوم

ایسے گروہ مین نشو ونما کی اور ایسی قوم مین مبعوث ہوے جو بہائم سے بدتر تھی نہ علم رکھتی تھی نہ حکمت جانتی تھی نہ کوئی کتاب تھی نہ اخلاق درست تھے بلکہ جاہل محض تھے کہ حج مین جانورونکی طرح ننگے ہوکر کعبہ کے گرد گھومتے تھے

اور تالیان بجاتے تھے اور سیٹی بجاتے تھے اور اوچھلتے تھے یہ اِن لوگونکی عبادت
تھی آور ابھی تک کہ تیرہ ۱۳ سو برس ہوے اوس مقام پر جانیسے معلوم ہوتا ہے
کہ کسقدر احکام شریعت واخلاق حسنہ واطوار حمیدہ سے یہ لوگ دور ہین
جانورونسے بدتر ہین جسطرف پاتے ہین استنجا کرتے ہین کچھ قبلہ کا خیال نہین
کرتے بیحیائی ایسی کہ ننگے نہاتے ہین پانیمین جانیکے وقت سبکے سامنے اپنی عبا
بالکل اوٹھا لیتے ہین اور عبا کے نیچے کچھ نہین پہنتے ایسے لوگونمین اونحضرت نے
ایسے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور علم وحلم وحیا وکرم وعفت وسخاوت
وشجاعت ومروت سب صفات کمالیہ کے ساتھ بسر کی یہ سب باتین اول دلیل
اونحضرت کی نبوت کی ہین باآن ہمہ ابتدا مین کسقدر حضرتؐ نے تکلیفین اوٹھائین
کفار برابر فکر مین قتل کی رہے مگر ہر جگہ تائید خدا شامل حال رہی اگر نبی نہوتے
تو خدا ہر مقام مین کیون اونکی اعانت کرتا کہ اِس سے اعزار بالجمل لازم آتا ہے
جیساکہ منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ حجر اسمٰعیل مین بیٹھے تھے کہ قریش نے
ایک بکری کی اوجھڑی اونحضرتؐ کے سر پر ڈالدی وہ حضرت بہت غمگین
ہوے اور اپنے چچا سے آکر شکایت کی ابو طالبؑ نے جاکر تدارک کیا اسیطرح
ام جمیل جو ابولہب کی جورو اور ابوسفیان کی بہن تھی وہ ملعونہ کانٹے خارخسک کے
راہ مین رات کو بچھا دیتی تھی کہ جب ادھر سے پیغمبر جائینگے تو پانو مین گڑجائینگے
آور نیز منقول ہے کہ ایک مرتبہ کفار مکہ دار الندوہ مین جمع ہوے اور ایک
عہدنامہ لکھا اور آپسمین عہد وپیمان کیا کہ کوئی شخص بنی ہاشم کے ساتھ کھانا
نکھائے اور کلام نہ کرے اور شادی بیاہ نہ کرے اور انکی محفلونمین شریک ہوا کرے

جبتک کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ نکرین کہ ہم اونکو مار ڈالین جب یہ خبر ابوطالبؓ کو پہونچی سب بنی ہاشم کو جو چالیس آدمی تھے جمع کیا اور پہاڑ کے درہ مین سبکو لیگئے اور خانۂ خدا اور رکن و مقام کی قسم کھائی کہ اگر ایک کانٹا بھی آنحضرتؐ کے جسم مین چُبھے گا تو مین تم سبکو قتل کر ڈالونگا پس درہ کو پہاڑ کے خوب مضبوط و مستحکم بنایا اور رات اور دن ابوطالبؓ حضرتؐ کی حفاظت مین رہا کرتے تھے جب رات ہوتی تھی تلوار لیکر سرھانے کھڑے ہوتے تھے اور حضرت آرام کرتے تھے اور ساعت بساعت آنحضرت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے تھے تمام شب اِسی طرح سُلاتے تھے اور اونکو اپنے بیٹون اور بھتیجونکو متعین کرتے تھے کہ اون حضرت کی حفاظت کیا کرین آخر کار قریش کی طرف سے اتنی سختی ہوئی کہ کوئی اہل مکہ سے بنی ہاشم کے ساتھ کوئی چیز ڈر سے نہ بیچتا تھا اگر کوئی بیچتا تھا تو اوسکے اسباب کو وہ لوگ لوٹ لیتے تھے چونکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس مال بہت تھا وہی صرف بنی ہاشم ہوتا رہا اور اوس عہدنامہ پر چالیس آدمیون نے رئیسان قریش سے مہر کی تھی اور اوسکو کعبہ مین لٹکایا تھا اور وہ حضرت ہر سال حج مین آتے تھے اور اوس قبیلہ سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کرو کہ ہم تمکو خبر دین اوس سے جو تمھارے واسطے امور خیر کرنیسے بہشت مین ثواب مقرر ہین ابولہب بھی حضرت کے پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا کہ جو یہ کہتے ہین اوسکو ہرگز قبول نکرنا غرض اسی طرح چار برس ہوگئے کہ ان کفار قریش نے بنی ہاشم کو بہت تنگ کیا یہانتک کہ نوبت فاقہ کشی کی پہونچنے لگی اور کفار ہمیشہ درپے قتل رہا کیے اور اما ن نہ دیتے تھے مگر دو مرتبہ ایک موسم عمرہ یعنے ماہ رجب مین دوسرے موسم حج یعنے ماہ ذی الحجہ مین

جب موسم حج آتا تھا بنی ہاشم درو نسے نکلکر باہر آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے
بعد اسکے پھر دوسرے موسم مین اسی طرح نکلتے تھے یہانتک کہ یہ لوگ تکلیف سے
بسر کرنیلگے اور برابر فاقہ کشی ہونے لگی ایک مرتبہ قریش نے ابو طالبؓ کے پاس
کسیکو بھیجا کہ تم کبتک تکلیف اوٹھاؤگے محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو کہ ہم اونکو مارڈالین
اور تمکو اپنا بادشاہ بناوین ابو طالبؓ نے ایک قصیدہ انشا کیا جسمین حضرت کی
تعریف اور اپنے دینے سے انکار بیان کیا ہی جب یہ قصیدہ اون لوگون نے سُنا
تو مایوس ہوے ابو العاص جو داماد رسول خدا کا کہلاتا تھا رات کو اونکو گدھے کے
اوپر گیہون اور خرما لادکر مخفی بنی ہاشم کے پاس پہونچایا کرتا تھا جب چار برس
کامل اسی حال سے گذرے تو خداوند عالم نے ایک کیڑا زمین سے پیدا کیا کہ جو کچھ
اوس عہد نامہ مین لکھا ہوا تھا مثل قطع رحم و ظلم و ستم وغیرہ کے سوائے نام
خدا کے سب کو وہ چاٹ گیا جبرئیلؑ نے آکر اس کیفیت سے اونحضرتؐ کو
خبر دی اونحضرت نے ابو طالبؓ سے بیان کیا ابو طالبؓ اوٹھے اور کپڑے
پہنکر باہر آئے اور مسجد مین قریش کے پاس کہ وہ سب وہان جمع تھے داخل ہوے
جب ابو طالبؓ کو اون سبنے آتے دیکھا آپسمین کہنے لگے آخر عاجز آکر ہمارے پاس
آئے کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرین ابو طالبؓ جب نزدیک آئے تو سب تعظیم کے
واسطے اوٹھ کھڑے ہوے اور کہنے لگے ہم آپکے مطلب کو سمجھے آپ آئے ہین کہ ہم
لوگونکے ساتھ ملجائیے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کیجیے ابو طالبؓ نے کہا قسم
خدا کی مین اسواسطے نہین آیا ہون بلکہ میرے بھتیجے نے خبر دی ہی کہ خدا نے
اوسکو خبر بھیجی ہی کہ جو کاغذ تم لوگون نے قطع رحم کا لکھا تھا سبکو دیمک چاٹ گئی

فقط اللہ کا نام چھوڑ دیا تم لوگ وہ کاغذ منگاؤ اگر سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم نکرو اور اگر جھوٹ ہو تو مین اونکو تمھارے حوالہ کرونگا جی چاہے مار ڈالنا جی چاہے زندہ رکھنا غرض اون لوگون نے کسیکو بھیجکر اوس کاغذ کو کعبہ کی چھت سے اوترو امنگوایا اوسی طرح اوسکو سر بمہر بند پایا جب مہر و نکو خیال کیا تو سبکی مہرین درست پائین جب اوسکو کھولا تو دیکھا کہ جتنے الفاظ باطل تھے وہ سب صاف اوڑے ہوے ہین سواے لفظ باسمک اللھم کے کسی حرف کا نشان تک باقی نہین ہی پس ابو طالبؓ نے کہا ای قوم خدا سے ڈرو اور اطوار جاہلیت سے باز آؤ وہ سب چپ ہو رہے اور کچھہ جواب نہ دیا ابو طالبؓ نے اپنے گھر مین آکر اسی مضمون کا قصیدہ نظم کیا ؁

مسلک دہم بیان مین معراج نبویؐ کے

جاننا چاہیے کہ ہر مومن کو اس بات کا اعتقاد رکھنا ضرور ہی کہ اونحضرت کو معراج ہوئی مع جسم کے نہ فقط روح کے اور بیداری مین نہ خواب مین اور اسکا اعتقاد کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہی جو اِس سے انکار کرے وہ کافر ہی اور جو لوگ اقوال مزخرفات حکما کو دیکھکر معراج جسمانی کا انکار کرتے ہین منشاء اوسکا عدم تدین اور عدم تدبر قدرت باری تعالی مین ہی اور ابطال اوسکا کتب مبسوطہ مین تفصیل مذکور ہی یہ رسالہ گنجایش اوسکی نہین رکھتا اور تاریخ مین معراج کی اختلاف[له] ہی وجہ اسکی یہ ہوسکتی ہی کہ معراج اونحضرت کو کئی مرتبہ واقع ہوئی بعضون نے ایکسو بائیس مرتبہ لکھا ہی مگر اسمین اتفاق ہی کہ پہلی مرتبہ معراج حضرت کو مکہ مین ہوئی اور عمدہ دلیل معراج کی کلام باری ہی خدا وند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی

سبحان

[له] در معراج بعضون نے کہا ہی کہ شب شنبہ ستر ہوین یا اکیسوین ماہ رمضان کو بارہ مہینے قبل ہجرت سے معراج ہوئی اور بعضون نے ستر ہوین ربیع الاول کی لکھی ہی اور بعضون نے ستائیسوین ماہ رجب کی دو سال بعد ہجرت کے لکھا ہی و اللہ اعلم ۱۲

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصے
الذی بارکنا حوله لنزیہ من ایاتنا انه هو السمیع البصیر یعنے منزہ ہے
وہ خدا جسنے سیر کرائی اپنے بندیکو شب کے وقت مسجد الحرام سے طرف مسجد
الاقصٰی کے (کہ وہ بیت المعمور ہے) ایسی مسجد کہ برکت دی ہمنے اوسکے گرد
و نواح کو اسواسطے کہ دکھلادین ہم اوس بندیکو اپنے آیات عظمت و جلال کے تئین

کیفیت معراج

تحقیق کہ خدا سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے آور کیفیت معراج کی حضرتؐ کی اسطور سے
ہے کہ جب خداوند عالم نے چاہا کہ اپنے حبیب کو اپنی قدرت کا تماشا دکھلائے
اور درجۂ اعلے کو پہونچائے تو ایک شب حضرت جبرئیلؑ اور اسرافیلؑ و میکائیلؑ
براق کو لیکر انحضرت کے پاس آئے ایک نے لگام پکڑی اور ایک نے رکاب
تھامی اور ایک نے زین کو درست کیا وہ براق اوسوقت جست کرنیلگا جبرئیلؑ
نے اوسکے منھ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا ٹھہر جا شرارت نکر کہ تیری پیٹھ پر سوائے

کیفیت براق

انحضرت کے نہ کوئی سوار ہوا ہے نہ سوار ہوگا وہ براق ٹھہر گیا آور براق ایک
جانور ہے جانوران بہشت سے نہ بہت بڑا ہے نہ بہت چھوٹا جب وہ پہاڑ پر چڑھتا
تھا تو دونون ہاتھ اوسکے چھوٹے اور دونون پانون اوسکے بڑے ہوجاتے تھے
اور جب وہ اوترتا تھا تو دونون ہاتھ اوسکے بڑے اور دونون پانون اوسکے

حالات عجیبہ

چھوٹے ہوجاتے تھے آلغرض حضرت رسولؐ اوسپر سوار ہوے اور وہ براق وہانسے
اوڑا اور تھوڑا اونچا ہوا حضرت جبرئیلؑ ساتھ ساتھ تھے آیات آسمان و زمین
انحضرت کو دکھلاتے جاتے تھے حضرتؐ فرماتے ہین مین اسی طرح ہوا پر
چلا جاتا تھا کہ ایک آواز داہنی طرف سے آئی کسینے پکارا یا محمدؐ مین نے کچھ جواب

نہ دیا پھر دوسرے شخص نے اسی طرح بائین طرف سے پکارا مین نے کچھ توجہ نکی
پھر ایک عورت دونون ہاتھ کھولے زینت دنیا سے اپنے تئین آراستہ کیے سامنے
سے دکھلائی دی اوسنے بھی میرا نام لیکر پکارا اور کہا میری طرف کیون نہین دیکھتے
اور مجھ سے کیون نہین کلام کرتے مین نے کچھ التفات نکیا پھر جب تھوڑی دور گیا
تو ایک ایسی آواز آئی جسکو مین سنکر بیچین ہوگیا اور گھبرا گیا پس جبرئیل نے مجھکو
ایک مقام پر اوتار دیا اور کہا یہان نماز پڑھو مین نے نماز پڑھی جبرئیل نے کہا تم
جانتے ہو یہ کون جگہ ہی مین نے کہا نہین اونھون نے کہا یہ مدینہ ہی یہی آپکی ہجرت کی
جگہ ہی پھر مین سوار ہوا اور کچھ راہ طی کی پھر جبرئیل نے مجکو اوتارا اور مین نے وہان
نماز پڑھی جبرئیل نے پوچھا جانتے ہو یہ کون مقام ہی مین نے کہا نہین اونھون نے
کہا یہ طور سینا ہی جہان موسیٰ خدا سے کلام کیا کرتے تھے پھر مین سوار ہوا اور قطع
مسافت کی پھر جبرئیل نے اوتارا اور نماز کے واسطے کہا مین نے نماز پڑھی مجھ سے
اوس مقام کو پوچھا مین نے کہا نہین جانتا ہون اونھون نے کہا یہ خانۂ لحم ہی
جو بیت المقدس کے پاس تھا اور عیسیٰ اوسی مکان مین پیدا ہوے تھے پھر مین
سوار ہوا تھوڑی دیر مین بیت المقدس پہونچا اور براق کو جہان سب پیغمبر
اپنے مرکب کو باندھتے تھے مین نے بھی باندھ دیا بعد اسکے مین مسجد مین گیا جبرئیل
ساتھ تھے وہان مین نے حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰ اور بہت سے
پیغمبرونکو دیکھا کہ سب وہان موجود تھے بعد اسکے اقامت ہوئی مین سمجھتا تھا
کہ جبرئیل نماز پڑھائینگے جب صف درست ہوئی جبرئیل نے میرا بازو پکڑ کر
صف کے آگے کھڑا کیا مین نے سبکو نماز پڑھائی بعد اسکے میرے پاس تین کاسہ

حالات بیت المقدس

آوردن تین کاسہ

ایک دودھ کا اور ایک شراب کا اور ایک پانی کا حاضر کیا اوس وقت مین نے
ایک آواز سُنی کوئی کہتا ہی اگر تم پانی پیوگے تو سب امت تمہاری غرق ہوجائیگی
اور اگر شراب پیوگے تو ساری امت گمراہ ہوجائیگی اگر دودھ کو پیوگے تو امت
تمہاری ہدایت پائیگی مین نے دودھ کا پیالہ اوٹھاکر اوسمین سے پیا پھر جبرئیلؑ نے
کہا اس راہ مین آپنے کیا دیکھا مین نے کہا کسی نے داہنی جانب سے آواز
دی تھی مین نے کچھ جواب نہ دیا جبرئیلؑ نے کہا وہ داعی یہود تھا اگر جواب دیتے
تو سب امت آپکی یہودی ہوجاتی پھر کہا اور کیا دیکھا مین نے کہا بائین جانب سے
بھی کسی نے پکارا مین نے کچھ جواب نہ دیا جبرئیلؑ نے کہا وہ داعی نصاریٰ تھا اگر
جواب دیتے تو سب امت نصاریٰ ہوجاتی پھر پوچھا اور کیا دیکھا مین نے اوس
عورت کا حال بیان کیا جبرئیلؑ نے کہا وہ دنیا تھی اگر اوس سے کلام کرتے تو
ساری امت آپکی دنیا دار ہوجاتی حضرتؐ نے فرمایا بعد اسکے مین نے ایک
ایسی آواز سُنی جس سے مجکو بہت خوف غالب ہوا جبرئیلؑ نے کہا ستر برس ہوے
کہ ایک پتھر کو مین نے جہنم مین ڈالا تھا آج وہ تہ مین پہونچا ہی اوسکی یہ آواز تھی
منقول ہی کہ بعد اسکے حضرت کبھی نہ ہنسے یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا الغرض
حضرت فرماتے ہین کہ مین پھر جبرئیل کے ساتھ دنیا کے آسمان پر گیا وہان
ایک فرشتہ تھا کہ اوسکا نام اسمٰعیل تھا اور اوسکے حکم مین ستر ہزار فرشتے تھے اور
ہر فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے اوسنے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین اونھون نے
کہا یہ محمدؐ ہین اور خدا کے پیغمبر ہین پس اوسنے دروازہ کھولدیا مین نے سلام کیا
اوسنے بھی سلام کیا مین نے اوسکے واسطے استغفار کیا اوسنے بھی میرے واسطے

پیالہ از آنحضرتؐ پیدا بجائے ہیبت

حال آسمان دنیا

اسمٰعیل

استغفار کیا اور دعائین دین بعد اسکے وہ فرشتے مجکو بہت شوق سے آسمان دنیا پر
تمام لیگئے اور سب نہایت خوش تھے وہان ایک فرشتہ کو مین نے دیکھا کہ اوس سے
بڑا کسیکو نہین دیکھا تھا اور صورت اوسکی نہایت کریہہ تھی اور اوسکے چہرے سے
غضب ظاہر تھا جسطرح اور فرشتون نے میرے لیے دعا کی اوسنے بھی دعا کی
مگر اوسکو ہنستے اور خوش ہوتے نہ پایا جبرئیلؑ سے مین نے پوچھا یہ کون ہی جس سے
مجکو خوف معلوم ہوتا ہی کہا اس سے ڈرنا ہی چاہیے یہ مالک ہی خزینہ دار جہنم کا
جیسے خدا نے جہنم کو اسکے حوالہ کیا ہی کبھی نہ ہنسا بلکہ ہمیشہ دشمنان خدا اور
گنہگارونپر غضبناک رہتا ہی پس مین نے اوسپر سلام کیا اوسنے بھی مجھپر سلام کیا
اور بہشت کی بشارت دی چونکہ جبرئیلؑ سب فرشتونکے سردار اور سب فرشتے
انکے فرمان بردار تھے اسلیے مین نے کہا مالک سے کہو جہنم کو مجھے دکھلا دے جبرئیلؑ
نے مالک سے کہا مالک نے پردہ جہنم کا اوٹھا دیا اور ایک دروازہ کھولدیا پس
جہنم سے ایک شعلہ ایسا آسمان کی طرف بلند ہوا کہ مین بہت ڈرا جبرئیلؑ سے کہا
جلد دروازہ بند کرو مالک نے دروازہ بند کر دیا جب وہانسے مین آگے بڑھا تو
ایک شخص گندم رنگ دیکھا جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین اونھون نے کہا یہ
ابو البشر آدمؑ ہین پس مین نے سلام کیا اور استغفار کیا اونھون نے بھی
سلام کیا اور میرے واسطے استغفار کیا اور دعا کی بعد اسکے ایک فرشتہ کے
پاس مین گذرا وہ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا اور تمام دنیا اوسکے دونون زانوکے
درمیان مین تھی اور ایک لوح نور اوسکے ہاتھ مین تھی کہ اوسمین نام لکھے ہوے
تھے وہ فرشتہ اوس لوح کو برابر دیکھ رہا تھا اور داہنے بائین کچھ ملتفت

بیان مالک خزینہ دار جہنم

بیان ملک الموت

نہین

ہوتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہی جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہین جو قبض روح
کیا کرتے ہین جب مین اونکے پاس گیا تو سلام کیا اونھون نے جواب سلام دیا
جبرئیلؑ نے کہا یہ پیغمبر ہین خدا نے اِنکو بندونکی ہدایت کے واسطے مبعوث کیا ہی
پس اوسنے میری تعریف کی اور مجھہ سے نہایت محبت کی اور کہا تمکو بشارت ہو
کہ تمھاری امت مین ہم بہت خیر پاتے ہین یہ سنکر مین نے خدا کا شکر کیا
کہ یہ سب اوسکا تفضل اور احسان ہی پھر مین نے کہا ای ملک الموت جو شخص
جہان ہو تم دیکھ لیتے ہو اور اوسکے پاس پہونچ جاتے ہو اونھون نے کہا
ہان سب دنیا کو خدا نے میرے اختیار مین دیا ہی تمام دنیا میرے سامنے
اِسطرح ہی جیسے کسیکے ہاتھ مین ایک درہم ہو جسطرح چاہے اوسکو اولٹے پلٹے
کوئی گھر ایسا نہین ہی جسمین ہر شخص کو ہر روز پانچ مرتبہ مین نہ دیکھتا ہون
جب کوئی کسی مردہ پر روتا ہی تو مین کہتا ہون کیون روتے ہو مین کسیکو تم مین سے
باقی نہ رکھونگا حضرت فرماتے ہین مین نے کہا انسان کی عبرت اور غم کے
واسطے فقط موت ہی کافی ہی جبرئیلؑ نے کہا جو کچھ بعد موت کے ہونے والا ہی
وہ اِس سے بھی بڑھا ہوا ہی پھر مین وہانسے بھی آگے بڑھا کچھ لوگونکو دیکھا کہ
اونکے پاس گوشت پاکیزہ اور گوشت مُردار گندیدہ دونون رکھا ہوا ہی
مگر وہ اوس سڑے ہوے گوشت کو کھاتے ہین اور اچھا گوشت نہین کھاتے
مین نے پوچھا یہ سب کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ آپکی امت سے وہ لوگ ہین
جو مال حرام کھاتے ہین اور حلال کو ترک کرتے ہین پھر مین نے ایک فرشتہ
کو دیکھا کہ وہ بہت بڑا اور قوی الجثہ تھا آدھا بدن اوسکا آگ کا تھا اور

آدھا بدن برف کا مگر نہ آگ برف کو گھلاتی تھی نہ برف آگ کو بجھاتی تھی اور
وہ فرشتہ خدا کی تسبیح کرتا تھا مین نے کہا یہ کون ہی جبرئیل نے کہا یہ بڑا خیر خواہ
بندگان مؤمنین کا ہی جبسے خدا نے اسکو پیدا کیا برابر مؤمنین کے حق مین دعا
کرتا ہی پھر دو فرشتے اور دیکھے کہ آسمان مین یہ آواز دیتے تھے ایک کہتا تھا
اللّٰهمّ اعط کلّ منفق خلفا پروردگارا جو شخص تیری راہ مین خرچ کرے
اوسکا عوض دے اور اوسکے مال کو کم نکرا اور دوسرا کہتا تھا اللّٰهمّ اعط
کلّ ممسک تلفا خداوندا جو تیری راہ مین خرچ نہ کرے اوسکے مال کو تلف کر
بعد اسکے مین کچھ لوگونکے پاس پہونچا جنکے لب اونٹ کے ایسے لٹکتے تھے
اور فرشتے اونکے پہلو کا گوشت کاٹکر اونکے منہ مین دیتے تھے جبرئیل سے پوچھا
یہ کون ہین کہا یہ وہ ہین جو مؤمنونکی عیب جوئی کیا کرتے تھے او چشمک کیا
کرتے تھے پھر مین ایک گروہ کے پاس سے گذرا کہ فرشتے اونکے سرونکو
پتھرونسے ٹھونکتے تھے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو
سو رہا کرتے تھے اور عشا کی نماز نہ پڑھتے تھے بعد اسکے پھر مین ایک گروہ کے
پاس پہونچا کہ فرشتے اونکے منہ مین آگ ڈالتے تھے کہ وہ آگ نیچے سے اونکے
نکلتی تھی مین نے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو ناحق یتیم کا مال
کھاتے تھے پھر مین ایک گروہ کے پاس پہونچا کہ اون سبکا پیٹ اسقدر
بھاری تھا کہ ہرچند اوٹھنے کو چاہتے تھے مگر اوٹھ نہ سکتے تھے مین نے پوچھا
یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو سود کھایا کرتے تھے پھر مین
چند عورتونکے پاس پہونچا کہ اون سبکو چھاتیونکے بل لٹکایا تھا مین نے

کہا یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ عورتین ہین جو اپنے شوہرونکے گھر مین زنا کرتی تھین اور جو اولاد ہوتی تھی اوسکو شوہر کے سر تھونک دیتی تھین پھر مین چند فرشتونکے پاس گذرا جنکو خدا نے ہر قسم کا پیدا کیا تھا کہ ہر جزو بدن اونکا آواز بلند وصدا ہاے مختلف حمد و تسبیح خدا کرتا تھا اور خوف خدا سے وہ سب رو رہے تھے مین نے پوچھا یہ سب کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ فرشتے ہین کہ جبسے پیدا ہوے ہین ایک دوسرے کے پہلو مین ہین مگر کبھی کسینے کسی سے کلام نکیا اور اوپر سر بلند نکیا اور نہ پانون کی طرف نظر کی بسبب خشوع اور تذلل اور خوف خدا کے جب مین نے اون سب پر سلام کیا تو اشارے سے جواب دیا جبرئیلؑ نے اونسے کہا یہ محمدؐ خدا کے پیغمبر ہین خدا نے بندونکی ہدایت کے واسطے انکو بھیجا ہی یہ سب پیغمبرونسے بہتر اور افضل ہین کیون نہین انسے بات کرتے اون فرشتون نے جب یہ سنا مجھپر سلام کیا اور میری تعظیم کی اور میرے واسطے اور میری امت کے لیے بشارت دی پھر جبرئیلؑ مجکو دوسرے آسمان پر لیگئے وہان مین نے دو آدمی دیکھے جو ایک دوسرے سے بہت مشابہ تھا مین نے پوچھا یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ دونون خالہ زاد بھائی یحییٰؑ و عیسیٰؑ ہین مین نے اونپر سلام کیا اور استغفار کیا اون لوگون نے بھی جواب دیا اور استغفار کیا اور دعا دی اوس آسمان پر بھی مین نے اوسیطرح فرشتونکو دیکھا کہ جسطرف حکم خدا تھا اوسی طرف متوجہ تھے دوسری طرف رخ نکرتے تھے اور آوازہاے مختلف سے تسبیح و تقدیس خدا کرتے تھے پھر تیسرے آسمان پر گیا وہان ایک شخص کو دیکھا جو نہایت حسین مثل ماہ شب چاردہ کے تھا جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ بھائی آپکے یوسفؑ ہین مین نے اونپر سلام کیا

احوال آسمان دوم

احوال آسمان سوم

اور استغفار کیا اونھون نے بھی سلام کیا اور استغفار کیا اس آسمان پر بھی
مین نے اوسی طرح فرشتہ ہاے خاشعین و خاضعین دیکھے جسطرح پہلے آسمان
اور دوسرے آسمان پر دیکھا تھا جب چوتھے آسمان پر گیا ایک شخص کو دیکھا پوچھا
یہ کون ہین کہا یہ ادریس ہین جنکو خدا نے فرمایا ہی ورفعناہ مکانا علیا
مین نے اونپر سلام کیا اور استغفار کیا اونھون نے جواب دیا اور میرے واسطے
استغفار کیا اوسی طرح اس آسمان پر بھی مین نے فرشتگان خشوع دیکھے
اون سب نے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے دعاے خیر کی پھر ایک
فرشتہ کو دیکھا کہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور ستر ہزار فرشتے اوسکے حکم مین ہین
اور ہر فرشتہ کے حکم مین ستر ہزار فرشتے ہین مین سمجھا کہ اس سے بڑا کوئی فرشتہ
نہوگا جبرئیل نے اوس سے کہا اوٹھ کھڑا ہو وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور قیامت تک
کھڑا رہیگا جب وہانسے مین پانچوین آسمان پر پہونچا تو وہان ایک شخص سن رسیدہ
کو دیکھا کہ بہت سے لوگ اوسکے گرد تھے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ ہارون
ہین اور یہ سب انکی امت ہی مین نے اونپر سلام کیا اور وہان بھی ملائکہ دیکھے
جسطرح اور آسمانو نپر دیکھا تھا جب چھٹے آسمان پر گیا تو ایک شخص بلند قامت
گندم رنگ کو دیکھا کہ اوسکے بڑے بڑے بال تھے وہ کہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل
گمان کرتے ہین کہ مین بہترین فرزندان آدم سے ہون حالانکہ یہ شخص (اور اشارہ
کیا میری طرف) خدا کے نزدیک سب سے بہتر ہی مین نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہین
کہا یہ موسیٰ ہین مین نے سلام کیا اونھون نے بھی سلام کیا مین نے اوسکے
واسطے استغفار کیا اونھون نے بھی میرے واسطے استغفار کیا اور اوس آسمان

احوال آسمان چہارم

احوال آسمان پنجم

احوال آسمان ششم

بھی ملائکہ خاشعین کو دیکھا جسطرح اور آسمانونپر دیکھا تھا جب ساتوین آسمان پر
گیا تو وہان ایک بزرگ کو دیکھا کہ اونکی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے
اور ایک کرسی پر بیٹھے ہوے تھے مین نے کہا یہ کون ہین جو اس مرتبہ اور اس
درجہ کو پہونچے ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ آپکے باپ ابراہیم ہین پس مین نے سلام کیا
اونھون نے بھی سلام کیا اور دعا کی اور وہان بھی مثل اور آسمانونکے ملائکہ
خشوع دیکھے بیٹنے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے بشارت دی اور
اوس آسمان پر مین نے نور کے دریا دیکھے کہ چمک رہے تھے کہ اوسکی چمک سے
آنکھ جھپکتی تھی اور بہت سے دریا ظلمت کے دیکھے اور بہت سے دریا برف کے دیکھے
جب ان عجائبات کے دیکھنے سے مجھے خوف طاری ہوا تو جبرئیلؑ نے تسکین دی
اس سبب سے مجکو اون عجائبات کے دیکھنے کی قوت ہوئی جبرئیلؑ نے کہا
ای محمدؐ آپ اسی کو بہت سمجھتے ہین حالانکہ ابھی آپنے کچھ نہین دیکھا ہی اسقدر تو
اوسکی عظمت و جلال و قدرت و کمال کے سامنے کچھ حقیقت نہین خدا کی عظمت
و قدرت کہین اس سے بڑھی ہوئی ہی تحقیق کہ خدا اور اوسکی مخلوقات کے
درمیان مین نوے ہزار حجاب ہین حالانکہ درمیان محل صدور وحی خدا اور
ذوی العقول کے نوے ہزار حجاب ہین اور سب خلائق سے بڑھکر نزدیک تر
محل صدور وحی سے مین ہون اور اسرافیلؑ ہین اور میرے اور اسرافیل کے
درمیان مین بھی چار حجاب ہین ایک حجاب نور دوسرے حجاب ظلمت تیسرے
حجاب ابر چوتھے حجاب آب الغرض حضرتؐ فرماتے ہین منجملہ عجائبات کے
ایک مرغ دیکھا جسکے پانون ساتوین طبقہ زمین پر تھے اور اوسکا سر عرش پر تھا

احوال آسمان ہفتم

بیان حجب

بیان مرغ آسمانی

جب دونون پرونکو وہ کھولتا تھا تو ایک مشرق مین اور دوسرا مغرب مین
پہونچتا تھا اور وہ تسبیح خدا کرتا تھا صبح کے وقت وہ اپنے پرونکو کھولدیتا ہی
اور بلا کر با واز بلند اسطرح تسبیح خدا کرتا ہی سبحان اللہ الملک القدوس
سبحان اللہ الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم جب اوسکی آواز
بلند ہوتی ہی تو زمین کے مرغ بھی پر جھاڑ کر باواز بلند تسبیح خدا کرتے ہین جب
وہ فرشتہ چپ ہو جاتا ہی تو یہ سب مرغ بھی چپ ہو جاتے ہین اور اوسکے اونچے
پر سفید اور نیچے کے سبز ہین وہ پر سفیدی اور سبزی ملکر ایسے خوشنما معلوم
ہوتے ہین جسکی تعریف نہین ہو سکتی پھر مین جبرئیل کے ساتھ روانہ ہوا یہانتک
کہ بیت المعمور مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی جب وہانسے نکلا تو
دو نہرین دیکھین ایک کو نہر کوثر کہتے ہین اور دوسری کو نہر رحمت نہر کوثر سے
مین نے پیا اور نہر رحمت سے غسل کیا اور یہ دونون نہرین میرے ساتھ تھین
یہانتک کہ مین بہشت مین داخل ہوا دونون کنارے پر اوس نہر کے اپنے
اور اپنے اہل بیت اور ازواج طاہرہ کے گھرونکو دیکھا ایک لڑکی کو مین نے
دیکھا کہ نہر ہاے بہشت مین غوطہ مارتی ہی مین نے کہا تو کسکے واسطے ہی اوسنے
کہا زید بن حارثہ کے واسطے جب مین زمین پر آیا تو زید کو بشارت دی اور
مین نے بہشت کی چڑیونکو اونٹ کے برابر دیکھا اور وہان کے انارکو ڈول کے
برابر دیکھا اور بہشت مین ایک درخت کو دیکھا اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک مرغ کو
اوسکی جڑ کے پاس چھوڑ دین تو سات سو برس مین بھی اوسکے گرد نہین
گھوم سکتا کوئی گھر بہشت مین ایسا نہین تھا جسمین اوسکی شاخ نہ پہونچی ہو

احوال بیت المعمور

صفت درخت طوبی

مین نے پوچھا یہ کون درخت ہی جبرئیل نے کہا یہ طوبےٰ ہی جسکو خدا فرماتا ہی طوبیٰ لھم
وحسنُ مآب حضرتؐ فرماتے ہین جب مین بہشت مین داخل ہوا تو جبرئیل سے
پوچھا یہ دریا سب کیسے تھے کہا وہ سب پردہ ہاے حجاب ہین اگر وہ دریا نہوتے
تو عرش کا نور اون چیزونکو جو اوسکے نیچے ہین جلا دیتا پھر وہانسے مین سدرۃ المنتہیٰ
پہونچا کہ ہر پتہ اوسکا ایک بڑی جماعت کو سایہ کرسکتا ہی پھر وہانسے درجۂ
قرب معنوی خدا تک پہونچا اور مرتبۂ قاب قوسین او ادنےٰ سے سرفراز
ہوا اور اپنے پروردگار کی مناجات کے قابل ہوا پس خدا کی جانب سے
آواز آئی آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ پس مین نے اپنی طرف سے
اور اپنی امت کی طرف سے جواب دیا والمؤمنون کل آمن باللہ و
ملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ پھر مین نے کہا
سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر پھر خدا نے فرمایا لا یکلف
اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت پس مین نے
کہا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا خدا نے فرمایا مین مواخذہ
نکرونگا تمسے پھر مین نے کہا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین
من قبلنا خدا نے فرمایا مین بار نکرونگا پس مین نے کہا ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ۝ پس خدا نے فرمایا
مین نے دیا تجکو جو تونے اپنے واسطے اور اپنی امت کے واسطے
طلب کیا ؁

در وفات آنحضرتؐ

مسلک یازدہم بیان مین وفات اونحضرتؐ کے واضح ہو

کہ روز اور تاریخ وفات مین اونحضرت کی بہت اختلاف ہی مشہور بنا بر

مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے تاریخ وفات اونحضرت کی اٹھائیسوین ماہ صفر

روز دوشنبہ کا ہی جب حضرتؐ بیمار ہوے تو بروایت فریقین سب لوگون سے

فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان

تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی مین تم لوگونمین دو چیز گران قدر چھوڑے

جاتا ہون ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہل بیتؑ ہین جبتک ان دونونکا

دامن پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہوگے اور بنا بر روایت صحیح مسلم بعد امر تمسک

بہ ثقلین کے تین مرتبہ فرمایا اذکرکم اللہ فی اھلبیتی اذکرکم اللہ فی ص ۴۶۹ چھاپہ کلکتہ

اھلبیتی اذکرکم اللہ فی اھلبیتی یعنے مین تم لوگونکو یاد دلواتا ہون

دربارۂ رعایت حقوق اہل بیت اپنے کے پھر فرمایا مثل اھلبیتی کمثل

سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی مثال

میرے اہل بیت کی مثل کشتی نوح کے ہی جو اوس پر سوار ہوا اوسنے نجات پائی

اور جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دریاے ضلالت مین غرق ہوا دیکھنا چاہیے

کہ اہل بیت کے بارہ مین پیغمبر خدا نے لوگونسے کسقدر تاکیدین کی تھین مگر بعد

حضرت رسول خدا کے کون کہے اونحضرتؐ کے سامنے ہی سے منافقین امت

اہل بیت سے منحرف ہوگئے یعنے جب حضرتؐ نے آخر وقت مین فرمایا اتونی

بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا اے آؤ

تم لوگ دوات و قرطاس کہ ہم لکھ دین ایک ایسا نوشتہ کہ پھر کبھی تاقیامت گمراہ

گمراہ نہوگے اوسوقت عمر نے کہا انکو ہذیان ہوگیا ہی درد کا غلبہ ہوا ہی اس
لکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور بہت سے منافقین
عمر کے کہنے مین شریک ہوگئے افسوس باوجود تاکید پیغمبر خداؐ دربارۂ اہلبیتؑ
کے عمر نے کچھ خیال نکیا حضرت رسولؐ کے سامنے ہی سے اہلبیتؑ کا دامن
چھوڑدیا اور کہا فقط کتاب خدا کافی ہی جیسا اسکو انشاءاللہ ہم بتفصیل مطاعن
مین لکھینگے کہ عمر نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہین علیؑ کے واسطے خلافت لکھدین
اوراسی خیال سے کہ ایسا نہو علیؑ ہماری غیبت مین خلیفہ ہوجاین لشکر اسامہ
سے بھی تخلف کیا اور اسامہ کی حکایت یہ ہی کہ اوسی زمانۂ بیماری مین حضرتؐ نے
خیال کیا کہ اگرچہ ہم اسقدر اہتمام علیؑ کی خلافت کے واسطے کرتے مین مگر یہ
منافقین جبتک یہان رہینگے علی کو خلیفہ نہونے دینگے اِن سبکو یہانسے کسیطرح
نکالنا چاہیے پس حضرتؐ نے اسامہ کو بلاکر فرمایا تم رُوم کی لڑائی پر جاؤ
مین نے تمکو سردار لشکر کیا پس حضرت نے بہت سے اصحاب کو جنمین ابوبکر
وعمر وغیرہ بھی تھے اور جن لوگونسے خائف تھے سبکو اسامہ کے ماتحت کرکے
حکم کوچ کا دیا منافقین کہنے لگے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایک غلام زادہ ہمارا
سردار ہو اور ہم اوسکی تحت حکومت ہوکے رہین پیغمبر خداؐ نے فرمایا
جنگ موتہ مین (جسمین جعفر طیارؓ شہید ہوے تھے) مین نے اسامہ کے
باپ کو (یعنی زید کو) تم سب کا سردار کیا تھا وہان تم لوگون نے عذر نہین
کیا کہ ہم غلام کے ماتحت ہوکر نہین لڑینگے اب عذر کرتے ہو کہ اوسکے بیٹے
کی سرداری ہمکو قبول نہین ہی پس بروایت ملل ونحل حضرتؐ نے اون سب سے

فلسطین ... ص ۶ چھاپۂ مصر

فرمایا جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنھا ابھی تم سب اسامہ کے ساتھ روانہ ہو جو شخص لشکر اسامہ سے جدا ہو خدا اوسپر لعنت کرے غرض جب وہ لوگ جبرا قہرا تھوڑی دور گئے تو بعض منافقین (جو جو منصوبے پہلے سے باندہتے تھے اونکا خیال کرکے) بہانہ سے کہنے لگے رسول خدا ص بیمار ہین ایسے وقت مین ہم اونکو چھوڑکر لڑائی پر نہین جا سکتے یہ کہکر وہ سب وہانسے پھر آئے لعنت خدا کا بھی کچھ خیال نکیا اور حکم رسول کو نہ مانا سمجھنا چاہیے اور انصاف کو ہاتھ سے ندینا چاہیے کہ اگر رسول خدا کو ابو بکر و عمر کا خلیفہ ہونا منظور ہوتا تو ایسے وقت مین کہ زمانہ وفات کا حضرت کی قریب تھا کیون لڑائی پر اتنی دور و دراز ان سبکو بھیجدیتے اور حضرت علی کو اپنے پاس رکھ لیتے چونکہ حضرت مافی الضمیر سے اون لوگونکے مطلع تھے اس سبب سے اونکو مدینہ سے باہر روانہ کر دیا تھا اور حضرت امیر کو اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ جو لوگ ارباب شعور ہین وہ سمجھ جائین کہ یہ تینون قابل خلافت کے نہین ہین اور یہ بھی انصافا دیکھنا چاہیئے کہ اگر ابو بکر و عمر قابل درجہ خلافت کے ہوتے تو پیغمبر خدا اونکے اوپر اسامہ کو سردار اور امیر کرکے کبھی روانہ نکرتے بلکہ انہین سے کسیکو سردار لشکر کرتے کیونکہ جو ایسے مرتبہ خلافت کا کہ تالی مرتبہ نبوت ہے قابل ہو وہ کیونکر کسیکے ماتحت حکومت ہو سکتا ہے جیسا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کبھی پیغمبر خدا نے کسیکے ماتحت حکومت نکیا بلکہ ہر جگہ اونہین کو سبکا سردار کیا اور چونکہ پیغمبر خدا نے اسامہ کو ابو بکر و عمر کا سردار کیا تھا اسی سبب سے اسامہ نے ابو بکر سے بیعت نکی اور کہا تامل کی بات ہے کہ پیغمبر نے ہمکو انکا سردار اور انکو ہمارا تابع

اور فرمان بردار کیا تھا آج یہ ہمارے سردار بنینگے بلکہ انکو چاہیئے کہ ہماری بیعت
کرین اور خلافت ہمارے حوالہ کرین اور یہ امر بھی قابل غور ہے اور سمجھنے کی بات ہی
کہ جو شخص چند آیات قرآنی کے حکم کے پہونچانیکی چند شخصونکے اوپر زمانہ رسول خداؐ
مین قابلیت اور لیاقت نرکھتا ہو بلکہ خدا اور رسول کی طرف سے وہ سورہ اوس سے
چھین لیا جائے اور دوسرے کو دیدیا جائے وہ شخص بالکل احکام شرع اور
تمام امور دین و دنیا کو بعد رسول خداؐ کے کل خلائق کے اوپر کیونکر پہونچا
سکتا ہی اور تمام احکام الٰہی اور کل شرایع نبوی کا کیونکر انفاذ کرسکتا ہی
اکثر مورخین و محدثین لکھتے ہین اور صحاح اہلسنت مین موجود ہی کہ جب
سورۂ برات نازل ہوا تو پیغمبر خداؐ نے ابوبکر کو بلایا اور فرمایا کہ اس سورہ کو
(یعنے دس آیتین جو ماقبل کی ہین) لیکر جا اور اہل مکہ کے اوپر پڑھ غرض
جب ابوبکر نے تھوڑی راہ طی کی تو فوراً پیغمبر خداؐ نے قبلۂ دنیا و دین جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ جلد جاؤ اور ابوبکر سے
سورۂ برات کو لیلو اور تم جاکر اہل مکہ کے اوپر پڑھو غرض جناب امیرؑ
تشریف لیگئے اور راہ مین ابوبکر سے اوس سورہ کو لے لیا ابوبکر نے غمگین
ہوکر دہانسے گھر کا راستہ لیا اور پیغمبر خداؐ کی خدمت مین آکر سبب پوچھا
حضرتؐ نے فرمایا اسوقت جبرئیل خدا کی جانب سے نازل ہوے اور کہا کہ
اسکو کوئی نہین پہونچا سکتا مگر تو یا کوئی شخص تیرے اہل بیت مین سے اب
ہم رجوع کرتے ہین اصل مطلب کی طرف ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ
جب حضرت رسولؐ بستر بیماری پر پڑے تھے تو سب اصحاب گرد حضرتؐ کے

۱۲ لیاقت نہین رکھتا اور یہ شخص قابل خلافت کے نہین ہے فافہم و تدبر ۱۲ منہ

معزول نشدن ابوبکر از رسانیدن سورۂ برات

میرا پیٹ کھلا ہوا تھا حضرتؐ نے بھی شکم مبارک کو کھولدیا تب اوسنے عرض کی اگر اجازت ہو تو مین اپنا منہ آپکے شکم پر رکھون حضرت نے اجازت دی اوسنے دوڑکر شکم مبارک کا بوسہ لیا اور کہنے لگا مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا سے کیونکر ہوسکتا ہی کہ رسول خدا سے مین عوض لون حضرتؐ نے فرمایا ای سوادہ تو قصاص لیگا یا معاف کریگا اوسنے کہا مین نے معاف کیا حضرت نے فرمایا خدا بھی تیرے گناہ کو معاف کرے بعد اسکے آپ منبر سے اوترے اور ام سلمہؓ کے گھر گئے اور فرماتے تھے خداوندا میری امت کو آتش جہنم سے بچانا اور حساب کو انپر آسان کرنا ام سلمہؓ نے کہا یا حضرت آپکا رنگ مبارک متغیر کیون ہی آپ غمگین کیون ہین فرمایا اسوقت جبرئیلؑ میری موت کا پیام لیکر آئے تھے اب تمپر میرا اسلام ہو کہ بعد اسکے پھر محمدؐ کی آواز نہ سنوگی ام سلمہؓ یہ سنکر با واز بلند رونے لگین حضرتؐ نے فرمایا میری نور دیدہ فاطمۂ زہراؑ کو بلاؤ یہ کہکر بیہوش ہوگئے جب حضرت فاطمہؑ آئین اور اپنے باپ کو اس حال سے دیکھا تو ڈاڑھین مارکر رونے لگین اور کہتی تھین میری جان آپ پر فدا ہو مین دیکھتی ہون کہ آپ سفر آخرت کا قصد رکھتے ہین اور موت کا لشکر ہر طرف سے آپکو گھیرے ہوئے ہی کیا ہی جو اپنی بیٹی سے کچھ بات بھی نہین کرتے کچھ تسلی اور تسکین نہین دیتے جب حضرتؐ نے اونکی آواز سنی غش سے آنکھین کھولدین اور فرمایا ای بیٹی اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرا اسلام تمپر ہو جناب فاطمہؑ نے جو یہ سنا دل سے ایک آہ کھینچکر کہا ای بابا اب قیامت مین آپسے کس جگہ ملاقات ہوگی فرمایا اوس جگہ جہان خلائق کا حساب ہوتا ہوگا جناب فاطمہؑ نے

آمدن جناب سیدہؑ

کہا اگر وہان نہ پاؤن تو کہان ڈھونڈھونگی فرمایا مقام محمود مین جہان گنہگارونکی شفاعت کرونگا کہا اگر وہان بھی نہ پاؤن تو کیا کرونگی فرمایا پل صراط کے پاس تلاش کرنا کہ جسوقت میری امت صراط سے گذرتی ہوگی مین وہان کھڑا ہونگا جبریلؑ میری داہنی طرف اور میکائیلؑ بائین طرف اور سب فرشتے آگے اور پیچھے میرے کھڑے ہونگے اور سب درگاہ خدا مین دعا کرتے ہونگے کہ پروردگارا امت محمدؐ کو پل صراط سے سلامت لیجا اور حساب کو انپر آسان کر جناب سیدہؑ نے پوچھا میری مان خدیجہ کبریٰ کہان ہین فرمایا ایک قصر مین ہین جسکے چارونطرف بہشت ہی یہ کہکے حضرتؐ بیہوش ہوگئے اور خدا سے لو لگا لی جب بلالؓ نے اذان دی تو حضرت کو ہوش ہوا اور مسجد مین آئے اور نماز کو بتخفیف ادا کیا جب فارغ ہوے تو حضرت علیؑ کو بلا بھیجا اور فرمایا مجکو فاطمہؑ کے گھر لیچلو جب حضرت وہان آئے تو اونکی گود مین سر رکھکر آرام کیا جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے اپنے نانا کا یہ حال دیکھا تو زار زار رونے لگے اور فرمایا ہماری جانین آپ پر فدا ہون یہ آپکا کیا حال ہی پس حضرتؐ نے اون دونون فرزندونکو اپنے پاس بلا کر گلے سے لگا لیا اسی حالت مین ملک الموت نازل ہوے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہؐ آپنے فرمایا وعلیک السلام پھر فرمایا ای ملک الموت تمسے ایک حاجت ہی ملک الموت نے کہا وہ کیا ہی فرمایا اتنا ٹھہر جاؤ کہ جبرئیلؑ میرے پاس آلین اور وہ مجھپر سلام کرین اور مین اونپر سلام کرون وہ مجھ سے رخصت ہولین اور مین اونسے رخصت ہولون پس ملک الموت باہر آئے اتنے مین جبرئیلؑ بھی آسمان سے

آمدن ملک الموت

پہونچے ملک الموت سے ملاقات ہوئی پوچھا تمنے روح قبض کی اونھون نے
کہا ابھی نہین اسلیے کہ پیغمبر نے خواہش کی کہ تم آلو اور وہ تمسے رخصت ہولین
تب روح قبض ہو جبرئیل نے کہا ای ملک الموت تم نہین دیکھتے کہ آپکے اشتیاق مین
آسمان کے دروازے کھلے ہوے ہین بہشت مین حورین اپنے تئین آراستہ
کیے ہوے ہین بعد اسکے جبرئیل حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا السّلام علیک
یا ابا القاسم آپنے فرمایا وعلیک السّلام پھر فرمایا ای جبرئیلؑ ایسی حالتمین
مجکو تنہا چھوڑے جاتے ہو جبرئیل نے کہا ای محمدؐ آپکو مرنا ضرور ہے اور سب کیلیے
واسطے موت درپیش ہے آتے ہین ملک الموت بھی آپہونچے جبرئیل نے اونسے
کہا ای ملک الموت وصیت خدا در بارۂ قبض روح محمدؐ کے خیال رکھنا پس
جبرئیلؑ داہنی طرف کھڑے ہوے اور میکائیلؑ بائین طرف اور ملک الموت
سامنے روح قبض کرنیمین مشغول ہوے ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ حضرت
بار بار فرماتے تھے بلاؤ میرے حبیب کو جب کوئی آتا تھا تو اوسکی طرف سے
منھ پھیر لیتے تھے حضرت فاطمہؑ نے کہا مین سمجھتی ہون کہ علیؑ کو بلاتے ہین یہ کہکر
حضرت گئین اور جناب امیرؑ کو بلا لائین جب نظر پیغمبر خداؐ کی حضرت امیرؑ پر
پڑی بہت خوش ہوے اور فرمایا ای علیؑ ہمارے پاس آؤ یہانتک کہ ہاتھ
پکڑکے اپنے پاس بٹھالا اور پھر بیہوش ہوگئے اِسی حال مین امام حسنؑ اور
امام حسینؑ نے بھی جب حضرت کو دیکھا تو وہ دونون شاہزادے واجداہ
وامحمداہ کی فریاد کرنیلگے اور اپنے تئین اونحضرت کے سینہ پر گرا دیا حضرت
امیرؑ نے چاہا کہ اونکو ہٹا دین کہ رسول خداؐ ہوش مین آئے فرمایا ای علیؑ

چھوڑ دو میرے ان دونون پھولونکو کہ مین انکی بو سونگھ لون اور یہ میری بو سونگھ لین مین انسے رخصت ہو لون یہ مجھ سے رخصت ہو لین کہ یہ سب بعد میرے مظلوم ہونگے اور یہ دونون شہید ہونگے خدا لعنت کرے اوسپر جو انپر ظلم کرے بعد اسکے جناب امیر المومنین کو اپنے پاس لحاف کے نیچے چھپا لیا اور منھ اپنا منھ پر اونحضرت کے رکھ دیا اور بروایت دیگر اپنا منھ کان پر رکھ دیا اور بہت سے اسرار الہٰی و علوم غیر متناہی تعلیم کیے یہانتک کہ حضرتؐ نے انتقال کیا اور جناب امیرؑ لحاف سے باہر آئے اور سبکو امر بصبر فرمایا اوسوقت اہل بیتؑ مین آواز رونے اور پیٹنے کی بلند تھی اور کچھ لوگ جو مؤمنین مخلصین تھے وہ بھی اس مصیبت مین شریک تھے ابن عباسؓ کہتے ہین کسی نے حضرت امیرؑ سے پوچھا کہ آپسے رسول خداؐ نے لحاف کے نیچے کیا باتین کین فرمایا حضرتؐ نے مجکو ہزار باب علم کے تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب ظاہر ہوتے ہین

سبیل چہارم امامت مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور نو مسلک ہین شعبہ تعریف امام مین امام وہ شخص ہے کہ جو منصوص من اللہ ہو اور مقتدا اور پیشوا سب کا کل امور دین اور دنیا مین ہو مثل پیغمبر کے بہ نیابت اوس پیغمبر کے نہ بر سبیل استقلال ؛

مسلک اول بیان مین وجوب نصب امام کے جاننا چاہیے

کہ نظر بحکمت و مصلحت خدا کو امام کا مقرر کرنا ضرور ہے کئی دلیلونسے اول یہ کہ جو دلیلین وجوب بعثت پیغمبر پر دلالت کرتی ہین جیسا ہم بحث نبوت میں مقام وجوب بعثت مین لکھ چکے ہین وہی دلیلین بعینہا یا مثل اونکے وجوب نصب

در امامت

در وجوب نصب امام

امام پر بھی دلالت کرتی ہین دوسرے یہ بات ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا جو واسطے
اداے رسالت اور تبلیغ احکام شریعت کے مبعوث ہوے تو کچھ مخصوص
اپنے ہی زمانہ تک کے واسطے مبعوث نہوے تھے بلکہ ہمیشہ کے واسطے نبی تھے
اور حکم اونکا قیامت تک باقی ہی اور وہ حضرت اسی مدت قلیل مین اپنی
امت کے واسطے ایک کتاب مجید بھی لائے کہ جسمین محکم و متشابہ مطلق و مقید
عام و خاص سب ہی کچھ ہین اور ایک شریعت تازہ مقرر کی جسمین ہر کام
کے آداب و سنن و احکام متعلق بامور دنیا و آخرت جیسے کھانا پینا طہارت
خانہ جانا مباشرت و معاشرت کرنا اور میراث و معاملات حدود و
تعزیرات نماز و روزہ و حج و زکوۃ و خمس و جہاد سب ہی کچھ بیان کیے
با این ہمہ اوسی زمانہ مین بہت سے لوگون نے (جو منافق تھے) ان احکام
کی تصدیق نہین کی حضرت رسولؐ برابر درپے انفاذ و اجراء ان احکام کے
رہے اور اپنے اوپر کیسی کیسی مشقت و رنج گوارا کیا پس کیونکر عقل اس
بات کو قبول کر سکتی ہی کہ ایسا شخص شفیق امت نواز اپنی امت کے
درمیان مین ایک کتاب مجمل و غامض جس سے بہت سے مطلب نکل سکین
ہر شخص اپنے طور پر اوسکا مطلب لگا سکے چھوڑ جائے اور کوئی اوسکا مفسر
اور اصل معنی بتانے والا مقرر نکر جائے بلکہ اسی طرح مہمل چھوڑ دے کہ
سب دریاے حیرت و ضلالت مین پڑے غوطے کھایا کرین اور خود ایکبارگی
سب امت سے ہاتھ اوٹھا لے اور کسیکو سرپرست اور شفیق اپنی پیاری
امت کے واسطے مقرر نکر جائے کہ وہ اون لوگونکی سرپرستی کیا کرے

اون احکام شریعت کا (جنکے اجرا مین پیغمبر نے کیسی کیسی شقت اوٹھائی) حافظ و نگہبان رہے مسائل حلال وحرام کو بیان کیا کرے جو امر مشکل اور معاملات دشوار درپیش ہون حل کیا کرے آور کل امت کی رائے پر (جسمین موافق ومنافق دیندار و دنیا دار فساق وفجار زاہد و ابرار سب تھے) چھوڑ دے کہ وہ لوگ بموجب اپنی خواہش کے جسکو چاہین خلیفہ بنالین اگرچہ وہ شخص جاہل محض ہو لکھنا پڑھنا کچھ نہ جانتا ہو مسائل حلال وحرام سے بھی واقف نہو بلکہ جب کوئی مسئلہ غامض پوچھے تو منہ دیکھکر رہجائے اور غیر لوگونسے پوچھ پوچھ کر جواب دیا کرے حاشا وکلا کبرت[له] کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا تیسرے یہ بات ظاہر ہے کہ جتنے انبیا گذرے ہین جبتک کہ وہ لوگ بحکم خدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر نہین کرتے تھے تب تک دنیا سے انتقال نہین کرتے تھے جیسے حضرت آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے اور نوحؑ کے وصی سام آور موسیٰؑ کے وصی یوشع آور سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا آور عیسیٰ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے وہکذا آپس یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمانؐ جو سب انبیا سے افضل واکمل تھے وہ برخلاف ان سبکے کسیکو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر نکر جائین آور یہ نکتہ بھی قابل غور کے ہے کہ جس نبی کا جو کوئی وصی ہوا وہ اوسکے عزیزوںین سے تھا نہ غیر کوئی فہمنا کذلك فتدبر چوتھے امامت مثل مرتبۂ نبوت ہے پس جبکہ امام کو لوگونکی رائے سے بنالینا جائز ہوگیا تو چاہیے کہ نبی کو بھی لوگ اپنے اختیار سے مقرر کرلیا کرین حالانکہ یہ باطل ہے اسیطرح امام کو بھی چاہیے کہ خدا کی جانب سے منصوص ہوا ور بحکم خدا پیشوائے خلائق اور ہادی امت ہو

مسلک دوم شرائط امام مین بحسب مشہور امام مین تین شرطین ہونی ضرور ہین پہلی یہ کہ امام کو چاہیے کہ سب باتونمین تمام امت سے افضل ہو مثل شجاعت وسخاوت ومروت وخلق ودیگر صفات کمالیہ خصوصًا علم کے ورنہ تفضیل مفضول وترجیح مرجوح لازم آئیگی اور یہ قبیح ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون آیا برابر ہوسکتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین اور وہ لوگ جو نہین جانتے پھر فرماتا ہے افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون آیا جو شخص کہ ہدایت کرتا ہے راہ حق کی طرف وہ سزاوار تر ہے اس بات کا کہ پیروی کیا جاوے یا وہ شخص جو خود راہِ ہدایت نہین پاتا ہے مگر یہ کہ ہدایت کیا جاے کیا ہوا ہے تم لوگونکو کیونکر حکم کرتے ہو اِس سے ثابت ہوا کہ عالم وہادی کے ہوتے ہوے شخص غیر عالم وغیر مہتدی کبھی ترجیح نہین دیا جاسکتا دوسری امام کو چاہیے کہ معصوم ہو اور یہ بات اجماعیات امامیہ سے ہے اور دلائل عقلی ونقلی کتاب وسنت سے اس بارے مین بہت ہین منجملہ دلائل عقلیہ کے یہ ہے کہ امام واسطے زجر اور روکنے خلائق کے افعال قبیحہ اور گناہون سے ہوتا ہے پس اگر معصوم نہو تو خود محتاج زاجر کا ہوگا اور اگر وہ زاجر بھی معصوم نہو تو وہ بھی محتاج ہوگا کسی دوسرے زاجر کا وہلم جرًا اور مصداق خود فضیحت دیگرے را نصیحت کے ہوگا اور قرآن سے آیۂ لا ینال عھدی الظالمین یعنے عہد امامت ظالمونکو نہین پہونچتا اسکا شاہد ہے کیونکہ ہر فاسق ظالم لنفسہ ہے پس سزاوار عہد امامت نہین ہوسکتا اور نیز آیۂ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہے یعنے اطاعت کرو تملوگ

خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اونکی جو صاحبانِ حکم تم لوگونمین ہون اس سے
بھی عصمت مفہوم ہوتی ہی کیونکہ اس سے اتحاد اطاعت خدا ورسول اور اولی الامر
ثابت ہوتا ہی اور اطاعت خدا ورسول اطاعت مطلقہ ہی پس اطاعت اولی الامر بھی
اطاعت مطلقہ ہوگی ورنہ اطلاق ایک لفظ کا ایک ہی مقام پر دو معنونمین لازم
آویگا اور یہ بالبداہتہ باطل ہی اور صاحب اطاعت مطلقہ ضرور ہی کہ معصوم ہو
ورنہ اطاعت فی المعصیۃ لازم آویگی ولا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق
اور بھی آیہ تطہیر برہان بین اوپر عصمت کے ہی اور احادیث مین سے ید ور الحق
مع علی حیث دار ہی یعنے حق علیؑ کے ساتھ پھرتا ہی جدھر وہ پھرتے ہین جیساکہ
صحاح اہل سنت مین ہی اور دوران حق ساتھ کیسکے بدون عصمت محال ہے
اسلیے کہ خطا و معصیت حق نہین ہوسکتے بالجملہ اکثر وہ دلائل جو عصمت انبیا پر قائم
ہوے ہین بعینہا عصمت ائمہ مین بھی جاری ہین فلا تغفل مگر اہل سنت نے
جب دیکھا کہ اس شرط کے لگانیسے تو بڑی مشکل پڑیگی ہمارے امام اور خلفاء ثلثہ
کی خلافت تو بالکل باطل ہوجائیگی اس سبب سے وہ معصوم ہونیکے قائل نہین
ہین کیونکہ اونکے خلفا زمانہ جاہلیت مین برابر بت پوجا کیے شراب پیا کیے ابوبکر
نے چالیس برس کے سن مین اسلام قبول کیا بلکہ انکے بیان ثابت ہی کہ امام سے
اگر فسق و فجور ظاہر ہو جیسے چوری زنا لواطہ وغیرہ تو بھی اوسکی خلافت نہین
جائیگی وہ شخص امام مفترض الطاعۃ باقی رہیگا جیساکہ عقائد نسفی مین ہی لا ینعزل
الامام بالفسق والجور یعنے امام سے اگر فسق اور ظلم ظہور مین آوے تو وہ
معزول نہوگا حالانکہ حق تعالٰے فرماتا ہی واما الذین فسقوا فما ویهم النار

(حاشیہ: ...عنہم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا...)

(حاشیہ: ص ۱۱۴ شرح عقائد چھاپہ لکھنؤ)

جو لوگ فاسق ہین اونکی جگہ جہنم ہی اُس سے معلوم ہوا کہ امام کو ضرور ہی کہ اول عمر سے آخر عمر تک گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک و پاکیزہ ہو اور معنی عصمت کے اور بعض دلائل اوسکے مبحث نبوت کے مسلک دوم مین بیان ہوے فلا نعیدہا ههنا مرة ثانية تیسری یہ کہ امام کو چاہیے کہ سید ہاشمی ہو اور مثل پیغمبر کے والا حسب عالی نسب ہو اور نیز اون عیوب سے جو باعث نفرت خلائق ہوں مبرا ہو جیسے جذام و برص و بدخلقی و بخل وغیرہ جیسا کہ مبحث نبوت مین بیان ہوا +

مسلک سوم طریقہ امام کے پہچاننے کا کئی طرح سے ہی ایک یہ کہ امام منصوص ہو یعنے رسول یا امام سابق لاحق کے واسطے نص کرجاے کہ یہ بعد ہمارے امام ہوگا جیسا کہ بارھوین امام مین پایا جاتا ہے دوسرے یہ کہ امام افضل ہوتا ہی سب صفات کمالیہ مین تمام امت سے تیسرے یہ کہ وقت ضرورت و مقابلہ کے اوس سے معجزہ ظاہر ہو جسطرح محمد بن حنفیہ اور امام زین العابدین علیہ السلام سے دربارۂ امامت کے گفتگو ہوئی اور دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا تو اوسنے محمد بن حنفیہ کا کچھ جواب نہ دیا اور امام زین العابدین کا جواب دیا اور کہا بیشک آپ امام ہین مگر جب اہل سنت نے دیکھا کہ یہ سب باتین تو ہمارے خلفا مین پائی نہین جاتین نہ تو کسیکو رسول نے ان ثلثہ مین سے اپنا خلیفہ مقرر کیا نہ کوئی انمین سے فی الواقع جمیع امت سے افضل ہی نہ کوئی معجزہ ان لوگونسے ظاہر ہوا اس سبب سے یہ لوگ اِن سب باتونکے امام مین پائے جانیکے قائل نہین ہین بلکہ کہتے ہین جسکو دس یا پانچ شخص ملکر خلیفہ بنا دین

طریق معرفت امام

وہی خلیفۂ رسول ہو جا ہے وہ شخص کیسا ہی ہو بلکہ اگر ابتدا ًایک شخص بھی کسیکو خلیفہ کرے تو وہ خلیفۂ رسول ہو جائیگا جسطرح سقیفۂ بنی ساعدہ مین عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا بس وہ کل عالم پر مفترض الطاعۃ ہوگئے

زینب خلافت جناب امیرؑ

مسلک چہارم اثبات امامت وخلافت حقہ قبلۂ دنیا ودین جناب امیرالمؤمنین مظہرالعجائب والغرائب علی بن ابیطالب علیہ السلام مین

واضح ہو کہ بڑا امر اہم دین اسلام مین اور مسئلہ معرکۃ الآرا اہل اسلام کا امر خلافت ہی سُنی کہتے ہین کہ خلیفۂ رسول بعد پیغمبر آخرالزمان کے ابوبکر بعد ازان عمر بعد ازان عثمان بعدہ حضرت علیؑ ہین اور شیعہ کہتے ہین ایسا نہین ہی بلکہ خلیفۂ رسول وافضل ترین خلائق بعد آنحضرتؐ کے بلافصل جناب امیر علیہ السلام ہین اور حضرت علیؑ کے ہوتے ہوے (جنکو پیغمبر خداؐ نے اکثر مقام مین کنایۃً وصراحۃً ہر طرح سے اپنا جانشین قرار دیا تھا) ان اصحاب ثلٰثہ کو کوئی عہدہ اور کسی قسم کا منصب خلیفۂ نبی کا نہین پہونچتا ہی خلاصہ مذہب شیعہ مین سیکڑون کتابین اس مطلب کے اثبات مین لکھی گئی ہین منجملہ اونکے ایک کتاب الفین ہی کہ جسمین دو ہزار دلیلین اس مطلب پر بیان ہوئی ہین لیکن ہم نظر باختصار اولاً اثبات خلافت حقہ جناب امیرؑ مین صرف ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث پر بموداے مالایدرک کلہ لایترک کلہ کے اکتفا کرتے ہین اور ثانیاً کچھ مطاعن خلفاء ثلٰثہ جس سے عدم لیاقت خلافت بلکہ نفاق وارتداد انکا ثابت ہوتا ہی بطور مشتے نمونہ از خروارے انھین کی کتابون سے لکھینگے کہ حق وباطل شخص منصف وعاقل پر صاف ظاہر ہو جائیگا ومن لایکفیہ الیسیر لایکفیہ الکثیر اور دشمنان انصاف

اور صاحبانِ اعتساف کے لیے تو بیانات شافیہ اور آیات بینات وافیہ خدا اور رسول بکار آمد نہین یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین نہ ایمان لانا ابوجہل اور ابولہب کا باوجود سمجھانے اور معجزات دکھانے جناب رسولخدا کے عبرت کے لیے کافی اور وافی ہی ٭

فہم سخن چون نکند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے

ھدایۃ جاننا چاہیے کہ مقام مناظرہ مین چند امور نکا خیال نہایت ضروری پہلا امر مناظر کو خواہ کتابۃً ہو خواہ شفاہاً چاہیے کہ طلب حق مقصود ہوا ور راہ استقامت سے باہر ہو کر جادۂ عصبیت پر قدم نرکھے مگر ہم حضرات اہلسنت وجماعت کو (خصوصًا اون لوگونکو جو شرح ملا پڑھکے چند حدیثین صحیح بخاری ومسلم کی یاد کر کے نیم ملا ہو گئے) دیکھتے ہین کہ چند رسالے جو تعصب سے بھرے ہوے ہین زبانِ اُردو مین تصنیف کر کے شائع کیے ہین اور اونمین وہ وہ تدلیس اور تلبیس اور عام فریبی بتاسی شاہصاحب کی ہی کہ بیان سے باہر ہی اگر احقاق حق مدنظر ہوتا تو ہرگز تدلیس اور تلبیس عمل مین نہ لاتے تحفہ اور اوسکے جوابات کے دیکھنے سے ہر سخن فہم جان سکتا ہی کہ شاہصاحب نے کسقدر مضامین خلاف واقع سے سخن سازیان فرمائی ہین خدا اسکی جزا اونکو دے وقد فعل اور یہ سب اہتمام سخن سازی نہ تھا مگر اسلیے کہ عوام کالانعام اور ضعفائے شیعہ اونکے دام فریب مین آجائین اور راہ استقامت کو چھوڑ کر سلوک مسالک ضلالت اختیار کرین استغفر اللہ

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ ایسے ہی لوگونکی نسبت مولوی روم نے کہا ہی ٭

دستور مناظرہ

اے بسا ابلیس آدم طلعت است	پس بہر دستے نباید داد دست

ص ۳۲۰ ج اول چھاپہ میرٹھ

دوسرا امر یہ ہی کہ مناظر کو چاہیے کہ حلیم ہو نہ یہ کہ بعض صحابہ کی طرح سے کما فی صحیح البخاری افظ و اغلظ ہو کیونکہ نفسانیت اور غیظ و غضب کو راہ دینے سے اصل مقصود فوت ہوجاتا ہی خدا فرماتا ہی ولوکنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک یعنے ای رسول اگر تو درشت اور تند مزاج ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے آور سیرت انبیا سے ظاہر ہوتا ہی کہ جب وعظ فرماتے تھے اور اثباتِ حق کرتے تھے تو کفار کسقدر غیظ و غضب مین آتے تھے اور درپے ایذا رسانی و آمادۂ قتل ہوتے تھے یہی حال ہم ان حضرات اہل سنت وجماعت کا دیکھتے ہین کہ جب شیعے وعظ کہتے ہین اور اثبات حق کرتے ہین یا احقاق حق مین کوئی کتاب لکھتے ہین تو یہ حضرات اوسکے جواب سے عاجز اکر بغیظ و غضب درپے ایذا رسانی و آمادۂ قتل ہوتے ہین اور اگر اسکا موقع ہاتھ نہ آیا تو بہ بیچارگی و زبونی واغوثاہ واغوثاہ پکارتے ہوے کچہری کی طرف دوڑتے ہین اگر مرد میدان ہوتے تو بزبان قلم جواب دیتے نہ یہ کہ جسٹر صاحب کو اپنا غوث الاعظم بناتے تیسرا امر جسکا لحاظ بہت ضرور ہی یہ ہی کہ مناظر کو چاہیے کہ جس امر کو ثابت کرے اپنے مخالف ہی کی کتاب سے اوسکا ثبوت دے کہ جسکو خود مخالف بھی تسلیم کرے نہ یہ کہ اپنی کتابونسے اپنے دعوے پر ثبوت لائے جسطرح سے اہل سنت فضائل ثلثہ کو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ سے ثابت کرتے ہین بھلا خصم اونکا اس بات کو کب مانیگا واضح رہے کہ غلامان حیدرؑ کرار و شیعیان اہل بیت اطہارؑ کبھی فضائل اہل بیتؑ اور نفاق و ارتداد

بعض صحابہ کو مقام مناظرہ میں اپنی کتابوں سے نہیں ثابت کرتے ہین بلکہ کتب مخالفین ہی سے اپنا اثبات حق کرتے ہین اور جاننا چاہیے کہ اختیار کرنا کسی مذہب اور دین کا بطور سرسری الظن و تخمین بغیر حصول علم و یقین جائز نہین ہی بلکہ چاہیے کہ جذبہ عصبیت کو دل سے دور کرے اور انصاف اور حق پسندی کو اختیار کرے اور بدلیل قطعی عقل و نقل متفق علیہ حقیت مذہب پہچانے نہ یہ کہ بمو داسے انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون کے مذہب آبائی پر چلا جاوے اسی سبب سے ہمکو ابتدا سے شوق کتب بینی مذہب فریقین رہا اس خیال سے کہ ان دونون مذہبون مین جو حق ہوگا اوسی کو اختیار کرینگے بعد سیر کتب فریقین کے ہمکو حقیت مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی بخوبی ثابت ہوئی اور یہ بات کما حقہ متحقق ہوئی کہ حق جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا نہ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کیونکہ جناب رسول خدا فرما چکے ہین الحق مع علی و علی مع الحق حق علیؑ کے ساتھ ہی اور علیؑ حق کے ساتھ ہین وھا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الودود۔ **دلیل اول** اثبات خلافت حقہ جناب امیرؑ مین آیہ تبلیغ ہی خدا وند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنے اے رسولؐ جو تمکو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہی اوسکو پہونچاؤ اور اگر ایسا نکروگے تو تمنے اوسکی رسالت ہی نہین پہونچائی اور کچھ خوف نکرو خدا تمہاری حفاظت کریگا تفسیر نیشاپوری تفسیر ثعلبی تفسیر درمنثور سیوطی تفسیر اسباب النزول واحدی تفسیر ابن مردویہ

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ثعلبی کہ یہ سب تفاسیر معتبرہ اہلسنت سے ہین اور شاہ عبد العزیز دہلوی اور اونکے شاگرد رشید رشید الدین خان اور صاحب منتہی الکلام نے ان تفاسیر کے مشہور و معتبرہ ہونیکا جابجا اقرار کیا ہی آن تفسیر ونمین تفاسیر منقول ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی علی بن ابیطالبؑ کے بارہمین روز غدیر خم پس حکم ہوا خدا کا پیغمبر کو کہ دربارۂ علیؑ کے تبلیغ رسالت کرو پس رسول خداؐ نے ہاتھ علیؑ کا پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ جسکا مین مولے و آقا ہون علیؑ اوسکے مولیٰ و آقا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے آور قریب اسی مضمون کے بہت سی کتب معتبرۂ اہلسنت مین بھی موجود ہی جیسے کتاب مودۃ القربیٰ کتاب فصول مہمہ کتاب توضیح الدلائل کتاب مفتاح النجا کتاب مطالب السئول کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری وغیرہا آور تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین ہی کہ ابن عباسؓ اور براء بن عازب کہ یہ دونون صحابی جلیل القدر ہین اور اہل بیت طاہرینؑ سے امام محمد باقر علیہ السلام یقیناً اور حتماً وجزماً اسکے قائل ہین کہ یہ آیۂ وافی ہدایہ دربارۂ تبلیغ حکم ولایت اور فضیلت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے نازل ہوا بلکہ تفسیر ابن مردویہ مین جسکو شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین بہت معتبر کہا ہی منقول ہی کہ زمانۂ رسول خداؐ مین تلاوت اس آیت کی یون تھی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے ای رسول پہونچاؤ اوس حکم کو

جو نازل ہوا ہی تمھارے پروردگار کی جانب سے کہ علیؑ آقا و سردار مومنونکے ہین اگر اس حکم کو نہ پہونچایا تو خدا کی پیغمبری تمنے ادا نہین کی اب ہم تفصل ماجرائے غدیر انھین کے محدثین اور علما کی کتابونسے لکھتے ہین مشکوٰۃ شریف مین زید بن ارقم سے روایت ہےان رسول اللہ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علیؑ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئاً لک یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولیٰ کل مؤمن ومؤمنۃ یعنے جب رسول خداؐ غدیر خم مین آئے تو ہاتھ علیؑ کا پکڑکر فرمایا آیا تم لوگ نہین جانتے کہ مین سب مومنین کے لیے اونکے نفسونسے اولی بتصرف ہون (یعنے اونکا مالک اور صاحب اختیار و سردار ہون) سبنے بالاتفاق کہا ہان آپ ایسے ہی ہین پھر حضرتؐ نے تاکیداً فرمایا تم لوگ نہین جانتے کہ مین ہر مومن کے لیے اوسکے نفس سے بہتر ہون (اوسکے امور دینی اور دنیوی مین) سبنے کہا البتہ آپ ایسے ہی ہین تب حضرتؐ نے فرمایا بارخدایا جسکا مین ہون مولے وآقا ہون علیؑ بھی اوسکا مولے وآقا ہے خدا وندا دوست رکھ اوسکو جو علیکو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے بعد اسکے عمر نے جناب امیر علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا مبارک ہو آپکو اے ابن ابیطالب صبح کی آپنے اور شام کی آپنے درانحالیکہ مولا ہوے ہر مومن اور مومنہ کے

عبارت مشکوٰۃ
ص ۵۵۷ چھاپۂ دہلی

ص ۶۱۶ چھاپہ دہلی
ص ۵۳۵ ج اول چھاپہ لکھنؤ

اور صحیح ترمذی مین ہی کہ رسول خداؐ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی در اثناے مراجعت
چون بمنزل غدیر خم کہ از نواحی جحفہ است رسید نماز پیشین را در اول وقت
گذارد و بعد از ان روبسوے یاران کرد و فرمود الست اولی بالمؤمنین
من انفسہم آیا نیستم من اولے بمؤمنان از نفسہاے ایشان و در روایتے آنکہ
فرمود گویا مرا بعالم بقا خوانند و من اجابت نمودم بدانید کہ من در میان
شما دو امر عظیم میگزارم و یکے از دیگرے بزرگ تر است قرآن و اہل بیتؑ
پہ ببنید و احتیاط کنید بعد از من کہ بآن دو امر چگونہ سلوک خواہید نمود و رعایت
حقوق آنہا بچہ کیفیت خواہید کرد و آن دو امر از یکدیگر ہرگز جدا نخواہند شد
تا لب حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود بدرستیکہ خداے تعالے مولاے من است
و من مولاے جمیع مؤمنانم و بعد از ان دست علیؑ را بگرفت و فرمود
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ حیث کان
خلاصہ ان سب مراتب کے بعد حسان بن ثابت نے پیغمبر خداؐ سے
اجازت لیکر اس بارہ مین اشعار دلچسپ کہے ہین کہ جس سے خلیفہ بلا فصل
ہونا جناب امیرؑ کا بخوبی سمجھا جاتا ہی اور ان اشعار کو حسان کے بہت سے
علماے اہل سنت نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہی اونمین سے ہم فقط ایک ہی
شعر پر اکتفا کرتے ہین ؎

فقال لہ قم یا علی فاننی		رضیتک من بعدی اماما وہادیا

یعنے پیغمبر خدا آنے غدیر خم مین فرمایا ای علیؑ اوٹھ کھڑے ہو کہ مین راضی ہوا کہ تم میرے بعد امام اور ہادی انام ہو مؤمنین ذرا انصاف سے دیکھو اور پردۂ غفلت کو آنکھونسے اوٹھا دو اور تعصب و نفسانیت کو راہ ندو اب اس سے بڑھکر کونسی بات ہوگی جو خلافت علیؑ پر دلالت کرتی ہو خیال کرو اوّلاً خدا کو علم تھا کہ اب رسولؐ ہمارے دو مہینے کے مہمانؐ ہین اور آیندہ لوگونپر حجت خدا باقی رہی جاتی ہے اور اسوقت جو لوگ ہر اطراف و دیار کے حج کے واسطے جمع ہوے ہین (اور بروایت ثقات مؤرخین[له] اہل سنت ایک لاکھ سے زیادہ تھے) متفرق ہو جائینگے اور ایسا مجمع مدینہ مین پھر نہوگا تو یہ خلیفہ کرنا پیغمبر کا تمام اطراف مین اِس دو مہینے مین مشتہر بھی نہوگا کیونکہ اوس زمانہ مین نہ تار برقی تھی نہ اخبار چھپتا تھا اور بعد رسولؐ کے اگر خبر معلوم بھی ہوگی تو بہت لوگونکو اوسکی تصدیق مین شک رہجائیگا اور پیغمبرؐ کے سامنے یہ خبر مشہور ہونیسے جسکو شبہ ہوگا پوچھ لیگا جیسا کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور بہت سے علمائے اہل سنت نے اپنی کتابون مین حارث بن نعمان کی

حکایت حارث بن نعمان فہری

حکایت لکھی ہے لما کان رسول اللهؐ بغدیر خم نادی الناس فجتمعوا فاخذ بید علے بن ابیطالبؑ فقال من کنت مولاہ فعلے مولاہ فشاع ذلك وطار فی البلاد فبلغ ذلك الحارث بن النعمان الفہری فاتی رسول اللهؐ علے ناقۃ حتے اتی الابطح[ع] فنزل عن ناقتہ فاناخہا وعقلہا ثم اتی النبیؐ وهو فی ملاء من اصحابہ فقال یا محمد امرتنا عن الله ان نشہد ان لا الہ الا الله وانك رسول الله فقبلناہ منك

[له] [illegible] روایات [illegible] از تواریخ و اسناد [illegible] یک لکھ بیس ہزار یا چہل ہزار یا ہفتاد ہزار و در حجۃ الوداع زیادہ از صد ہزار از ملازم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند ۱۲ روضۃ الاحباب ص ۱۱ جلد دوم [illegible]

[ع] فی القاموس البطحاء والابطح [illegible] مسیل واسع فیہ دقاق الحصی [illegible] والابطح فی المدینۃ [illegible] وادی العقیق کما فی [illegible] ۱۲ منہ

وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناه منك وامرتنا بالزکوٰة فقبلناه وامرتنا ان نصوم
شهر رمضان فقبلناه وامرتنا بالحج فقبلناه ثم لم ترض بهذا حتی
رفعت بضبعی ابن عمك ففضلته علینا وقلت من کنت مولاه
فعلی مولاه اهذا شئ منك ام من الله فقال ع والذی لا اله الا هو
ان هذا من الله فولی الحارث بن النعمان یرید راحلته وهو یقول
اللهم ان کان ما قال محمد حقا فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا
بعذاب الیم فما وصل الیها حتی رماه الله بحجر فسقط علی هامته
وخرج من دبره فقتله وانزل الله عز وجل سأل سائل بعذاب واقع
للکافرین لیس له دافع یعنے جب رسول خدا ص غدیر خم مین پہونچے اور
لوگونکو جمع کیا اور ہاتھ علیؑ کا پکڑکر فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه تو یہ بات
بسبب متفرق ہونے لوگونکے تمام بلاد مین مشہور ہوئی یعنے پیغمبر نے علی کو اپنا خلیفہ
اور جانشین کیا ہی یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو بھی پہونچی یہ سنکر وہ اونٹ پر
سوار ہوکر مدینہ مین پیغمبر خدا ص کے پاس آیا اور اونٹ سے اوترکر اوسکو باندھ
دیا بعد اسکے حضرت کے پاس آکر بیٹھا اور اوسوقت رسول خدا ص کے پاس
بہت سے اصحاب بیٹھے تھے کہنے لگا ای محمد ص آپنے حکم کیا کہ کلمہ پڑھو اور شہادت
دو کہ خدا ایک ہی اور آپ اوسکے رسول ہین ہم لوگون نے قبول کیا آپنے
حکم کیا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اسکو بھی قبول کیا آپنے حکم کیا کہ زکوٰة
دو یہ بھی قبول کیا آپنے حکم کیا کہ تمام مہینا رمضان کا روزہ رکھو یہ بھی ہمنے
مان لیا آپنے حکم کیا کہ حج خانۂ کعبہ کرو اسکو بھی ہم لوگونے منظور کیا اتنی باتو پر آپ

راضی نہوے یہانتک کہ اپنے بھائی کے بازو اوٹھاکر اونکو خلیفہ کیا اور ہم سب لوگوپر اونکو فضیلت دی اور کہا جسکا مین مولی ہون اوسکا علیؑ مولا ہے یہ بات آپکی طرف سے تھی یا خدا کی طرف سے حضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اوس خدا کی جو وحدہ لاشریک ہے یہ بات خدا ہی کی جانب سے تھی یہ سنکر حارث اپنی سواری کی طرف یہ کہتا ہوا چلا خداوندا اگر یہ بات جو محمدؐ نے کہی ہے سچ ہے تو تو اوس شخص پر آسمان سے پتھر برسایا عذاب دردناک نازل کر آوی کہتا ہے وہ اپنی سواری تک نہ پہونچا تھا کہ خدا نے ایک پتھر اوسکے سر پر گرایا کہ نیچے سے نکل گیا اور واصل جہنم ہوا اوسوقت خدا نے یہ آیت نازل کی سأل سائل الآیۃ یعنے سوال کیا ایک سائل نے اوس عذاب کا جو کافرونکے واسطے ہے کہ اوسکو کوئی دفع نہین کرسکتا ہے بہرکیف اِسمین وجہونسے پروردگار عالم نے چاہا کہ خلائق پر اپنی حجت بوجہ اکمل تمام کرے تاکہ قیامت مین جب خدا پوچھے کہ تمنے علیؑ کا ساتھ کیون چھوڑا اور ثلاثہ کا ساتھ کیون دیا تو اوسپر یہ الزام عائد ہوکہ لوگ کہین خداوندا تو نے اپنے رسولؐ کو کیون حکم نہین دیا کہ وہ اپنا خلیفہ کسیکو کرجاتے اسی سبب سے بعد وفات تیرے نبیؐ کی ہم لوگ اونکے کفن ودفن مین بھی شریک نہوے اور کمیٹی کرکے جہان پر شورہ باطل ہوا کرتا تھا بعد جھگڑے اور تکرار کے اپنی رائے سے ایک شخص بڈھا دیکھکر خلیفہ بنا کر تخت پر بٹھا دیا اگرچہ اِس رائے مین بنی ہاشم اور علیؑ شریک نہ تھے ثانیاً حق تعالی نے اپنے رسول سے کسقدر تاکید کی تبلیغ رسالت مین (جو دربارہ خلیفہ کرنے علیؑ کے تھی) فرمایا اے رسول اگر ایسا نکروگے اور اس حکم خاص کو نہ پہونچاؤگے یعنے علیؑ کو

خلیفہ نہ مقرر کروگے تو تمنے گویا ہماری کوئی رسالت ہی نہ پہونچائی ہوگی ثالثاً رسول خداؐ کو بسبب نازل ہونے آیۂ تبلیغ کے (جو نص صریح موکد بتاکید اکید ہے خلیفہ کرنے پر علیؑ کے) ایک قسم کا خوف منافقوں کی جانب سے تھا کہ یہ لوگ علیؑ سے تو عداوت اور حسد رکھتے ہی ہین مبادا کہین بلوا کرین اس سبب سے خدا سے عرض کی خداوندا مین اس امر عظیم کی کیونکر تبلیغ کرون مجھے خوف ہے کہ یہ لوگ میری تکذیب کرین اور فساد کرین مین تجھ سے امیدوار ہون کہ مجکو انکے شر سے بچا اور میری حفاظت کر پس واسطے تسکین رسولؐ کے خدا نے یہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس تم خوف نکرو تمکو ان لوگونسے کچھ ضرر نہ پہونچیگا خدا تمہاری حفاظت کریگا رابعاً اب اہتمام رسول خداؐ کو خیال کرو کہ اس شدت گرمی مین کہ تپش اور زمین کے دہکنے کی وجہ سے بعض لوگ اپنی چادر تلوونکے نیچے بلکہ لپیٹتے تھے جیسا کہ مورخین نے لکھا ہے کسقدر اہتمام کیا اولاً لوگونکو جمع کیا اور منبر نہین تھا لہٰذا بالانہاے شتر کا منبر بنایا اور ہاتھ بھی علیؑ کا پکڑا اور بلند کیا کہ سب دیکھ لین کسیکو شبہہ باقی نرہے ایسا نہو کہ اپنے گھرونپر پہونچکر کہین کیا معلوم انھون نے کس علیکو خلیفہ کہا تھا اوس مجمع مین اس نام کے بہت سے لوگ تھے خامساً جب انحضرتؐ نے سب لوگونسے اپنے بہتر اور اولے بتصرف ہونیکا ساتھ قول اپنے الست اولی بکم من انفسکم کے اقرار لے لیا تو ساتھ ... کے فرمایا جسکا مین مولے ہون اوسکے علیؑ مولے ہین ... سے صاف ظاہر ہوا کہ جسطرح نبیؐ کو امور مسلمین مین ... اوسی طرح علیؑ کو بھی ہر طرح کا اختیار تھا اور جسطرح نبی سبکے

مالک اور مختار تھے اوسی طرح علیؑ بھی سب لوگونکے مالک و مختار تھے سا و سا
واسطے ترغیب لوگونکے کہ طرف علیؑ کے رجوع کرین اور اس استخلاف کو
امر سہل سمجھکر بھول نہ جائین پیغمبر خداؐ نے علیؑ کے دوستونکے واسطے دعا اور
دشمنونکے واسطے بد دعا کی خلاصہ ان سب باتونسے بعلم الیقین خلیفہ بلافصل ہونا
جناب امیرؑ کا سمجھا جاتا ہے مگر افسوس حضرات اہلسنت مدارج نفس رسولؐ کو
بھولے اور اونسے ہاتھ اوٹھایا اور مے محبت ابوبکری مین بمقتضائے و
اشربوا فی قلوبہم العجل ایسے سرشار ہوے کہ حبک الشیٔ یعمی و یصم کی
مصداق ہوگئے اور زمام انصاف کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا بھلا کوئی عاقل
تجویز کر سکتا ہی کہ جسکے واسطے یہ سب اہتمام منجانب خدا و ندجبار اور رسول مختارؐ
ہون وہ تو خلیفہ نہو بلکہ اوسکو خبر تک نکرین اور اوس سے رائے تک نہ پوچھیں
اور غیر لوگ کمیٹی کرکے خلیفہ رسول ہو جائین ع این خلافت نشد ظرافت
شد ✽ الحاصل جب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو علے رؤس الاشہاد اپنا
خلیفہ اور جانشین کر دیا تو باتفاق ناگہانی خلیفہ ثانی بلکہ وہ صاحب بھی
جنکے یہ [illegible]ت بانی مبانی تھے جناب امیرؑ کے پاس پہونچ گئے اور دیکھکر کہنے لگے
بخ بخ لک یا بن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنۃ
جیسا کہ ابن مغازلی شافعی نے [illegible] مناقب مین وغیرہ نے فی غیرہ لکھا ہی
اور بنا بر روایت مشکوۃ و علامۂ نیشاپور ہنیئا لک یا بن ابیطالب
واقع ہی یعنے مبارک ہو مبارک ہو آپکو اے ابن ابیطالب کہ آج سے آپ
ہمارے مولے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے مولے ہوے اور معاد النبوۃ اور

ص ۱۴۳ جلد دوم چھاپہ بمبئی

روضۃ الصفا و حبیب السیر مین لکھا ہی کہ بعد ان سب مراتب کے جناب امیر المؤمنین
اپنے خیمہ مین آکر بیٹھے پس لوگ خیمہ مین آآکر مبارکباد دیتے تھے بعد ان لوگونکے
ازواج نبی نے بھی پیغمبر خدا سے اجازت لیکر خیمۂ جناب امیرؑ مین آکر مبارکباد دی
اور منجملہ ان اصحاب کے عمر نے بھی مبارکباد دی مگر بڑے افسوس کی بات ہی
کہ خلافت مآب نے اس اپنے قول کو روز سقیفہ بھلا دیا اور نسیًا منسیا کردیا جس
روز سب مہاجر و انصار مین جھگڑا ہوتا تھا ایک کہتا تھا ہم مین سے امیر ہو دوسرا
کہتا تھا نہین ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا تھا یہ سب جانے دو آؤ ہم تم دونون
صلح کرلین کسلیے لڑین جھگڑین ایک امیر ہم مین سے ہو اور ایک تم لوگون سے ہو پھر
کوئی کہتا تھا ایسا نہین ہوگا بلکہ ہم مین سے ایک امیر ہو اور تم مین سے ایک
وزیر ہو جیسا کہ صحیح بخاری مین ماجرائے روز سقیفہ مین بالتفصیل مذکور ہے
آخر خلیفۂ ثانی نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور کہا آؤ ہم تمسے بیعت کرین کہ تم سب مین
بڈھے ہو آؤ بس روز غم نے یہ نہ کہا کہ تم لوگ کیون جھگڑتے ہو علیؑ تو موجود ہین
جنکو پیغمبر نے ہمپر اور تم سب پر خلیفہ کیا ہی اور ہم مبارکباد بھی دیچکے ہین ہماری
مبارکباد لغو ہو جائیگی مگر وہان تو یہ خیال تھا کہ اگر ہم علی کو خلیفہ کر دینگے تو
وہ کب ہمارے کہنے مین رہینگے اور اگر ہم خود خلیفہ ہو جائین تو لوگ نفسانیت
اور خواہش دنیا کی طرف نسبت دیکر چین سے رہنے نہ دینگے آؤ ابوبکر کو
خلیفہ بنا دین اول تو یہ ہمارے کہنے سے باہر نہین ہونگے دوسرے یہ بڈھے
مہمان چندروزہ ہین دو تین برس مین تمام ہو جائینگے پھر تو سوائے ہمارے
اور کون ہو سکتا ہی اگر ابوبکر ہمارے واسطے وصیت نکرینگے تو ہم خود االزام

سیر مہاجرین و انصار روز سقیفہ

دینگے کہ اگر ہم تمھارا ہاتھ نہ پکڑتے اور دستگیری نکرتے تو تم کبھی خلیفہ ہوتے
اب تم ہمکو کیون محروم کیے جاتے ہو یہی سب خیال کر کے عمر نے ابو بکر کو
خلیفہ بنایا بہرحال روز غدیر خم جب یہ سب مراتب طی ہو چکے اور علیؑ کو
حضرت رسولؐ اپنا خلیفہ بنا چکے اور ابھی لوگ متفرق نہین ہوے تھے
کہ (بروایت اخطب خوارزم و بنا بر روایت ابن مغازلی فی کتابہٖ المناقب
لعلی بن ابیطالبؑ و بنا بر روایت ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم وغیرہ) یہ
آیہ نازل ہوا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت
لکم الاسلام دینا یعنے آجکے روز تم لوگونکے واسطے مین نے دین کو کامل
کر دیا اور اپنی نعمت کو تمھارے اوپر تمام اور پورا کر دیا (بسبب آقائی اور
سرداری امیر المومنینؑ کے) اور راضی ہوا مین اور پسند کیا مین نے تم لوگونسے
دین اسلام کو بعد اسکے رسول خداؐ نے یہ خطبہ پڑھا اللہ اکبر اللہ اکبر علے
اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضی الرب برسالتی والولایۃ لعلے
ابن ابیطالبؑ بعدی یعنے شکر کرتے ہین ہم خدا کا اور وہ سب سے بڑا ہی
کہ ہمارے دین کو اوسنے کامل کیا اور نعمت کو اپنی تمام کیا اور ہماری رسالت
سے راضی ہوا اور اس بات سے کہ علی کو بعد میرے ولایت ہوئی خوش ہوا
اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تبلیغ نہین تھی مگر واسطے کسی امر جلیل و عظیم کے جسکے سبب
دین خدا کامل ہوا اور اللہ نے اپنی نعمت کو پورا کیا اور وہ نہین ہے مگر امامت
و خلافت جناب امیر المومنین علیہ السلام کے لیے اور پیغمبر خداؐ نے تو خطبہ مین
تصریح فرما دیا والولایۃ لعلی بن ابیطالبؑ بعدی یعنے ولایت

نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم

و امامت سے علی بن ابیطالب ؑ کی جو بعد میرے اونکو ہوئی ہی خدا خوش ہوا
خلاصہ خدانے خلائق پر اوس روز اپنی حجت تمام کر دی اور دین نبی کو ناقص
اور مہمل نہین چھوڑا بلکہ کامل کر دیا اب اگر بعد اسکے بسبب ہوا و ہوس نفسانی اور
اغواے شیطانی یہ لوگ حجت خدا کو بھلا دین تو خدا پر الزام نہین آسکتا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	

بحث در تواتر حدیث غدیر

واضح ہو کہ حدیث غدیر خم بہت مشہور اور متواتر ہی کہ کوئی صاحب دیانت
انکار نہین کر سکتا ہمنے بنظر اختصار دو تین راویون سے لکھا ہی والا راوی
اس حدیث کے سیکڑون ہین چنانچہ ابن مغازلی نے کتاب مناقب مین
لکھا ہی کہ حدیث غدیر خم کو قریب سو صحابیون نے روایت کیا ہی کہ اونمین سے
عشرۂ مبشرہ بھی ہین اور وہ حدیث ایسی ہی کہ ثابت ہی اور کوئی علت و نقص
ہم اوسمین نہین دیکھتے ہین اور علی ؑ اس فضیلت مین متفرد ہین اور کوئی
اونکا شریک نہین ہی

انکار اہلسنت از تواتر حدیث غدیر

تنبیہ اس مقام پر اکثر اہل سنت نے جب دیکھا کہ اس حدیث سے تو
بڑی قباحت لازم آتی ہی سارا کھیل مٹا جاتا ہی بالکل حل اجماع سقیفہ کہ
انعقاد اوسکا کبھی بوجہ شرعی نہ تھا ساقط ہوا جاتا ہی ساری خلافت
خلفائے ثلاثہ کی درہم و برہم ہوئی جاتی ہی تو اس حدیث مین نقص لگانے
لگے اور آفتاب پر خاک ڈالنے لگے پہلے تو کہا کہ یہ حدیث متواتر نہین ہے
حالانکہ ہمنے اوپر بیان کیا کہ اس حدیث کو سو صحابیونسے زیادہ نے
روایت کیا ہی اگر اون سب روایتونکو ہم لکھین تو ایک بڑی مجلد کتاب

اِسی مین ہو جائے چنانچہ ابن عقدہ نے ایک کتاب مخصوص اس حدیث غدیر مین
لکھی ہے اور شیخ ابن کثیر شامی شافعی نے اپنی تاریخ مین محمد بن جریر طبری کے
حال مین لکھا ہے کہ وہ ابو المعالی جوینی شیخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین کہ وہ
تعجب کرتے تھے کہ مین نے بغداد مین ایک جلد کتاب صحاف کے بیان دیکھی
اوسکی پشت پر لکھا تھا یہ اٹھائیسوین جلد ہے حدیث غدیر خم کی ایسی حدیث
کو غیر متواتر کہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے بعض مقامات مین یعنے روایت
صلوٰۃ ابو بکر کو جسکو آٹھ صحابہ نے روایت کیا ہے انکے علمانے اوسکو متواتر
کہا ہے بلکہ ایک حدیث کو چار ہی صحابہ نے روایت کیا ہے اوسکو بھی متواتر کہا ہے
پس تعجب ہے کہ سو صحابی کی روایت تو متواتر نہوا ور آٹھ اور چار کی متواتر
ہو جائے بجز تعصب وعناد اور بغض ولداد کے اور کس امر پر محمول ہو دیگر
یہ اعتراض کرینگے کہ ہمنے مانا کہ یہ حدیث صحیح بھی ہو تو کہین مولی کے معنے
اولی کے نہین آئے ہین بلکہ یہان دوست کے معنے مراد ہین یعنے حضرت نے
فرمایا جسکا مین دوست ہون اوسکے علی دوست ہین سبحان اللہ کشتی نجات سے
تخلف کر کے دریائے محبت ثلثہ مین ایسے غرق ہوے کہ ناقہ عشوا کیطرح
ہاتھ پانؤن مارنے لگے اور حدیث غدیر خم مین جو قامع بنا ر خلافت ثلثہ ہے
تاویلات بارده کرنے لگے یہ کیا حق پوشی اور ناحق کوشی ہے ذرا انصاف سے
دیکھو کہ خداوند جبار کا تاکید کرنا اور رسول مختارؐ کا اوس دھوپ مین
لوگونکو جمع کرنا یہانتک کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے اونکو پھیر بلایا اور جو لوگ
پیچھے رہگئے تھے اونکا انتظار کیا تا اینکہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جمع ہوے

یعنے یہ عبارت کہ من نص ... العلماء الناس من ... من طرق من کنت مولاہ فعلی مولاہ ... انکار اہلسنت از ادعان ... ہوئے یعنے اوسے

کیا یہ سب اہتمام فقط اسی واسطے تھا کہ حضرت کہین جسکا مین دوست ہون اوسکے علیؑ دوست ہین اور حضرت عمر اور سب اصحاب اور امہات مؤمنین اسی کی مبارکباد دین کہ آج سے آپ ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے دوست ہوے یعنے ابتک تو آپ سب مسلمانونکے پورے دشمن تھے آج سے سبکے دوست ہوگئے اِس بات مین علیؑ کو مبارکباد دینی تھی بلکہ سب مسلمانونکو مبارکباد دینی تھی کہ علیؑ ایسا شخص جو ہمیشہ تمھارا دشمن تھا وہ آج سے دوست ہوگیا حاشا وکلّا ایسا نہین ہی بلکہ خدا کا تبلیغ رسالت مین تاکید کرنا اور پہلے حضرت کا یہ کہنا کہ مین تم لوگونکی جانونسے اولے نہین ہون اور سب لوگونکا اقرار کرنا کہ ہان آپ ہم سبکے نفسونسے اولی ہین بعد اسکے فوراً حضرت کا فرمانا پس جان رکھو کہ جسکا مین مولی ہون اوسکے علی مولی ہین اور بعد اسکے عمر کا بلکہ سب لوگونکا مبارکباد دینا کہ آج سے آپ ہمارے اور سب مؤمن اور سب مؤمنہ کے مولے ہوے اِن سب باتونسے صاف ظاہر ہی کہ مولی بمعنی اولی بلکہ اولی بتصرف کے ہین کیونکہ اولویت کے ساتھ کوئی قید نہین ہی اور جو مقید نہین ہوا تو محمول علے العام ہوگا اور جب محمول علے العام ہوا تو تصرف بھی اوسمین داخل ہوگا فثبت المطلوب آور دوستی مین ایک کی ساتھ دوسرے کے کیا فخر ہی ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا دوست ہوتا ہی حق تعالےٰ فرماتا ہے و المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض یعنے مؤمنین اور مؤمنات بعض اونکے دوست ہین بعض کے اب ہم مولی کو بمعنے اولی بتصرف کے انھین کتابونسے بلکہ صحیح مسلم سے بلکہ صحیح بخاری سے جسکو یہ لوگ بعد کتاب باری سمجھتے ہین ثابت کرتے ہین اور ان لوگونکے اعتقادات واہیہ کو ہباءً منثورا کر دیتے ہین

ثبوت مولی بمعنی اولی از صحیح بخاری

صحیح بخاری مین ہی عن ابی ھریرۃ ان النبی صلعم قال ما من مومن الّا وانا اولی به فی الدنیا والاخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولی بالمومنین من انفسھم فایما مومن مات وترك مالا فلیرثه عصبته من کان ومن ترك دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ یعنے ابو ہریرہ سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کوئی مومن نہین ہی مگر یہ کہ مین اولے ہون ساتہہ اوسکے دنیا اور آخرت مین اگر تمکو شک ہو تو اس آیت کو پڑھ لو النبی اولی بالمومنین من انفسھم پس جو مومن مرے اور کچہ مال چھوڑے چاہیے کہ اوسکا قرابتدار وارث ہو جو کوئی ہوا اور اگر دین چھوڑے یا اہل و عیال محتاج کو چھوڑے پس چاہیے کہ وہ میرے پاس آوے کہ مین اوسکا مولے ہون قسطلانی نے ارشاد الساری مین وانا مولاہ کی تفسیر مین لکھا ہی ای ولی المیت اتولّے عنه امورہ اس سے ظاہر ہوا کہ مراد مولی سے ولی بمعنے متولی امور کے ہی اور جو شخص متولی امور کسیکا ہوگا تو بیشک اولی بتصرف اوسکے امور مین ہوگا اور سیاق و سباق حدیث سے (کہ پیغمبر خدا صلعم نے پہلے تو اپنا اولی ہونا بیان فرمایا اور اوسپر آیت قرآنی سے استدلال کیا بعد اسکے فرمایا جو شخص چھوڑے دین یا اہل و عیال محتاج کو اوسکو چاہیے میرے پاس آوے کہ مین اوسکا مولے ہون) صاف ظاہر ہی کہ مولی بمعنے اولی بلکہ اولی بتصرف کے ہی اور تفسیر بیضاوی مین اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہی ماویکم النار ھی مولیکم ھی اولی بکم کقول لبید ؎

فغدت کلا الفرجین تحسب انه
مولی المخافة خلفھا وامامھا

ص ۳۲۳ کتاب الاستقراض ج اول چھاپہ میرٹھ

ص ۳۴۸ چھاپہ دہلی

دیکھو یہان موے کے معنے اولے کے مفسرین نے مراد لیے ہین اور اوسپر قول ہے
لبید کے استدلال کیا ہی اور عبدالرحیم نے اِس شعر کی شرح مین لکھا ہی الفرج
موضع المخافة واراد بالمولے الاولے اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہے
قد تکرر ذکر المولی فی الحدیث وھو اسم یقع علے جماعة کثیرة فھو الرب
والمالك والسید یعنے ذکر مولی کا حدیث مین اکثر آیا ہی اور اوسکے معنے
بہت ہین یعنے پرورش کنندہ اور مالک اور سردار کے اور بھی بہت سے لوگون نے
موے کے معنے مالک اور سردار کے لکھے ہین اِس سے ثابت ہوا کہ مولی کے معنی
اولی بتصرف اور متولی امور اور مالک اور سردار کے سب ہین والحمد للہ علے
ذلك پس خیال کرو کہ جو شخص بقرہ ہو وہ رسول خدا سب لوگونین بہتر اور اولے
بتصرف اور مالک اور سردار اور متولی امور مسلمین ہو وہ کیونکر بعد نبی خلیفہ
بلافصل نہین ہو سکتا ہی حالانکہ خود جناب امیر وقت استشہاد منبر رسول پر
جاکر اپنی خلافت پر اِس حدیث غدیر کو دلیل لائے ہین اور لوگونسے قسم دیکر
اِس حدیث کو پوچھا ہی پس بارہ شخص اوٹھے اور گواہی دی کہ یہ حدیث سچ ہی
مگر انس نے گواہی نہ دی حضرت نے اوسکے حق مین بد دعا کی کہ سفیدی درمیان
دونون ابرو کے اوسکے ظاہر ہوئی کہ کسی طرح چھپ نہین سکتی تھی اور اِس
حدیث کو ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین اور جامی نے شواہد النبوة مین اور ابن مغازلی
نے کتاب مناقب مین اور جمال الدین عطاء اللہ شیرازی نے کتاب اربعین
مین لکھا ہی اور زید بن ارقم نے بھی بروایت شواہد النبوة اور برار بن عازب نے
بروایت اربعین گواہی نہین دی حضرت کی بد دعا سے وہ دونون اندھے

ہوگئے اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ جناب امیر المومنین بعد رسول خداؐ کے
خلیفہ بلا فصل تھے اور انکے ہوتے ہوے کوئی منصب ثلثہ کو خلیفہ ہونیکا نہ تھا
خصوصًا اوس صورت مین کہ خود عمر نے بلکہ ابوبکر نے بھی بروایت کتاب صواعق
وزین الفتی سیار کبادی ہو اور اپنا آقا اور سردار بنایا ہو تو سردار اور
رئیس اور متولی امور کے ہوتے ہوے جو اوسکا ماتحت ہی وہ کب خلیفہ اور
حاکم ہوسکتا ہی اور بعض متعصبین نے جب دیکھا کہ یہ سب تاویلین ہماری کچھ
خوب ٹھیک نہین بنتین اور خلافت خلفائے ثلثہ کی بالکل درہم و برہم ہوئی
جاتی ہی تو ہار کر کہنے لگے ہمنے مانا کہ علی خلیفہ ہین تو اس سے یہ کب ثابت ہوا
کہ حضرت علی پہلے درجہ کے خلیفہ ہین کیون نہین ہوسکتا کہ یہ خلیفہ کرنا پیغمبر کا
غدیر خم مین چوتھے درجہ کی خلافت مقصود ہو جیسا کہ ناصب دہلوی نے بھی لکھا ہے
پس یہ بات ایسی ہی کہ ایک لڑکا بھی سنکر ہنسنے لگے کیونکہ جسکو ذرا بھی
عقل ہوگی وہ کبھی قبول نکریگا کہ پیغمبر نے اتنا اہتمام کرکے اوس گرمی مین
لوگونکو جمع کرکے چوتھے درجہ کی خلافت تو بیان کی اور تین درجے اوپر کے
اوڑا دیے کچھ ذکر تک نہ کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے عزیز و قریب کو علے
رؤس الاشہاد خلیفہ کرے اور کہے کہ یہ ہمارے بعد ہمارا خلیفہ اور تم لوگونکا
سردار اور مالک ہی تو بعد مرنے اوس بادشاہ کے کیا لوگ یہی سمجھینگے کہ
اسکو چوتھے درجہ مین بادشاہ ہونا چاہیے پہلے تین درجے مین مصاحب ملازم
رفیق لوگونکو تخت پر بیٹھنا چاہیے ع بر این عقل و دانش بباید گریست
علاوہ اسکے اس قول سے تمھارے عین مطلب ہمارا ثابت ہوا اور خلافت

خلفاے ثلثہ کی بالکل ہوا ہو گئی کیونکہ جناب امیرؑ کے واسطے خلافت کے بارہ مین نص ثابت ہوئی اور حضرات ثلاثہ کے واسطے کوئی نص پیغمبرؐ نے نہین کی جیسا کہ حالات شوری وسقیفہ سے ظاہر ہی پس منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص علیہ کب مقدم ہو سکتا ہی علے الخصوص جب کہ پیغمبر خداؐ نے ابو بکر و عمر کی خلافت سے اپنی زندگی مین انکار بھی کیا ہوا ور ان دونونکا نام سنکر منہ پھیر لیا ہو جیسا کہ بدر الدین شبلی حنفی نے کتاب اکام المرجان فی احکام الجان مین اور شہاب الدین احمد نے کتاب توضیح الدلائل مین ابن مسعود سے روایت کی ہی قال استتبعنی رسول اللہ ص لیلۃ الجن فانطلقت حتے بلغنا اعلے مکۃ فخط علے خطا و قال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت الرجال ینحدرون علیہ من رؤس الجبال حتے حالوا بینی و بینہ فاخترطت السیف و قلت لاضربن حتے استنقذ رسول اللہ ص ثم ذکرت قولہ لا تبرح حتے اتیک قال فلم ازل کذلک حتے اضاء الفجر فجاء النبی ص وانا قائم فقال ما زلت علے حالک قال لو مکثت شہرا ما برحت حتے تاتینی ثم اخبرتہ بما اردت ان اصنع فقال لو خرجت ما التقیت انا وانت الی یوم القیامۃ ثم شبک اصابعہ فی اصابعی و قال انی وعدت ان تومن بی الجن والانس فاما الانس فقد امنت واما الجن فقد رایت وما اظن اجلی الا وقد اقترب قلت یا رسول اللہ ص الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ ص الا تستخلف عمر

فاعرض عنی فرأیت انه لم یوافقه قلت یا رسول اللہ ۱۲ الا تستخلف علیا قال ذلک والذی لا الٰه غیره لو بایعتموه واطعتموه ادخلکم الجنة عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین مجکو رسولخدا نے اوس شب جس رات کو جنونسے ملاقات ہوئی ہی اپنے ساتھ لیا یہانتک کہ ہم سب ایک مقام بلند پر مکہ کے ہو پہنچے پس حضرت نے گرد میرے ایک نشان کر دیا اور فرمایا تو یہانسے آگے نہ بڑھنا یہ کہکر آپ پہاڑ مین چلے گئے او سوقت کچھ لوگونکو مین نے دیکھا کہ پہاڑ سے اوترے یہانتک کہ میرے اور حضرت کے درمیان مین حائل ہوگئے پس مین نے تلوار کھینچی اور دلمین سوچا کہ جاؤن ان لوگونکو مار کر رسولخدا کو چھوڑا لاؤن ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ حضرت نے یہانسے ہٹنے کو منع فرمایا ہی ابن مسعود کہتے ہین یہ خیال کرکے مین برابر وہین کھڑا رہا یہانتک کہ صبح ہوئی اور حضرت تشریف لائے فرمانے لگے تو برابر اسیطرح کھڑا ہی مین نے کہا اگر آپ ایک مہینے تک تشریف نلاتے تو بھی مین یہانسے نہ ہلتا بعد اسکے جو میرے دل مین گذرا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا اگر تو یہانسے ہلتا تو پھر مجھسے اور تجھسے قیامت ہی مین ملاقات ہوتی بعد اسکے حضرت نے اپنی انگلیونکو میری انگلیونمین ڈالکر فرمایا مین وعدہ کیا گیا تھا کہ میرے ساتھ جن وانس دونون ایمان لاوینگے انسان تو ایمان لائے اور جنات کو بھی تو نے دیکھا اب مین گمان کرتا ہون کہ میری موت قریب ہو پہنچی ابن مسعود کہتے ہین مین نے کہا یا رسول اللہ پھر آپ ابو بکر کو خلیفہ کیون نہین کرجاتے یہ سنکر حضرت نے منہ پھیر لیا مین سمجھا کہ حضرت کو ابو بکر کا خلیفہ ہونا منظور نہین ہی

بنگر کہ ابن مسعود خلافت ابی بکر از خدا خواست

ابی بکر و عمر نزد خدا و رسول خلیفہ نشود

روایت عبداللہ بن مسعود از مناقب اخطب خوارزم

تب مین نے کہا عمر کو خلیفہ مقرر کیجیے پھر حضرت نے منہ پھیر لیا تب مین سمجھا کہ عمر کا بھی خلیفہ ہونا حضرت کے موافق مرضی نہین ہی تب مین نے کہا علیؑ کو خلیفہ کیجیے فرمایا ہان یہ ہو سکتا ہی قسم خدا کی اگر تم لوگ علیؑ کی بیعت کروگے اور اونکی اطاعت کروگے تو خدا تم لوگونکو بہشت مین داخل کریگا اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب جناب امیرؑ مین عبداللہ بن مسعود سے اسطرح روایت کی ہی کہ ایک روز مین رسول خداؐ کے ساتھ ایک میدان مین موجود تھا دیکھا مین نے کہ رسولخداؐ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی مین نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کیون ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین فرمایا ای ابن مسعود میری موت کا پیام آگیا مین نے کہا یا رسول اللہ اب آپ کسیکو خلیفہ مقرر کر جائیے حضرت نے فرمایا تونے کسکو تجویز کیا ہی مین نے جواب دیا ابو بکر کو یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے بعد اسکے پھر ٹھنڈی سانس کھینچی مین نے کہا کیا ہی جو آپ ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین فرمایا میری موت کا پیام آگیا مین نے کہا کسیکو خلیفہ کر جائیے فرمایا کسکو خلیفہ کرون مین نے کہا عمر بن الخطاب کو یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے بعد اسکے پھر ٹھنڈی سانس کھینچی مین نے کہا یہ کیا سبب ہی جو آپ بار بار آہ سرد کھینچتے ہین فرمایا چونکہ موت کا پیام آگیا مین نے کہا آپ ضرور کسیکو اپنا خلیفہ کر جائیے فرمایا کسکو خلیفہ کرون مین نے کہا علی بن ابیطالبؑ کو فرمایا ہان مگر تم لوگ ہرگز اسپر عمل نہ کروگے قسم خدا کی اگر تم لوگ اسپر عمل کرو تو خدا تم سب کو بہشت مین داخل کریگا اور اس روایت کو اور بھی محدثین اہل سنت نے اپنی کتابون مین لکھا ہی بہرکیف یہ ثابت ہوا کہ پیغمبر خداؐ کو ابو بکر اور عمر کا

خلیفہ ہونا ہرگز منظور نہین تھا اور حضرت علی کا خلیفہ ہونا بدل وجان منظور تھا
کہ حضرت نے فرمایا اگر تم لوگ علی کی بیعت اور انکی اطاعت کروگے تو تمکو
خدا بہشت مین داخل کریگا فجاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان
زهوقا یہانپر اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ جب پیغمبر خدا نے علیؑ کو سب لوگونکے سامنے
اپنا خلیفہ اور جانشین کردیا اور خلیفہ ثانی نے مبارکباد بھی دی اور ابوبکر و
عمر کی خلافت پر پیغمبر خدا راضی بھی نہ تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اصحاب ثلاثہ
خلافت علی سے منحرف ہوگئے اور خود خلیفہ بنگئے اسکی وجہ ہم انھین کی کتاب سے
لکھتے ہین غزالی نے اپنی کتاب سر العالمین وکشف ما فی الدارین مین
لکھا ہے واجمعت الجماهیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم باتفاق
الجمیع وهو یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بن الخطاب
بخ بخ لك یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنة فهذا
تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ذلك غلب الهوی لحب الریاسة
وحمل عمود الخلافة وعقود البنود وخفقان الهواء فی قعقعة الرایات
واشتباك ازدحام الخیول وفتح الامصار وسقاهم کاس الهوی
فحملوا الی الخلافة فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوه وراء ظهورهم
واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون یعنے جمہور نے اس حدیث
غدیر خم کے صحیح ہونے پر اجماع کیا ہے اور سبکا اسپر اتفاق ہے کہ رسولخدا نے
فرمایا جسکا مین مولی ہون اوسکے علی مولی ہین پس عمر بن خطاب نے کہا
مبارک ہو مبارک ہو آپکو اے ابو الحسن کہ آپ کو صبح ہوئی در انحالیکہ آپ

ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے مولے ہوئے تبعد اسکے غزالی کہتا ہی کہ یہ کہنا عمر کا خلافت علی کو مان لینا ہی اور اس استخلاف پر راضی ہونا ہی اور حضرت علی کو حاکم سمجھنا ہی مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش نفسانی نے واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت فانی کے غلبہ کیا آیک ریاست عظمی کا ہاتھ آنا اور جھنڈا خلافت کا ہر دیار و امصار مین گڑجانا اور پھریرونکا علم کے ہوا پر اوڑنا اور ہوا کا پیرقونسے لپٹنا اور سوارونکا دو طرفہ جلوس مین چلنا اور گھوڑونکی ٹاپونکا شل جبال کے معلوم ہونا اور ملکون اور شہرونکا فتح ہونا ان سب خیالات نے اون لوگونکو جام خواہش نفسانی پلاکر مخمور کر دیا اور اسی مدہوشی نے اونکو خلیفہ کر دیا اور جیسے قبل اسلام کے تھے ویسے ہی پھر ہوگئے اور اس عہد مبارکباد کو اون لوگون نے پس پشت ڈالدیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ اد نے چیز کو کہ حکومت چند روزۂ دنیا ہے خرید کیا بس کیا بری چیز اون لوگون نے مول لی اِس قول سے غزالی کے صاف حق و باطل ظاہر ہوگیا ع والحق ما شهدت به الاعداء ؛ دلیل دوم اثبات خلافت حقۂ جناب امیرالمؤمنین علیہ الصلوة والسلام مین حدیث منزلت ہی صحیح بخاری مین ہی قال النبی صلے الله علیه وسلم لعلی اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى یعنے رسولخدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا آیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری جگہ ہو جسطرح ہارون موسی کی جگہ تھے اور صحیح مسلم مین عامر بن سعد سے منقول ہی امر معاویة بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعك ان تسب ابا تراب قال اما ما ذكرت ثلاثا قالهن رسول الله ص فلن اسبه لان تكون لی

تمسک غزالی [illegible] بنسبت خلافت

دلیل دوم در اثبات خلافت [illegible]

صفحہ ۵۲۶ چھاپۂ میرٹھ جلد دوم

صفحہ ۴۶۷ چھاپۂ کلکتہ جلد دوم

واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله م یقول له خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول الله خلفتنی مع النساء والصبیان فقال له رسول الله م اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبوة بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة رجلاً یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله قال فتطاولنا لها فقال ادعوا الی علیاً قال فاتی به ارمد فبصق فی عینیه ودفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الآیة ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم الایة دعا رسول الله م علیاً وفاطمة وحسناً وحسیناً فقال اللهم هؤلاء اهلی یعنے معاویہ بن ابی سفیان نے سعد سے کہا کیا سبب ہی کہ تو ابو تراب کو برا نہین کہتا سعد نے کہا جب تو نے پوچھا تو مین بیان کرتا ہون تین فضیلتین ہین جنکو رسول خدا نے علی کے حق مین بیان کیا ہی اس سبب سے مین اونکو برا نہین کہ سکتا ہر آئینہ اگر اون فضیلتون مین سے میرے واسطے ایک بھی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا ناقہ ہاے سرخ سے جو نفیس ترین بضاعت عرب ہی یعنے تمام دنیا و مافیہا سے سعد کہتا ہی مین نے سنا رسول خدا م کو جبکہ علی کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر بعض لڑائیون مین تشریف لیگئے تھے اور علی نے کہا یا رسول اللہ م آپ مجکو عورتون اور لڑکون کے ساتھ کیون چھوڑے جاتے ہین تو حضرت نے جواب دیا کیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری جگہ پر ہو جسطرح ہارون موسی کی جگہ پر تھے مگر یہ کہ تمکو میرے بعد نبوت نہوگی اور دوسرے یہ کہ مین نے سنا رسول خدا م کو

روز خیبر فرمانے تھے مین علم دونگا اوس شخص کو جو خدا و رسول کو دوست
رکھتا ہی اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین سعد کہتا ہی یہ خبر سنکر ہم سب
متمنی تھے کہ رایت فتح حضرت ہمکو عنایت کرین بعد اسکے فرمایا بلاؤ علی کو
پس علیؑ آئے اور آنکھونمین اونکی آشوب چشم ہوگیا تھا پیغمبر خداؐ نے
آب دہن آنکھونمین لگادیا فوراً اچھا ہوگیا اور وہ علم ظفر شیم حضرت امیرؑ کو
دیا اور خدا نے اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی اور تیسری فضیلت جب یہ آیت
نازل ہوئی ندع ابنآئنا و ابنآئکم و نسآئنا و نسآئکم تو پیغمبر خداؐ نے
ساتھ لیا علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور فرمایا خداوندا یہی میرے
اہل بیت ہین واضح ہو کہ اس حدیث منزلت کو بھی بہت سے راویون نے
روایت کیا ہی اور سنیونکے بہت سے علما اور محدثین نے اپنی کتابونمین لکھا ہی
ہم فقط انہین دو کتابونکی حدیثو نپر کہ معتمد علیہ اور معمول بہ سنیونکی ہین اکتفا
کرتے ہین و من لم یقنع بالیسیر لم ینتفع من الکثیر آب دیکھو اور
سمجھو اس بیان سعد کو پہلے تو خلافت جناب امیرؑ کو ثابت کیا مقصود یہ تہا
کہ جسکو رسولخداؐ اپنا خلیفہ کر جائین وہ خلیفہ برحق ہی نہ غیر کوئی اور خلیفہ
برحق کو کیونکر برا کہہ سکتے ہین پہر بعد اسکے منزلت و قدر اور محبت خدا
و رسولؐ ساتھ جناب امیرؑ کے بیان کی مطلب یہ تہا کہ جسکو خدا و رسولؐ
دوست رکھین اوسکو کب برا کہنا چاہیے بعد اسکے منجملہ اہل بیت ہونا
علیؑ کا آیت قرآنی سے ثابت کیا غرض یہ تہی کہ جنکے بارے مین رسولخداؐ
فرما گئے ہون کہ دو چیز گران قدر تم لوگونمین مین چھوڑے جاتا ہون

بیان سعد

اگر انکے ساتھ متمسک ہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے ایک تو کتاب خدا اور
دوسرے میرے اہل بیت ہین جیسا کہ صحاح اہل سنت مین موجود ہی تو
جسکا یہ مرتبہ ہوا وسکو برا کہنا کب روا ہی دیکھنا چاہیے کہ سعد نے پہلے تو
خلافت جناب امیرؑ بعد اسکے محبت خدا وند قدیر پھر منجملہ اہل بیت پیغمبر نذیر
ہونا جناب امیرؑ کا پیش معاویہ ثابت کیا مگر ان حضرات اہل سنت کو
خیال کیجیے کہ خلافت جناب امیرؑ کو تو اسطرح سنایا کہ باوجود نص کے اور
پیغمبر خدا ص کے خلیفہ کر جانیکے حضرت علیؑ کی خلافت کے قایل نہین ہین
ہم پوچھتے ہین کہ اگر جناب امیرؑ بعد پیغمبر خدا ص کے خلافت کے قابل نہ تھے
تو پھر چوتھے درجہ کی خلافت کے قابل کیونکر ہوگئے اور اگر خلافت کے
قابل اور سب سے اولےٰ تھے بنص نبوی اور فضائل مین تمام صحابہ سے افضل
تھے باقرار محدثین اہل سنت اور معصوم اور تمام رجس سے بری تھے
بشہادت آیۂ تطہیر تو پھر منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص علیہ اور
فاضل کے ہوتے ہوے مفضول اور معصوم کے ہوتے ہوے جایز الخطا اور
غیر معصوم کب خلیفہ ہوسکتا ہی اب رہا دوسرا امر یعنے محبت جناب امیرؑ کی
پس خلافت مرتبۂ رابعہ سے ظاہر ہی کہ حضرات ثلاثہ انکے نزدیک اول و اقدم
بمحبت ہین جنکی محبت کے خدا و رسول ص کے نزدیک منصوص ہون بلکہ احب
خلق الی اللہ والی الرسول ہو جیسا کہ حدیث طیر وغیرہ سے بھی ظاہر ہی
جسکی شان مین رسولخدا ص نے بسبب اتحاد کے فرمایا ہو علیؑ منے وانا
من علے ولا یؤدی عنے الا انا و علے علیؑ مجھسے ہی اور مین علیؑ سے

ہون نہین ادا کر سکتا میرے کام کو کوئی مگر مین اور علیؑ ایسے بزرگوار کی خطاؤنکو واسطے چھپانے خطاہاے ثلاثہ کے محض بکذب وافترا ثابت کرین جیسا کہ ناصب دہلوی نے اپنے تحفۂ مسروقہ مین دربردہ تقریر نصاب لکہا ہی توکیا یہی معنے محبت کے ہین اور زمانۂ معاویہ مین تو علانیہ منبر و نیز جناب امیرؑ کو بحکم معاویہ (جسکو اہلسنت خلیفۂ رسولؐ جانتے ہین) لوگ بُرا کہتے تھے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم سے بھی ظاہر ہوا بلکہ بنی امیّہ و عباسیہ کے زمانہمین تو فضائل اہل بیتؑ کو جو بیان کرتا تہا اوسکو قتل کرڈالتے تھے جیسا کہ حالات سادات کشی اور سیر و تواریخ سے ظاہر ہی اور جو فضائل دشمنانِ دین کے بیان کرتا تہا اوسکو انعام دیتے تھے یہی وجہ ہی کہ فضائل بعض صحابۂ منافقین کے جابجا مشتہر ہوے جسپر آجتک بناے اکثر مذاہب ہی اور فضائل اہلبیتؑ باوجود چھپانے کے بموداے الحق یعلوا ولا یُعلی اسقدر رہگئے جسپر مدار مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ہی اب رہی تیسری بات یعنے قرآن اور اہل بیتؑ تو قرآن کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اوسکو جلا دیا جیسا ہم مطاعن ثالث مین لکہینگے اور اہلبیتؑ کے ساتھ جو جو سلوک کیئے ظاہر ہی برابر درپے ایذا رسانی کے رہے آخرکار نام و نشان تک مٹا دیا ایک امام زین العابدین علیہ السلام بچ رہے جنکے سبب سے نسل نبیؐ باقی رہگئی اونکے ساتھ بھی جو جو سلوک کیئے ظاہر ہے کہ بازنجیر کرکے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لیگئے باوجودیکہ رسول خداؐ بتاکید فرما گئے تھے اذکرکم الله فی اھلبیتی اذکرکم الله فی اھلبیتی اذکرکم الله فی اھلبیتی یعنے مکرر فرمایا تہا کہ مین درباره اپنے اہلبیتؑ کے تم لوگونکو خدا کو یاد دلاتا ہون کہ خدا سے خوف کرنا اور میرے اہل بیت سے دشمنی نکرنا

یعنی اکابر اہلبیت

ص ۴۶۹ صحیح مسلم چھاپہ کلکتہ جلد دوم

ابتدا خلافت جو بسبب عمر کے اہل بیت کے ہاتھ سے نکل گئی تو اوسنے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ
شہادت حضرت امام حسینؑ تک پہونچا دیا

بگردن شمر و یزید گردن اوست		خونِ شہدا تمام بر گردنِ اوست

چنانچہ کتاب نادری مین لکھا ہی لما قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی کتب عبد
اللہ بن عمر الی یزید بن معاویۃ اما بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلت
المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین
فکتب الیہ یزید اما بعد یا احمق فانا جئنا الی بیوت متخذۃ و
فرش ممھدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا عنا فان یکن الحق
لغیرنا فابوک اول من اسس ھذا وابتز واستاثر بالحق علی
اھلہ ومن ھٰھنا قیل قتل الحسین یوم السقیفۃ یعنے جب ذبیح راہ خدا
مظلوم کربلا حسین بن علی شہید ہوے تو خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط خط عبد اللہ بن عمر بنام یزید
لکھا جسکا مضمون یہ تھا اما بعد ای یزید معلوم کر کہ تیرے سبب سے بہت بڑی
مصیبت عالم مین پیدا ہوئی اور بہت بڑا واقعہ جانکاہ سرزد ہوا اور اسلام
مین بسبب شہادت حسین بن علیؑ کے بڑا امر عظیم حادث ہوا اور دین مین رخنہ
پڑ گیا یہ خط دیکھکر یزید نے عبد اللہ بن عمر کو جواب لکھا اما بعد معلوم کر ای احمق
بیوقوف کہ تو ہمارے تئین کیا نصیحت کرتا ہی ہمکو تو گھر بنے بنائے ہوے اور
فرش بچھے بچھائے ہوے اور تکیے لگے لگائے ہوے ملگئے اگر یہ حق غیر شخص کا
تھا تو تجکو چاہیے کہ پہلے اپنے باپ کے تئین نصیحت کر کیونکہ پہلے اوسینے یہ بنا ڈالی
ہے اور بزور و غلبہ حق کو غیر کے لے لیا انتہی اسی سبب سے لوگ کہتے ہین کہ

امام حسین اوسی روز شہید ہوے جس روز سقیفۂ بنی ساعدہ مین شوری ہوا اور عمرؓ نے
ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور اہل بیت رسولؐ کو جو اوسکے مستحق تھے محروم رکھا

چہ خوش گفتہ است شخصے این لطیفہ	کہ کشتہ شد حسین اندر سقیفہ

علاوہ براین ابتک یہ حال ہی کہ کوئی اہلسنت سے کسی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے
حکم پر نہ تو اصول مین نہ فروع مین عمل کرتا ہی بلکہ اصول مین تو ابو الحسن اشعری
اور ابو المنصور ماتریدی کے قول پر عمل کرتے ہین اور فروع مین ابو حنیفہ
اور شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک وغیرہ کے قول پر چلتے ہین بلکہ کوئی عالم
اور کوئی محدث انکا کسی ائمہ اثنا عشرؑ سے اعتقاد اور روایت نہین کرتا انکی روایت
کو قابل اعتبار نہین سمجھتا ہی صحیح بخاری موجود ہی ایک روایت بھی بخاری نے
امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل نہین کی ہی حالانکہ اونحضرتؑ سے چار ہزار
راویون نے اخذ حدیث کیا ہی بلکہ اوستادِ بخاری کما فے میزان الاعتدال
وغیرہ کہتا ہی کہ ہمکو اونکی طرف سے شک پایا جاتا ہی طرفہ یہ ہی کہ اسے بخاری نے
اپنے سقیم مین خوارج اور منافقین سے روایت کی ہی مگر امام جعفر صادقؑ علیہ
السلام کو قابلِ روایت نہین سمجھتا ہی اور نیز میزان الاعتدال مین ہی کہ ابوطاہر
نے کہا ہی کہ امام رضاؑ اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین نقل کرتے ہین اور علی
بن محمد عراق مدنی نے کتاب تنزیہ الشریعۃ مین امام حسن عسکری علیہ السلام کو لیس
بشیٔ لکھا ہی یعنے معاذ اللہ وہ کچھ نہین ہین اور عقیلی نے کتاب الضعفاء مین
امام موسی کاظم علیہ السلام کو ضعفاے رواۃ مین لکھا ہی اور شارح منہاج نے
لکھا ہی کہ قیاس نکرنا مسائل دلیلیہ مین مذہب اہل بیتؑ ہی اور عمل کرنا قیاس پر

مذہب ابوحنیفہ و شافعی وغیرہ کا ہی ملا جامی نے نفحات مین سمعانی سے نقل کی ہی کہ امام
جعفر صادق علیہ السلام خرگوش کو حرام جانتے تھے حالانکہ بفتواے ابوحنیفہ اہلسنت
سب نوشجان کرتے ہین تو کیا تمسک بہ اہلبیتؑ ہونیسے (جو باعث نجات و دوزخ
سے ہی) یہی مراد ہی اور کیا اونکی اطاعت اور پیروی کے یہی معنی ہین کہ اونکے
قول پر عمل نکرین بلکہ برخلاف اونکے قول کے عمل کرین بلکہ اونکی شان مین فرمائین
یہ کچھ نہین ہین اب ہم رجوع کرتے ہین اصل مطلب کیطرف واضح ہو کہ پیغمبر خداؐ نے
جناب امیرؑ کو بہ نسبت اپنے بمنزلہ حضرت ہارون فرمایا اور کہا کہ ہارون مین اور
تم مین سواے نبوت کے کچھ فرق نہین ہی تو اس سے ظاہر ہوا کہ جو جو باتین حضرت
ہارون کے واسطے تھین وہ سب حضرت علیؑ کے واسطے بھی ہونی چاہئین الا
النبوۃ وخصائصہا جیسا کہ استثناء سے ظاہر ہوتا ہی کیونکہ استثناء عام سے
ہوتا ہی اسی سبب سے حضرتؐ نے نبوت کو جناب امیرؑ سے استثناء کیا یعنے تم
ہمارے بعد نبی البتہ نہوگے پس اگر کچھ اور بھی فرق ہوتا تو چاہیے تھا کہ ضرور
مثل نبوت کے اوسکو بھی استثنا فرماتے اور جب کسی اور چیز کو مستثنے نہ کیا تو عام
اپنے عموم پر باقی رہگیا اور یہ ظاہر ہی کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ
و نائب تھے جیسا کہ اخلفنی فی قومی سے ظاہر ہی اور مفترض الطاعۃ بھی تھے
ساری امت کو اونکی اطاعت و پیروی واجب تھی کیونکہ اطاعت نائب
و خلیفہ رسول واجب ہی اسی طرح جناب امیرؑ بھی خلیفہ و نائب رسول ہوئے
اور ساری امت پر اونکی اطاعت واجب ہوئی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ حضرت
ہارون سب امت موسیٰ سے افضل تھے جیسا کہ محمد بن یوسف الکنجی نے

استدلال از حدیث منزلت بر خلافت جناب امیرؑ

کفایۃ الطالب مین بعد ذکر حدیث منزلت کے لکھا ہی وکان ھارون افضل امۃ
موسیٰ فوجب ان یکون علیؑ افضل من کل امۃ محمدؐ اور نیز حضرت ہارون
معصوم تھے کیونکہ وہ قابل نبوت اور شریک موسیٰ فی ادار الرسالۃ تھے اور جو
ایسا ہوا اوسکو معصوم ہونا ضرور ہی پس اسیطرح جناب امیرؑ بھی سب امت
محمدیؐ سے افضل ہوے اور معصوم ٹھہرے پس خلیفہ ورئیس کے ہوتے ہوے رعایا
ومرؤس اور مفترض الطاعۃ ومُطاع کے ہوتے ہوے مطیع وفرمان بردار اور
افضل کے ہوتے ہوے مفضول اور معصوم کے ہوتے ہوے غیر معصوم کب خلیفہ
اور امام ہوسکتا ہی وذٰلک واضح کالنور علے شاھق الطور ومن لم یجعل
اللہ لہ نورا فمالہ من نور اور واضح ہو کہ یہ روایت منجملہ احادیث والۃ علے
الخلافۃ کے واسطے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہی جس سے خلیفہ بلافصل ہونا
جناب امیرؑ کا بنص نبوی ثابت ہی مگر اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس سے تو خلافت
ثلاثہ اجنبیہ بالکل باطل ہوئی جاتی ہی سارا قصر مشید جو باجماع اہلکاران سقیفہ قائم
ہوا ہی منہدم ہوا جاتا ہی سوچے کہ اس حدیث مین بھی کچھ بات بنانی چاہیے اور
اسکو بھی کسی طرح غلط کر دینا چاہیے تا کہ خلافت ثلاثہ ہاتھ سے نہ جانے پائے
آخر کہنے لگے کہ پیغمبر خداؐ نے حضرت امیرؑ کو اوسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جبتک
کہ لڑائی سے واپس آوین تو خلافت بعض وقت سے خلافت کل وقت کی
کہان ثابت ہوئی پس یہ کہنا انکا محض تدلیس اور تلبیس ہی اولاً جواب
اسکا یہ ہی کہ جتنی حدیثین اس مضمون کی ہین سب مطلق ہین کسی مین یہ قید
نہین ہی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا ہو کہ تم میرے خلیفہ ہو جبتک

مین لڑائی سے واپس آوین معترض نے یہ تقئید کہان سے ایجاد کی بلکہ استصحاب مقتضی اسی کا ہی کہ جبتک کوئی حکم مخالف نپایا جائے تب تک حکم سابق اپنے حال پر باقی رہے اور عدم خلافت کو کسی حدیث سے اہلسنت ثابت نہین کرسکتے پس خلافت حضرت امیرؑ کی بلاشبہ موافق اس حدیث کے قائم و باقی رہگئی اگر کوئی کہے کہ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو ہارونؑ کے ساتھ تشبیہ دی اور ہارون کو حضرت موسیٰؑ نے اوسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جبتک کہ وہ طور سے واپس آئین تو ہم کہینگے کہ یہ قول بھی محض بے دلیل ہی کیونکہ حضرت موسیٰؑ کا کلام مطلق ہی مقید الی زمان الرجوع نہین ہی جیسا کہ فرمایا یاھارون اخلفنی فی قومی ظاہر ہی کہ یہ کلام مطلق ہی مقید نہین ہی اور نہ مفسرین نے کوئی قید ذکر کی ہی اگر مقید ہوتا تو حضرت موسے فرما دیتے یاھارون اخلفنی فی قومی الی ان ارجع ثانیاً حدیث منزلت دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ ماعدا النبوۃ کل منازل ہارونی جناب امیرؑ مین پائے گئے اگر ایسا نہو تو خصوصیت استثناء نبوت بیکار ہوجائیگی اور بنص قرآنی ثابت ہی کہ منزلتہائے ہارونی سے وزارت یعنے نیابت اور شراکت فی ادارالرسالۃ بھی ہی جیسا کہ سوال حضرت موسیٰؑ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری اور قبول کرنا جناب باری کا قد اوتیت سؤلک یاموسے ثابت ہی پس سوال موسیٰؑ وزارت و شراکت کا فی وقتٍ دون وقتٍ نہ تھا اسی طرح وزارت و نیابت جناب امیرؑ بھی مخصوص فی وقت دون وقتٍ نہوگی پس یہ کہنا کہ استخلاف فی وقتٍ خاص مراد ہی غلط ہوگیا

ثالثاً اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ مثل حضرت ہارونؑ کے معصوم اور افضل خلائق اور مفترض الطاعۃ تھے جیسا کہ استثنا سے ظاہر ہے پس اسی سے ہمارا مطلب ثابت ہے کہ جب حضرت امیرالمؤمنین معصوم اور افضل خلائق اور مفترض الطاعۃ تھے تو بیشک وقت حیات اور بعد وفات سرور کائناتؐ ہر حال مین ہی خلیفہ تھے تخصیص کسی وقت کی بلا مخصص بعید از عقل ہے رابعاً اس حدیث سے جناب امیرؑ نے روز شوری اپنی خلافت پر استدلال کیا ہے جیسا کہ ابن مغازلی نے اور اخطب خوارزم نے اپنی کتابون مین لکھا ہے پس اگر یہ حدیث مخصوص بوقت خاص ہوتی تو اس سے استدلال صحیح نہوتا اور صحابہ اسپر سکوت نکرتے بلکہ رد کرتے اور کہتے کہ اس سے تو خلافت منقطعہ ایک وقت خاص مین پائی جاتی ہے آپنے خلافت تامہ کہانسے نکالی خامساً کنز العمال مین کہ نہایت کتاب معتبر اہلسنت کی ہے مذکور ہے عن عمر قال لن تنالوا علیا فانی سمعت رسول اللہ ص یقول ثلثة لان تکون لی واحدة منهن احب الی مما طلعت علیه الشمس کنت عند النبی ص وعنده ابوبکر وابوعبیدة بن الجراح والجماعة من اصحاب النبی فضرب بیده علی منکب علی فقال انت اول الناس اسلاما واول الناس ایمانا وانت منی بمنزلة هارون من موسی ع پس عمر نے کہا تم لوگ علیؑ کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتے مین نے تین باتونکو رسول خدا سے علیؑ کے حق مین سُنا کاش ان مین سے ایک بات بھی میرے واسطے ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا اوس چیز سے جسپر آفتاب پڑتا ہے (یعنے تمام دنیا وما فیہا سے) مین ایک روز رسول خدا کے

پاس موجود تھا اور بھی چند اصحاب مثل ابوبکر و ابوعبیدہ وغیرہ کے حضرت کے
پاس موجود تھے پس پیغمبر خدا نے اپنا ہاتھ علیؑ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا تم اول
شخص ہو از روے اسلام کے اور اول ناس ہو از روے ایمان کے اور تم
مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے ہو موسیٰ سے اور اس روایت کو اخطب خوارزم نے
کتاب مناقب مین اور ابن صباغ نے فصول مہمہ مین اور بھی بہت سے علماے
اہلسنت نے اپنی کتابون مین لکھا ہی پس خلیفہ ثانی کا تمنا کرنا اور اسی طرح سعد بن
ابی وقاص کا بھی آرزو کرنا (کما ذکر) اور یہ کہنا کہ اگر مجکو یہ فضیلت ہوتی تو تمام
دنیا و ما فیہا سے بہتر تھا درصورت ارادۂ خلافت منقطعہ لغو ہوجاتا ہی کیونکہ سیاق
عبارت اسیکا مقتضی ہی کہ دس پانچ روز کی خلافت اور حکومت کی تمنا کرنا
اور اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر قرار دینا ان سبکا مقصود نہ تھا بلکہ وہی منزلت
ہارونی جو عبارت وزارت و خلافت تامہ سے ہی مراد تھی سوا اسکا
ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ پیغمبر خدا نے بعد فرمانے حدیث منزلت کے جناب امیر سے
بتصریح فرمایا ہی کہ تم میرے خلیفہ ہو ہر مومن کے لیے بعد میرے نسائی نے کتاب
ص ۱۸ چھاپہ لاہور الخصائص مین لکھا ہی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون
من موسی الا انک لست بنبی ثم قال انت خلیفتی یعنی فی کل مومن
بعدی یعنے پیغمبر خدا نے حضرت امیر سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے
موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہین ہو بعد اسکے فرمایا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنے بعد میرے
ہر مومن کے لیے تم خلیفہ اور امام ہو یہ حدیث ایسی ہی کہ جس سے خلیفہ بلافصل
ہونا جناب امیرؑ کا بخوبی ثابت ہوا اور خلافت ثلاثۂ اجنبیہ بالکل باطل ہوگئی

سابعًا یہ حدیث کچھ مخصوص حضرت نے غزوۂ تبوک ہی مین نہین فرمائی ہی
بلکہ اوقات متعددہ مین مقامات مختلفہ مین حضرت نے فرمایا ہی علیؑ منّی
بمنزلة هارون من موسیٰؑ جیساکہ بعض حدیث صحیح بخاری و مسلم و ترمذی
و مشکوٰۃ وغیرہ کی بھی مطلق ہی کچھ ذکر اوسمین غزوۂ تبوک کا نہین ہی کتاب
ریاض النضرۃ مین لکھا ہی جبکہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی سے مواخات
نہین کی اور حضرت امیرؑ کو اسکا خیال ہوا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا والذی بعثنی
ما اخرتك الا لنفسی وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه
لا نبی بعدی قسم خدا کی جسنے مجکو مبعوث کیا مین نے توقف نہین کیا تمھاری
مواخات مین مگر اپنے لیے (یعنے تم میرے بھائی ہو) اور تم مجھسے بمنزلہ ہارون
کے ہو موسیٰؑ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا اور یہ مواخات ابتداء زمانہ
تشریف آوری رسول خداؐ مدینہ مین قبل جنگ احد کے واقع ہوئی تھی
کیونکہ اسی حدیث کے آخر مین ہی فکان رسول اللهؐ وعلیؑ اخوین وکان
حمزة بن عبد المطلب وزید بن حارثة مولیٰ رسول اللهؐ اخوین
الحدیث یعنے پس رسول خداؐ اور علیؑ یہ دونون بھائی ہوے اور حمزہ
بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ (جو رسول خداؐ کے غلام تھے) یہ دونون
آپسمین بھائی ہوے وھکذا اور جنگ احد کمین قبل غزوۂ تبوک کے واقع ہوئی
تھی بالجملہ حدیث منزلت کو جناب خاتم النبیین نے شان مین حضرت امیر
المؤمنین کے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا ہی مثل وقت مواخات کے جیسا ابھی
بیان ہوا اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے جیسے ملا علی متقی نے کنز العمال

ص ۱۸۴/۳۴۹

فرستادن رب المشرقین جبرئیل را بتہنیت وقت ولادت حسنین

اور شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب
مین اسکو لکھا ہی اور نیز وقت ولادت باسعادت امام حسنؑ اور اسی طرح
وقت ولادت امام حسینؑ کے جبرئیلؑ امین نے جناب خاتم المرسلین کو مبارکباد
دی اور امیر المومنینؑ کی شان مین رب العالمین کی طرف سے حدیث منزلت
کو بیان کیا شہاب الدین دولت آبادی نے ہدایۃ السعداء مین اور قاضی
حسین مالکی نے تاریخ الخمیس مین اور محب الدین طبری نے ذخائر العقبی مین
لکھا ہی جسکا ماحصل یہ ہی کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوے تو جناب فاطمہؑ نے حضرت
امیرؑ سے فرمایا اس مولود کا کچھ نام رکھو جناب امیرؑ نے فرمایا یہ نہین ہوسکتا کہ مین
رسولخداؐ پر سبقت کرون جب پیغمبر خداؐ کو یہ بات معلوم ہوئی تو حضرتؐ نے
بھی فرمایا یہ نہین ہوسکتا کہ مین پروردگار عالم پر سبقت کرون پس اوسوقت
حکم خدا ہوا ای جبرئیل میرے دوست کے یہان لڑکا پیدا ہوا ہی تم جاؤ اور میری
طرف سے مبارکباد دو اور کہو کہ پروردگار عالم کہتا ہی ای حبیب میرے علیؑ
تمسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسٰی سے پس چاہیے کہ نام اس مولود کا باسم فرزند
ہارون کے رکھو جب جبرئیل نے پیام خدا پہونچایا تو حضرت نے فرمایا فرزند
ہارون کا کیا نام تھا جبرئیلؑ نے کہا شبر حضرت نے فرمایا ہماری زبان تو عربی
ہی تب جبرئیل نے کہا حسن نام رکھیے حضرت نے حسنؑ نام رکھا اور اسی طرح
امام حسینؑ کی ولادت کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کہ جبرئیل نے بعد پیام خدا
پہونچانیکے کہا اس مولود کا نام شبیر باسم فرزند ہارون رکھیے حضرتؐ نے
فرمایا ہماری زبان عربی ہی جبرئیل نے کہا حسینؑ نام رکھیے پیغمبر خداؐ نے حسینؑ نام

رکھا الحسن روایت سے نہایت قدر و منزلت اس حدیث منزلت کی ثابت ہوئی
کہ یہ حدیث احادیث قدسیہ مین سے ہی جسکو پروردگار عالم نے خود شان
جناب امیر المومنین قبلۂ دنیا و دین کی ارشاد فرمایا ہی وذلك فضل الله
یؤتیه من یشاء اسیطرح حدیث منزلت کو جناب رسالت مآبؐ نے شان
ذیشان خیبر گیر حضرت امیرؑ کی روز خیبر ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ ابن مغازلی نے
اور اخطب خوارزم نے کتاب المناقب مین اور محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ
الطالب مین (وغیرہم نے فی غیرہا) لکھا ہی اسیطرح اس حدیث کو رسولخداؐ نے
وقت سدّ ابواب صحابہ سواے باب مدینۃ العلم کے ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ اسکو
بھی ابن مغازلی نے اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب مین لکھا ہی الغرض
اسیطرح بہت سے مقامات مین حضرت نے فرمایا ہی علی منی بمنزلة هارون
من موسیٰ اس وجیزہ مین سبکا لکھنا مناسب نہین ہی چنانچہ سید علی ہمدانی نے
کتاب مودۃ القربی مین لکھا ہی عن الصادق عن آبائه قال النبیؐ لعلی
فی عشرة مواضع انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ یعنے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہی کہ رسولخداؐ نے
دس مقام مین حضرت علیؑ کی شان مین فرمایا ہی انت منی بمنزلة هارون
من موسیٰ اب شاہ جی صاحب تحفہ کا اس حدیث کو مخصوص غزوہ تبوک سے
کرنا غلط ہوگیا اور انکا مکر و فریب اور سخن سازیان ظاہر ہوگئین بعض
اہلسنت اعتراض کرتے ہین کہ اگر خلافت تامہ مراد ہوتی تو پیغمبر خداؐ کیون
محمد بن مسلمہ یا سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا خلیفہ کرجاتے اور ابن ام مکتوم کو

جواب از خلافت محمد بن مسلمہ یا سباع بن عرفطہ

پیشنمازی کے واسطے مقرر کرجاتے پس جواب اسکا **اولاً** یہ ہی کہ محمد بن مسلمہ
یا سباع بن عرفطہ کو خلیفہ کرنا پیغمبر خداؐ کا غزوہ تبوک مین یا اور کبھی محض غلط ہی
یہ بات نواصب و دشمنان امیرالمؤمنینؑ نے محض واسطے مٹانے فضائل
نفس رسولؐ کے دلسے بنا کر لکھی ہی چنانچہ محمد بن یوسف شامی نے کتاب
سبل الہدی والرشاد مین بعد اس اختلاف کے (یعنے رسول خداؐ غزوۂ تبوک
مین کسکو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے) لکھا ہی کہ عبد البر نے اور ابن دحیہ نے اسکو
ترجیح دی ہی اور صحیح یہی ہی کہ علیؑ کو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے نہ محمد بن مسلمہ
وغیرہ کو اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے لکھا ہی کہ جناب امیرؑ ہی کو پیغمبر خداؐ
نے مدینہ کا خلیفہ کیا تھا **ثانیاً** ہم اوپر لکھ چکے کہ اس حدیث کو پیغمبر خداؐ نے
مخصوص غزوہ تبوک ہی مین نہین فرمایا تھا بلکہ اوقات متعددہ مین مقامات
مختلفہ مین فرمایا تھا کہ علی مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے ہی موسیٰ سے اب رہی
پیشنمازی ابن ام مکتوم کی پس یہ بھی مثل سابق کے فاسد و دور از واقعیت ہی

جواب از پیشنمازی ابن ام مکتوم

اولاً ثبوت اسکا ہمارے کتب سے چاہیے قول مخالف ہمارے واسطے حجت
نہین ہو سکتا **ثانیاً** بنا بر مذہب تمھارے اس پیشنمازی مین تو کوئی فضیلت
نہین ہی تمھارے یہانکی حدیث مین ہی صلوا خلف کل بر و فاجر جیسا کہ
شرح عقائد نسفی مین ہی (ص ۱۱۵ چھاپہ لکھنؤ) تو جب ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوئی
تو ایسی پیشنمازی مین کونسی فضیلت ہی اور جناب امیرؑ کو اگر پیشنمازی کے واسطے
نفرمایا تو انکی خلافت کیونکر جلیگی **ثالثاً** بفرض تسلیم پیغمبر خداؐ اونکو فقط
پیشنمازی کے واسطے چھوڑ گئے تھے کچھ خلیفہ اپنا نہین مقرر کیا تھا اہل مدینہ کو

اونکا مطیع اور فرمان بردار نہین قرار دیا تھا اور جناب امیرؑ کو تو بنص صریح فرمایا تھا انت خلیفتی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور بعض روایت سے جو استخلاف ابن ام مکتوم کا پایا جاتا ہی وہ باطل ہی جیسا کہ بیان سابق سے ظاہر ہوا اور اونکا نابینا ہونا بھی دلیل عدم لیاقت مرتبۂ خلافت کی ہی بعض اہلسنت نے یہ بات نکالی کہ بالفرض اگر خلافت تامہ اس حدیث سے مراد ہو تو چونکہ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کے سامنے انتقال کیا اور اونکی خلافت جاتی رہی اسیطرح حضرت امیرؑ کی بھی خلافت منتقض ہوگئی اور جاتی رہی سبحان اللہ خلفاے ثلاثہ کی محبت مین ایسے از خود رفتہ ہوگئے کہ خلافت جناب امیرؑ کو بالکلیہ مٹانے لگے حالانکہ خود خلیفۂ چہارم ہونیکے قائل ہین ہم کہتے ہین کہ حضرت موسے کو اگر حضرت ہارون پر اعتماد نہ تھا اور قابل خلافت تامہ کے حضرت ہارون نہ تھے تو کیون اونکو اپنی قوم پر بمصداق اخلفنی فی قومی کے خلیفہ کرکے چلے گئے تھے اور یہ ظاہر ہی کہ اگر حضرت موسی کوہ طور سے نہ آتے تو حضرت ہارون برابر اونکے خلیفہ رہتے کیونکہ حضرت موسی کو ہارون پر اتنا اعتماد تھا کہ خدا سے فرمایا اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری پشت کو میری اونکے سبب سے قوی کر اور اونکو میرے کام مین (یعنی ادائے رسالت مین) شریک کر پس اسی طرح پیغمبر خداؐ بھی جب غزوۂ تبوک مین بقول ہمارے تشریف لیگئے تو جناب امیرؑ کو اپنا قائم مقام کرگئے اس سے ظاہر ہی کہ اگر رسول خداؐ اوس جنگ سے تشریف نہ لاتے تو جناب امیرؑ برابر قائم مقام اور خلیفہ رسول کے باقی رہتے کیونکہ پیغمبر خداؐ کو بھی حضرت علیؑ پر ایسا ہی اعتماد تھا

جواب از نقض خلافت جناب امیر بسبب وفات حضرت ہارون

کہ مثل حضرت موسے کے فرمایا فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرًا من اھلی علیًا اشدد بہ ظھری خداوندا کشادہ کر تو سینہ میرا اور آسان کر تو امر میرا اور گردان تو وزیر میرا میرے اہل بیت سے علی کو جسکے سبب سے پشت میری قوی ہو جیسا کہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہی اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر کوئی بادشاہ بادشاہانِ اولے العزم سے اپنے کسی بھائی کو جس سے نہایت اختصاص اور اتحاد اور قرابت قریبہ رکھتا ہوا پنا جانشین کرے اور سب رعایا کو اوسکا مطیع وفرمان بردار قرار دے اور اپنی حکومت وریاست اوسکو سپرد بھی کرے مگر قضاے الٰہی سے وہ جانشین اوسکے سامنے مرجائے اور بعد ایک زمانہ کے دوسرا بادشاہ بھی اپنے بھائی کو جس سے نہایت اتحاد اور قرابت قریبہ رکھتا ہوا اوسی طرح علے روس الاشہاد اپنا خلیفہ وجانشین کرے تو وہ کیا یہ نہین کہہ سکتا کہ مین نے اپنے بھائی کو وصی کیا جسطرح فلان بادشاہ نے اپنے بھائی کو وصی کیا تھا اور بعض اہلسنت نے جب دیکھا کہ یہ سب اعتراضات ہمارے کچھ قوی نہین ہین تو یہ بات نکالی کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہی معارض اجماع کے (جو ابو بکر کی خلافت پر ہوا) نہین ہو سکتی سبحان اللہ فضیلت ثلثہ مین جو حدیث آپ لوگ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ سے روایت کرتے ہین وہ تو بہت صحیح ہی اور جناب امیرؑ کی فضیلت مین جو حدیث اوس کتاب مین ہو وہ اخبار احاد مین سے ہو جائے پایۂ اعتبار سے ساقط ہو یہ کیا ناانصافی اور حق پوشی ہی اور یہ حدیث ہمنے صحیح بخاری سے جو بزعم تمہارے اصح الکتب بعد بلکہ قبل کتاب باری ہی لکھی ہی تو پھر وہ کتاب اصح الکتب کہان رہی حالانکہ

اس حدیث کو بیش صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہی مثل سعد بن ابی وقاص و ابو سعید خدری اور ابن عمر و ابن عباس و جابر و زید بن ارقم و ابو ہریرہ و معاویہ وغیرہم کے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین اور ابن حجر مکی نے صواعق مین لکھا ہی نہایت تعجب کی بات ہی کہ روایت پیشوا زی ابوبکر جسکو بزعم اپنے یہ لوگ آٹھ صحابہ سے روایت کرتے ہین اور اوسکو متواتر سمجھتے ہین جیسا کہ ابن حجر نے صواعق مین لکھا ہی کہ چونکہ آٹھ صحابہ نے اسکو روایت کیا ہی اس سبب سے یہ حدیث متواتر ہی حالانکہ یہ حدیث شیعونکے یہان ہرگز ثابت نہین ہی وہ تو متواتر قرار پائے اور حدیث منزلت جو متفق علیہ بین الفریقین ہی اور جسکو بیش صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہی وہ اخبار احاد مین سے ہوجائے آرے حبک الشئ یعمی ویصم البتہ بعض نے خوف خدا کرکے لکھا بھی ہی کہ یہ حدیث متواتر ہی چنانچہ محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالبؑ مین لکھا ہی ھذا حدیث دخل فی حد التواتر اور سیوطی نے بھی اس حدیث کو متواترات مین سے شمار کیا ہی اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین لکھا ہی فمن المتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسے[۱۴] اور یہ جو لکھا ہی کہ اجماع کو یہ حدیث باطل نہین کرسکتی تو ہم اس اجماع کو خود باطل سمجھتے ہین باطل چیز کو کوئی کیا باطل کریگا کیونکہ اجماع جب صحیح ہوتا کہ اسمین اہل بیتؑ اور بنی ہاشم بھی شریک ہوتے حالانکہ نہ بنی ہاشم شریک تھے اور نہ جناب امیرؑ اسمین شریک تھے بلکہ جناب امیرؑ کو تو ان حضرات نے خبر تک نہ کی اور نہ ان سے رائے

تواتر حدیث منزلت

باب مناقب علیؑ

یہ حدیث ایسی ہی کہ متواتر ہی

ازالۃ الخفا مین حدیث منزلت کو متواتر لکھا ہی

بطلان اجماع بر خلافت ابوبکر

یوبھی آور اگر مطلق اجماع سے خلافت ثابت ہو تو چاہیے کہ یزید سب سے بڑا خلیفہ ہو کیونکہ جتنا اجماع یزید کی طرف تھا ویسا اجماع تو خلیفۂ اول کو بھی نصیب نہوا بلکہ شرائط امامت مین انکے علمائنے لکھا ہی کہ تین باتونسے ایک بھی اگر کسی مین پائی جاے تو وہ امام ہی یا تو قہر و غلبہ سے وہ حاکم اور امیر ہو جاے یا اوسکو خلیفۂ مقدم خلیفہ اپنا کر جائے یا اوسکی طرف سب لوگونکا اجماع ہو جیسا کہ شارح مقاصد نے لکھا ہی پس یزید مین تو یہ تینون باتین یکجا پائی گئین قہر و غلبہ تو بدیہی ہی کہ خاندان رسالت کا بظاہر نام و نشان تک مٹا دیا اور استخلاف بھی ظاہر ہی کہ معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین و خلیفہ کیا تھا جیسا کہ عبد البر نے استیعاب مین اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی آور اجماع کا حال تو سب جانتے ہین کہ لاکھون آدمی اوسکی خلافت کے قائل تھے بلکہ امام حسین ع کو اسی واسطے شہید کیا کہ وہ سب کہتے تھے یزید کی بیعت کرو پس بنا بر انکے اصول کے چاہیے کہ یزید کی خلافت اول درجہ کی ہو اور وہ ملعون سب سنیونکا امام برحق اور خلیفۂ مطلق ہو جیسا کہ بعض اہل سنت اوسکی حقیت خلافت کے قائل بھی ہوے ہین بلکہ اوسکے مقابلہ مین امام حسین علیہ السلام کو خاک بدہانش باغی اور خارجی ٹھہرایا ہی آخر درجہ شاہ صاحب نے اس حدیث منزلت کا جواب یہ لکھا ہی کہ درصورتیکہ اس حدیث سے خلیفہ ہونا حضرت امیرؑ کا ثابت ہوتا ہی تو اس سے یہ کہان نکلا کہ ابوبکر و عمر و عثمان خلیفہ نہونگے سبحان اللہ باین معقولیت و باین محدثیت اتنا نہ سمجھے کہ جب خلافت جناب امیرؑ کی بنص نبوی ثابت ہوئی تو پھر دوسرونکو کیا استحقاق

شرائط امامت نزد اہل سنت

ف [illegible] ابو بکر ابن العربی [illegible] المالکی [illegible] الحسین قتل بسیف جدہ [illegible] قتل یزید الحسین باغیا ای لانہ خلیفۃ و الحسین باغ [illegible] ۱۲ منہ

باقی رہا منصوص علیہ کے ہوتے ہوئے غیر منصوص علیہ کب خلیفہ ہو سکتا ہی یہ کلام شاہ صاحب کا ایسا ہی ہی کہ معتقدین مسیلمہ کذاب جب قائل ہون توکہین کہ ہمنے مانا کہ محمد پیغمبر برحق ہین مگر اس سے یہ کہان نکلا کہ مسیلمہ نبی نہین ہی آور الطاف ربانیہ سے یہ بات ہی کہ جسطرح سے مشابہت جناب امیر علیہ السلام کی ازروے حدیث منزلت کے ساتھ حضرت ہارون کے (جو خلیفہ اول حضرت موسے کے تھے) ثابت ہی اوسیطرح مشابہت جناب امیر کی ساتھ حضرت یوشع کے بھی (جو خلیفہ اور وصی ثانی اونحضرت کے تھے) حدیث اور آیت قرآنی سے ثابت ہی دیکھو جسطرح حضرت یوشع کے واسطے ردشمس ہوا اوسطرح جناب امیر کے واسطے بھی ردشمس ہوا جیسا کہ ازالۃ الخفاء و جامع التواریخ وغیرہ مین ہی اور جسطرح حضرت یوشع کو خدا نے فتی کہا ہی اوسیطرح جناب امیر کو بھی فتے کہا ہی قرآن مین یوشع کی بہ نسبت حق تعالے فرماتا ہی واذ قال موسی لفتاہ اور غزوۂ احد مین جناب امیر کی شان مین آیا ہی لافتے الا علے لاسیف الا ذوالفقار و فی ہذا کفایۃ لطالب الحق والیقین وارغام لآناف الجاحدین والمنکرین یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

مسلک پنجم مطاعن مین اور اوسمین چار طریق ہین طریق اول

مشتمل او پر طعن ابوبکر کے واضح ہو کہ جب جناب فاطمہؑ نے بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے سنا کہ ابوبکر نے باغ فدک پر قبضہ کیا تو حضرت تشریف لائین اور کہا ای ابوبکر یہ باغ ہمارا حق ہی پیغمبر خدا ہمکو دیگئے ہین اوسوقت

ابوبکر نے جناب سیدہؑ سے گواہ طلب کیے تب حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمنؓ کو
جناب فاطمہؑ گواہ لائین اور ان حضرات نے گواہی دی کہ بیشک پیغمبر خدا ام
فاطمہؑ کو باغ فدک دیگئے ہین ابوبکر نے گواہی کو ان برگزیدگان خدا کی رد کردیا اور
جناب سیدہؑ کو کچھ ندیا جیسا کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور ابن ابی الحدید نے
شرح نہج البلاغہ مین اور سمہودی نے کتاب جواہر العقدین مین اسکا اقرار
کیا ہے قال سمہودی فانتہ فاطمۃ فقالت لہ ان رسول اللہ صلعم اعطانے
فدك فقال هل لك على ذلك بينة فجائت بعلى فشهد لها ثم
جائت بام ايمن فقالت الست تشهد انى من اهل الجنة قال بلى
قالت فاشهد ان النبى صلعم اعطاها فدك فقال ابوبكر برجل
وامرأة تستحقينها انتهى موضع الحاجة یعنے فاطمہؑ ابوبکر کے پاس آئین اور
فرمایا یہ باغ فدک ہمارا ہے پیغمبر خدا ہمکو دیگئے ہین تب ابوبکر نے کہا تمھارے
پاس کوئی گواہ ہے جناب سیدہؑ حضرت امیرؑ کو گواہ لے آئین پس حضرت علیؑ نے
جیسا جناب فاطمہؑ نے کہا تھا ویسی ہی گواہی دی بعد اسکے ام ایمن کو گواہ
لے آئین اوسوقت ام ایمن نے کہا اے ابوبکر تم گواہی دیتے ہو کہ مین اہل بہشت
سے ہون ابوبکر نے کہا ہان تب ام ایمن نے کہا مین گواہی دیتی ہون کہ
پیغمبر خدا نے جناب فاطمہؑ کو فدک عطا کیا ہے اوسوقت ابوبکر نے فاطمہؑ سے
کہا تم ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر چاہتی ہو کہ فدک لیلو اور
صاحب کتاب مفتاح الفتوح نے (علے مانقل عنہ) لکھا ہے ان فاطمۃ ادعت
ان رسول اللہ صلعم اباها نحلها فدك فطلب منها البينة فجائت

ص ۲۹۳ باب دوم جلد دوم

پیغمبر کا جناب سیدہؑ کو فدک دینا

۱۴۷

بعلی والحسن والحسین وام ایمن فرد بعضهم بجر النفع وبعضهم لعدم بلوغ نصاب الشهادة یعنے فاطمہؓ نے دعوی کیا کہ رسول خداؐ فدک ہمکو دیگئے ہین ابوبکر نے گواہ طلب کیے پس علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور ام ایمنؓ کو فاطمہ گواہ لے آئین پس ابوبکر نے بعض کی گواہی تو بگمان کشش نفع کے اور بعض کی گواہی بسبب نہ پہونچنے حد معین کے رد کردی اور صاحب مواقف اور شارح مواقف نے لکھا ہو فان قیل ادعت فاطمة انه نحلها ای اعطاها فدکا نحلة وعطیة وشهد علیه علی والحسن والحسین وام کلثوم والصحیح ام ایمن وهی امرأة اعتقها رسول الله ص وکانت حاضنة اولاده فزوجها من زید فولدت له اسامة فرد ابوبکر شهادتهم فیکون ظالما قلنا اما الحسن والحسین فللفرعیة لان شهادة الولد لا تقبل لاحد ابویه واجداده عند اکثر اهل العلم وایضا هما کانا صغیرین فی ذلك الوقت واما علی وام ایمن فلقصورهما عن نصاب البینة وهو رجلان او رجل وامرأتان یعنے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب فاطمہؓ نے فدک کا دعوی کیا اور کہا کہ پیغمبر خداؐ ہمکو دیگئے ہین اور اس بات پر علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور ام کلثوم بلکہ ام ایمنؓ نے گواہی بھی دی (اور یہ وہ عورت ہین جنکو پیغمبر خداؐ نے آزاد کردیا تھا اور زید سے نکاح کردیا کہ اونسے اسامہ پیدا ہوے اور یہ ام ایمن برابر اولاد رسولؐ کی دایہ رہین) تو پھر ابوبکر نے ان لوگونکی گواہی کیون رد کردی تو ہم جواب دینگے کہ حسنؓ وحسینؓ کی گواہی تو اسواسطے ابوبکر نے رد کی کہ یہ دونون

ص ۶۰۹ شرح مواقف چھاپہ روم قسطنطنیہ

اونمین فاطمہؑ کے لڑکے تھے اور گواہی اولاد کی ابوین اور اجداد کے حق مین اکثر کے
نزدیک مقبول نہین ہی علاوہ اسکے یہ دونون اوسوقت کم سن تھے اور علی اور
ام ایمن کی شہادت اسواسطے رد کی کہ یہ دونون مدعین سے گواہی کے کم تھے
اور گواہی مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکا ہونا ضرور ہی آب صاحبان
انصاف ذرا غور کرین اور دیکھین کہ ابوبکر نے اس دعوی فاطمہؑ کو (جو حضرت
نے فرمایا نحلینھا واعطانیھا رسول اللہؐ یعنے فدک ہمکو پیغمبر خداؐ دیگئے ہین)
کسطرح رد کیا پہلے تو کہا کہ اس دعوی پر اپنے گواہ لاؤ حالانکہ جناب فاطمہؑ
بنص آیۂ تطہیر معصومہ تھین اور اہل بیت نبوت سے تھین اونپر احتمال کذب کرنا
محض بیجا تھا اور جب جناب سیدہؑ حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمنؓ کو گواہ
بھی لائین تو بعد گواہی ان حضرات کے ابوبکر نے کچھ خیال نکیا اور یہ سمجھکر
ٹالدیا کہ علیؑ انکے شوہر ہین وہ انھین کی ایسی کہینگے اور حسنینؑ بھی انھین کے
لڑکے ہین وہ بھی انھین کی ایسی کہینگے اور ام ایمن ایک عورت ہین ایک عورت
کی گواہی سند نہین آب ہم اس سمجھ کو ابوبکر کی باطل کرتے ہین اولا تو ابوبکر
کا گواہ طلب کرنا محض لغو تھا کیونکہ گواہی جب چاہیے کہ شئ مدعیٰ بہ پر قبضہ
نہو اور باغ فدک حضرت فاطمہؑ کے قبضہ مین تھا والقبض دلیل الملک پس
خلاف حکم شرع ہی کہ قابض سے گواہ طلب ہون آور دلیل اسپر قطع نظر اجماع ایاہ
کے روایت شیخ علی متقی کی کنز العمالؒ مین اور سیوطی کی در منثور مین ہے

حیث قالا عن ابی سعید الخذری لما نزلت وآت ذا القربی
حقہ دعا رسول اللہؐ فاطمۃؑ فاعطاھا فدک یعنے ابوسعید خذری سے

ابطال [illegible] بینہ شہادت

ص
باب صلۂ رحم

ص ۱۳۵ چھاپہ بمبئی

منقول ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ای رسولؐ جو تمھارا قرابت وار ہی اوسکو حق اوسکا دیدو تو پیغمبر خداؐ نے فاطمہؑ کو بلایا اور اونکو فدک عطا کیا اور صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہی بعضے میگویند کہ حضرت رسالتؐ بسوئے فدک امیر المؤمنین علیؑ را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر واقع شد بر آن منہج کہ امیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خاص ازان رسول اللہؐ باشد پس جبرئیل فرود آمد و گفت کہ حق تعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہؐ گفت کہ خویش کیانند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہؑ ست حوائط فدک را باو بدہ وانچہ ازان خدا و رسول است در فدک ہم بدو وبدہ پیغمبر فاطمہؑ را بخواند و برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہؐ پیش ابو بکر آوردہ و گفت این کتاب رسول خداست برائے من و حسنؑ و حسینؑ نوشتہ است انتہی اس سے ثابت ہوا کہ باغ فدک قبضہ مین جناب فاطمہؑ کے تھا اسواسطے کہ اعطا بدون اقباض باوجود حکم خدا کے اور لکھنے وثیقہ کے بعید از عقل ہی کیونکہ خدا نے کہا کہ فدک فاطمہؑ کو دیدو تو اگر رسول خداؐ نے نہین دیا یا دیا اور قبضہ نہین کرایا تو معاذ اللہ خدا کے حکم کی تعمیل حضرتؐ نے نہین کی لان الھبۃ بدون الاقباض کلاھبۃ اور درصورتیکہ ابو بکر نے گواہ بھی طلب کیے تو دو حال سے خالی نہین یا ابو بکر کے نزدیک یہ حضرات شاہدین سچے تھے یا سچے نہین تھے درصورت اولی ابو بکر کو موافق اپنے علم کے عمل کرنا لازم تھا کما ھو مسلم بین الفریقین اور درصورت ثانیہ یعنے ابو بکر کے نزدیک یہ حضرات سچے نہین تھے تو یہ گمان باطل ابو بکر کا محض خیال خام تھا

اولاً جناب سیدہؑ کو خیال کیجیے جو بضعۂ رسولؐ اور عدیل مریمؑ اور سیدۃ النساء ہون ص ۵۳۲ صحیح بخاری چھاپہ میرٹھ
کما فی کتبھم اور معصوم اور بری از رجس ہون بشہادت آیۂ تطہیر وہ کیونکر جھوٹ
دعوی کرسکتی ہین ثانیاً جناب امیرؑ کو خیال کیجیے جو اہل بیتؑ مین داخل ہون
اور تمسک کا اونکے ساتھ پیغمبر خداؐ نے حکم دیا ہوا ور نفس پیغمبر ہون بشہادت
آیۂ مباہلہ اور معصوم ہون بمفاد آیۂ تطہیر اور احب خلق الی اللہ ہون اور
مدینۂ علم ہون اور بمنزلۂ ہارون کے ہون اور مصداق علیؑ مع الحق بھی ہون
اور باقرار شاہ صاحب سچے بھی ہون کما قال فی تحفتہ المسروقۃ و از
جملۂ آنہا علی مرتضیٰ است کہ باجماع شیعہ معصوم و باجماع اہلسنت محفوظ و
صادق است پس عقل کب گوارا کرسکتی ہی کہ ایسا شخص محض دنیا کے واسطے
جھوٹی گواہی دے اور سب مسلمین کے حق کو چاہے کہ ہمین کو ملجاے حاشا
وکلّا خصوصاً اوس صورت مین کہ جب احکم الحاکمین نے خود گواہی کو جناب
امیرؑ کی قبول کیا ہو تو پھر ابوبکر کو گواہی مولاے انس وجان کی رد کرنیکا
کیا منصب تھا میبذی نے فواتح مین اور نظیری نے خصائص علویہ مین اور
ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور محمد صالح کشفی نے مناقب مرتضوی مین روایت
کی ہی کہ قل کفیٰ باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب
یعنے کہہ اے رسول کہ کافی ہی واسطے گواہی کے درمیان ہمارے اور تمھارے
اللہ اور وہ شخص جسکے پاس علم کتاب اور اسم اعظم ہی اسمین مقصود اوس
شخص سے علیؑ ہین اب خیال کیجیے حال حسنینؑ کو جو کہ آل عباؑ مین داخل ہون اور ص ۷۷۴ صحیح مسلم جلد دوم چھاپہ کلکتہ
مصداق آیۂ تطہیر اور حدیث تمسک اور حدیث سفینہ ہون اور جنکے واسطے

ص ۵۳ صحیح بخاری چھاپہ میرٹھ

ص ۶۲۳ صحیح ترمذی چھاپہ لکھنؤ

ص ۶۲۳ صحیح مسلم چھاپہ کلکتہ

رسولخدا فرماتے ہون اللّٰهم انی احبهما فاحبهما اور جنکی شان مین اکثر فرمایا ہو الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة پس جن بزرگوارونکو خدا ورسول دوست رکھین اور جو سرداران اہل بہشت ہون کیا اونکا یہی کام ہی کہ جھوٹی گواہی دین آپ خیال کیجیے ام ایمنؓ کو جنکی ملاقات کو رسولخدا اونکے گھر جایا کرتے ہون اور جو بشارت دی گئی ہون ساتھ بہشت کے کب عقل گوارا کرتی ہی کہ ایسی عورت جھوٹی گواہی دے اور عذر صغر سن حسنینؑ جیساکہ شارح مواقف نے کیا ہی یہ نسبت ایسے دوستان خدا کے بتنی ہی اوپر قیاس حال اولیاء اللہ کے اپنے شیوخ ثلثہ پر جنکا مرتبۂ علم وعقل وعرفان یہ تھا کہ چالیس چالیس برس تک بت پرستی اور شراب خواری مین مبتلا رہے حالانکہ بدیہی ہی کہ حال انبیاء اور اوصیاء اور اولیاء کا مثل حال سائر ناس کے نہین ہی اسلیے کہ یہ لوگ مؤید ومسدد من اللہ من بدو الفطرة ہین اور صغیر اور کبیر انکے کمال عقل ودانش اور عرفان مین یکسان ہین مثل سورہ کے خورد وبزرگ قرآن عزت وشان مین مساوی ہین جیساکہ اٰتینٰه الحکم صبیا اور اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا قصۂ حضرت عیسیٰ ویحییٰ مین اسپر شاہد ہی اور کافی ہی خصوصیت اس مقام کے لیے جو روایت کی ہی بخاری نے کتاب الجہاد مین کہ جب ایام رضاعت مین امام حسن علیہ السلام نے بعض ثمرات صدقہ کو اوٹھالیا تو جناب رسولخدا نے فرمایا کخ کخ اما تعلم ان الصدقة حرام علینا ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح مین لکھا ہی کہ یہ اعتراض جناب رسولخدا کا امام حسنؑ پر جائے استبعاد نہین ہی کہ حال امام حسنؑ کا دوسرونکے حال پر قیاس نکرنا چاہیے

[illegible] ۱۲

کان الحسن فی ثلاث الحال کان یطالع اللوح المحفوظ یعنے امام حسن علیہ
السلام اوسی سن مین مطالعہ لوح محفوظ کرتے تھے آور بہت مناسب اس
مقام کے ہی حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جو سن طفولیت مین گفتگو
بہلول سے کی ہی جیساکہ صاحب صواعق محرقہ نے نقل کی ہی آور بہی اوسی
کتاب صواعق مین کہ کتب معتبرۂ اہلسنت سے ہی حال حضرت امام محمد تقی علیہ
السلام مین لکھا ہوا ہی کہ ایک روز گذر ہوا مامون خلیفہ عباسی کا طرف اونحضرت کے
کہ درمیان لڑکونکے کھڑے ہوے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے اور سن اونحضرتکا
نو برس کا تھا پس سب لڑکے موکب و دبدبہ سواری خلیفہ دیکھکر بہاگ گئے مگر وہ حضرت
جیسے کھڑے تھے اوسیطرح کھڑے رہگئے جب مامون قریب آیا تو اوسنے کہا کہ ای
لڑکے تو بہی سب لڑکونکی طرح سے کیون نہ بہاگا اونحضرت نے فوراً بزبان فصیح
و ملیح جواب دیا کہ راہ تنگ نہ تھی کہ مین تیرے لیے کشادہ کرتا اور مین نے تیرا
کچھ گناہ بہی نہین کیا تھا کہ تجھ سے ڈرتا اور تجھ سے گمانِ بد بہی نرکھتا تھا کہ بلاجرم
تو کسی کو آزار دیگا پس متعجب ہوا مامون اونحضرت کے حسن کلام اور حسن صورت
سے اور پوچھا کہ تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہی اونحضرت نے فرمایا محمد
بن علی الرضا پس اوسنے کہا رحم اللہ اباک اور گھوڑا آگے بڑھایا جب عمارات
سے باہر گیا تو اپنے باز شکاری کو شکار پر چھوڑا پس وہ باز نظروںسے غائب ہوا
اور بعد تھوڑی دیر کے جانب بالا سے پھرا تو اوسکی منقار مین ایک چھوٹی مچھلی
تھی یہ دیکھکر مامون کو نہایت تعجب ہوا اور اپنے گھر کیطرف پھرا جب اوسمقام پر
پہونچا جہان سب لڑکے مجتمع تھے تو دیکھا کہ سب لڑکے بہاگ گئے مگر امام محمد تقی

حکایت لطیف

علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے ہین پس اوسنے کہا ای محمد میرے ہاتھ مین کیا ہی اونحضرتنے فرمایا کہ دریاے قدرت خدامین بہت سی چھوٹی مچھلیان ہین کہ بادشاہونکے باز اوسکا شکار کرتے ہین اور وہ بادشاہ اوس سے سلالۂ خاندان نبوت کا امتحان کرتے ہین یہ سنکر مامون نے کہا انت ابن الرضا حقاً اور اونحضرت کو اپنے ساتھ لایا اور نہایت اعزاز و اکرام اونحضرت کا کرتا تھا بسبب اسکے کہ اوسپر کمال علم و فضل اور عقل و دانش اونحضرت کی باوجود اس صغر سن کے ظاہر ہوئی تھی اور ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی کو نکاح مین اونحضرت کے دے مگر عباسیون نے اوسکو منع کیا (اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ مثل انکے باپ کے انکو بھی اپنا ولی عہد کرے) تب مامون نے کہا کہ مثل اس لڑکے کے علم و حلم و معرفت مین کوئی دنیا مین نہین ہی عباسیون نے اسکا انکار کیا اور کہا کہ یہ لڑکا علما کا مقابلہ کیا کرسکتا ہی اور بلایا یحییٰ بن اکثم کو کہ اوس زمانہ مین سرآمد علماے روزگار تھا اور اوس سے کہا کہ ہم تجکو بہت مال و زر دینگے اگر اس لڑکے کو بند کردے غرض جمع ہوے علما اور ارا کین دولت اور مامون نے امام محمد تقی کے واسطے ایک عمدہ مسند بچھائی پس یحییٰ نے اپنی دانست مین بہت بہت مشکل سوالات کرنے شروع کیے اور وہ حضرت بلا تامل جوابہاے شافی دیتے تھے کہ ہر شخص سے صداے احسنت بلند تھی آخر الامر خلیفہ نے اصرار کیا کہ کوئی ایک سوال آپ بھی یحییٰ سے کرین پس امام علیہ السلام نے فرمایا اے یحییٰ کیا کہتا ہی تو دربارہ اوس مرد کے کہ نظر کی اوسنے طرف ایک عورت کے ابتداے روز مین تو وہ حرام تھی بعد اوسکے دن چڑھے وہ حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت حرام ہوئی پھر

عصر کے وقت وہ حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت حرام ہوئی پھر عشا کے وقت حلال ہوگئی پھر آدھی رات کو حرام ہوئی پھر صبح کو حلال ہوگئی یحیےٰ نے کہا مین نہین جانتا پس فرمایا امام علیہ السلام نے کہ وہ ایک لونڈی اجنبیہ تھی کہ ابتداے یوم مین اوسپر نظر بشہوت کی تھی تو وہ حرام تھی پھر دن چڑھے اوسکو مول لے لیا تو وہ حلال ہوگئی پھر ظہر کو اوسکو آزاد کر دیا پھر عصر کو اوس سے تزویج کی پھر مغرب کو اوس سے ظہار کیا پھر عشا کو کفارہ دیا پھر نصف شب کو طلاق رجعی دی پھر صبح کو مراجعت کی پس مامون نے عباسیون سے کہا دیکھا تمنے اوسکو جسکا انکار کرتے تھے پس اوسی جلسے مین اپنی بیٹی ام الفضل کے ساتھ نکاح کر دیا انتھے ما اردنا نقلہ الحاصل حسنین علیہما السلام امام محمد تقیؑ اور امام حسن عسکریؑ سے بیشک افضل تھے پس کہنا اونکا ابوبکر سے قومن مقام ابینا ازراہ طفولیت نہین ہوسکتا ہی جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ نے اسکو محمول لڑکپن پر کیا ہی اور کہا ہی کہ الصبی صبیٌ ولو کان نبیًا یہ کہنا اونکا محض غلط ہی کوئی سند اسپر قائم نکی اور حال اولیاء اللہ اور کل اطفال کا ایک کر دیا اسی طرح سے شارح مواقف کا عذر صغر سن اور عدم تکمیل نصاب بہ نسبت معصومین کے غیر معقول اور قابل سماعت ارباب عقول نہین ہوسکتا ہے اس ہمارے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر نے محض نفسانیت اور نادانی اور طمع دنیاے فانی اور ایذا رسانی اہل بیت رسول یزدانی کے خیال سے اس دعوی کو جناب فاطمہؑ کے نہ سنا اور ایسے بزرگوار ونکی گواہی کو قبول نکیا کیونکہ ابوبکر کو اسمین اگر لحاظ حکم شرع مقصود ہوتا تو ہرگز اوسپر

ص ۴۰۸ چھاپۂ دہلی

عمل ہوتا حالانکہ ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ ابو بکر نے فقط ایک شخص کے دعوے کو بدون سنے گواہ کے نافذ رکھا ہو مشکوۃ مین ہی عن جابرؓ قال لما مات رسول اللہ صلعم وجاء ابا بکر مال من قبل العلاء بن الحضرمی فقال ابو بکر من کان لہ علی النبی صلعم دین اوکانت لہ قبلہ عدۃ فلیاتنا قال جابر فقلت وعدنی رسول اللہ صلعم ان یعطینی ھکذا وھکذا وھکذا فبسط یدیہ ثلاث مرات قال جابر فحثی لی حثیۃ فعددتہا فاذا ھی خمسمائۃ وقال خذ مثلیہا یعنے جابر کہتے ہین جب رسولخدا صلعم نے انتقال کیا اور ابو بکر کے پاس علار بن خضرمی کی جانب سے مال آیا او سوقت ابو بکر نے کہا جس شخص کا نبی کے اوپر دین ہو یا پیغمبر نے کچھ اوس سے وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آوے جابر کہتے ہین مین نے ابو بکر سے کہا مجھ سے رسول خدا صلعم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمکو اتنا اتنا مال دینگے پس ابو بکر نے تین مرتبہ دونون ہاتھ بڑھا کر میری طرف پھینکا جب مین نے اوسکو گنا تو وہ پانسو درہم تھے بعد اسکے ابو بکر نے کہا اسکی دو اتنا اور لے لو یہان پر انکے علما خود حیران ہین کہ ابو بکر نے دعوی کو ایک شخص کے بدون سنے گواہ کے کیون قبول کیا جیسا کہ بعض حواشی صحیح بخاری مین بھی موجود ہی سبحان اللہ جابر نے (جو کہ صحابہ مین سے تھے) جب آکر مانگا تو اونسے ابو بکر نے گواہ طلب نہ کیے اور ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار درہم ہو داے مال مفت دل بیرحم دیدیے اور فاطمہ پارۂ جگر رسولؐ نے جب اپنی چیز مانگی اور دعوی کیا تو اونسے گواہ طلب کیے اور بعد گواہی کے بھی کچھ نہ دیا مرحبا یہی چاہیے ع این کار

[illegible]

از نو آید و مردان چنین کنند۔ واضح ہو کہ اولاً جناب سیدہؑ نے دعویٰ ہبہ کا کیا
اور پھر ابوبکر نے گواہ طلب کیے جب حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمنؓ نے گواہی
دی تو ابوبکر نے گواہی کو ان حضرات کی باطائف الحیل رد کر دیا تب جناب
سیدہؑ نے مجبور ہو کر دعوے میراث کا کیا اس خیال سے کہ اسمین تو
ابوبکر کو کچھ عذر نہو گا کیونکہ مین بیٹی رسولؐ کی ہون سوائے میرے اور
کون وارث ہی اسطرح سے بھی فدک میرا ہی مال ہی اسکو بھی ابوبکر نے ایک
حدیث اپنے دل سے بنا کر اوڑا دیا جیسا کہ صحیح بخاری مین عائشہ سے منقول ہی
ان فاطمة بنت رسول الله ص سألت ابا بكر الصديق بعد وفاة رسول الله ص ان يقسم لها ميراثها ما ترك رسول الله ص مما افاء الله عليه فقال لها ابو بكر ان رسول الله ص قال لا نورث ما تركنا صدقة فغضبت فاطمة بنت رسول الله ص فهجرت ابا بكر فلم تزل مهاجرته حتى توفيت وعاشت بعد رسول الله ص ستة اشهر

ص ۴۳۵ جلد اول چھاپہ میرٹھ

یعنے فاطمہ دختر رسول خدا ص نے
بعد وفات پیغمبر خدا ص کی ابوبکر سے سوال کیا کہ جو میرے باپ کا ترکہ ہی اوس چیز
مین سے جو خدا نے اونکو عنایت فرمایا تھا وہ میراث میری ہی مجکو دے
ابوبکر نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا ص نے فرمایا ہی ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو چیز
ہم چھوڑ جائین وہ سب صدقہ ہی یہ سنکر فاطمہ دختر رسولؐ غضبناک ہوئین
اور وہان سے چلی آئین اور پھر ابوبکر سے ملاقات نکی اور ہمیشہ کنارہ کش رہین
یہانتک کہ انتقال کیا حالانکہ بعد رسول خدا ص کے چھ مہینے تک زندہ رہین
اور پھر صحیح بخاری مین عائشہ سے منقول ہی ان فاطمة والعباس اتیا

ص ۹۹۵ جلد دوم چھاپہ میرٹھ

ابابکر یلتمسان میراثہما من رسول اللہ صم وہما یومئذ یطلبان ارضیہما من فدک وسہمہ من خیبر فقال لہما ابوبکر سمعت رسول اللہ صم یقول لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد من ھذا المال قال ابوبکر واللہ لا ادع امرا رایت رسول اللہ صم یصنعہ فقال فہجرتہ فاطمۃ ولم تکلمہ حتے ماتت یعنے فاطمہؑ وعباسؓ دونون ابوبکر کے پاس آئے اور اپنی میراث کو جو رسول خدا صم نے چھوڑا تھا طلب کیا اور دونون اوس روز اپنی زمین یعنے فدک کو اور عباس اپنا حصہ مال خیبر مین سے بھی ابوبکر سے مانگ رہے تھے ابوبکر نے جواب دیا مین نے پیغمبر خداؐ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑ جاتے ہین وہ سب صدقہ ہے ہان اولاد رسولؐ کو کچھ تھوڑا سا اسمین سے کھانیکو دینا چاہیے بعد اسکے ابوبکر نے کہا قسم خدا کی جس امر کو مین نے رسول خدا کو کرتے دیکھا اوسیطرح مین بھی کرونگا راوی کہتا ہے فاطمہؑ یہ سنکر ابوبکر کے سامنے سے چلی آئین اور پھر ابوبکر سے کلام نکیا یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا اور صحیح مسلم مین ہے ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صم ارسلت الی ابی بکر الصدیق تسالہ میراثہا من رسول اللہ صم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ صم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ صم عن حالہا التی کانت علیہا فی عہد رسول اللہ صم ولاعملن فیہا

ص ۱۵۱ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

بما عمل رسول اللہ صلعم فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک قال فھجرتہ ولم تکلمہ حتے توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی بن ابیطالب لیلا ولم یوذن بھا ابابکر وصلے علیھا علی انتہی موضع الحاجۃ یعنے فاطمہ دختر رسول خدا صلعم نے ابوبکر سے میراث طلب کی جو جو چیزین خدا نے اپنے رسول کو مدینہ مین دی تھین اور باغ فدک کو بھی طلب کیا اور جو چیز کہ باقی تھی خمس خیبر سے اوسکو بھی مانگا ابوبکر نے جواب دیا رسول خدا کہہ گئے ہین کہ ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو چیز ہم چھوڑ جاتے ہین وہ سب صدقہ ہی البتہ اولاد رسول کو کچھ تھوڑا سا کھانیکو اسمین سے ملنا چاہیے اور اب ہم جو صدقہ رسول کا ہی اوسمین جسطرح رسول کے زمانہ مین تھا اوسمین تغیر نہین دیکیتے اور جسطرح رسول نے عمل کیا ہی اوسیطرح ہم بھی عمل کرینگے پس ابوبکر نے انکار کیا اور کچھ بھی فاطمہ کو ندیا اوسوقت فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئین اور پھر کلام نکیا یہانتک کہ انتقال کیا اور بعد رسول خدا کے چھ مہینے تک زندہ رہین جب فاطمہ نے انتقال کیا تو اونکے شوہر علی بن ابیطالب نے شب کے وقت دفن کیا اور ابوبکر کو جنازہ پر آنیکی اجازت ندی اور خود حضرت علی نے فاطمہ پر نماز پڑھی آپ صاحبان انصاف اور منصفان دور از اعتساف ذرا غور کرین اور دیکھین اس ظلم کو وہ باغ جو خاص رسول خدا صلعم کا تھا مال غنیمت سے نہ تھا کسی کے لڑنے سے ہاتھ نہین آیا تھا اور اوسکو پروردگار عالم نے اپنے حکم سے فاطمہ کو دلا یا تھا

ع عن عمر قال کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ مما لم یوجف المسلمون علیہ بخیل ولا رکاب فکانت لرسول اللہ خاصۃ ینفق علی اھلہ نفقۃ سنتہ ثم یجعل ما بقی فی السلاح والکراع عدۃ فی سبیل اللہ ۱۲ منہ صحیح بخاری

اس حق کو ابو بکر نے غصب کر لیا ہزار حیف اون فاطمہؑ کو ابو بکر نے حق سے محروم کیا اور رنج دیا جنکی تعظیم کے واسطے پیغمبر خداؐ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اور وہ فاطمہ جو معصومہ تھین بشہادت آیہ تطہیر اور جنکی شان مین پیغمبر خداؐ فرماتے تھے فاطمة سیدة نساء اہل الجنة فاطمہؑ سردار ہی زنان بہشت کی اور فرماتے تھے فاطمة بضعة منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی فاطمہ پارۂ جگر میری ہی جسنے اوسکو غضبناک کیا اوسنے مجکو غضبناک کیا اور بھی فرماتے تھے فاطمة بضعة منی یوذینی ما اذاہا فاطمہ پارۂ جگر میری ہی جس سبب سے اوسکو اذیت ہوتی ہی اوس سبب سے مجکو بھی اذیت ہوتی ہی اب ہم کہتے ہین اس کلام سے ابو بکر کے فاطمہؑ غضبناک ہوئین جیسا کہ غضبت فاطمة سے ظاہر ہی اور یہ غضبناک ہونا جناب سیدةؑ کا ابو بکر کی وجہ سے تھا تو ابو بکر نے فقط فاطمہؑ کو غضبناک نہین کیا بلکہ پیغمبر خداؐ کو بھی غضبناک کیا و اغضاب النبیؐ علے حد الشرک آور پھر ہم کہتے ہین کہ جناب سیدہؑ کا ابو بکر پر غضبناک ہونا اور مرتے دم تک کلام نکرنا اور جنازہ پر آنیکے واسطے منع کرنا اور نماز پڑھنے کی روادار نہونا بلکہ ابو بکر پر بد دعا کرنا ان سب باتون سے صاف ظاہر ہی کہ جناب فاطمہؑ کو بڑا صدمہ ہوا اور نہایت رنج پہونچا اور جب کسیکو صدمہ و رنج پہونچیگا تو ضرور روح و قلب کو ایذا ہوگی اور پیغمبر خداؐ فرما چکے ہین یوذینی ما اذاہا تو اس ایذاے فاطمہؑ سے بیشک پیغمبر خداؐ کو بھی ایذا پہونچی ہوگی اور خدا وند جبار فرماتا ہی ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرة یعنے جو لوگ خدا کو

ص ۵۳۲ صحیح بخاری

اور اوسکے رسول کو اذیت پہونچاتے ہین او نپر خدا لعنت کرتا ہی دنیا و آخرت مین
اس سے جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہی خیال کرو جسکے سبب سے بضعۂ رسول کو بلکہ خود
رسول کو ایذا پہونچے اور دختر رسول اوس سے بسبب اونکے حق ندینے کے
دنیا سے ناراض جائین اور مرتے دم تک بسبب رنج کے اوس سے کلام نکرین
اور جنازہ پر آنے دینے کی روادار نہون تو ایسا شخص کب دین پیغمبر پر
باقی رہ سکتا ہی ۵

ہرگز م باور نمے آید زروے اعتقاد		حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن

اس مقام پر خود انکے اکثر علما کی عقل دنگ ہی دریاے حیرت مین غوطہ زن
ہو رہے ہین ورطۂ ہلاکت مین پڑے ہاتھ پاؤن مار رہے ہین کچھ بات بنائے نہین
بنتی چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے مشکل ترین
قضایا قضیہ فاطمۂ زہرا است زیرا کہ اگر بگوئیم کہ او جاہل بود باین سنت یعنے
حدیثے کہ ابو بکر نقل کردہ بعید است از فاطمہ و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق
نیفتاد او را بسماع این حدیث از ان حضرت مشکل میشود کہ بعد از استماع
از ابی بکر و شہادت سائر صحابہ بر آن چرا قبول نکرد و اگر غضب او پیش
از سمع حدیث بود چرا برگشت از غضب تا آنکہ امتداد کشید و تا زندہ بود
مہاجرت کرد انتہی پھر کیف جب اہلسنت نے دیکھا کہ کوئی بات بنائے نہین
بنتی ہی اور خلافت پناہ مین نقص لگا جاتا ہی تو آخر مجبور ہو کر یہ بات بنائی
کہ ابو بکر نے فاطمہ کو قصداً غضبناک نہین کیا بلکہ وہ خود غضبناک ہوئین جیسا
شاہ صاحب نے اپنے تحفۂ مسروقہ مین لکھا ہی اسکا جواب اولاً یہ ہی کہ

ص ۲۲۳ چھاپہ لکھنو

ابو بکر نے قصداً غضبناک نہین کیا

قصد امور قلبیہ سے ہی جیسا کہ خود شاہ صاحب نے جواب مین طعن دوم کے مطاعن عمر سے
لکھا ہی و قصد از امور قلبیہ است کہ برآن غیر از خدائے تعالی دیگرے مطلع نمیتواند
شد پس کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ ابو بکر کا قصد غضبناک کرنیکا نہ تھا نہایت
تعجب کی بات ہی کہ شاہ صاحب کو اسمقام پر خلاف اپنے قول کے اطلاع
ہوگئی کہ ابو بکر کا قصد بضعۂ رسولؐ کو غضب مین لانیکا نہ تھا اگر یہ کہین کہ ہمارا
حسن ظن یہی کہتا ہی کہ اونکا ہرگز قصد اغضاب کا نہ تھا پس یہ قول مقابلہ مین
شیعونکے کہنا نہایت عقلمندی ہی شیعے کہینگے ہم بھی اونکے عادات اور اطوار سے
خوب واقف ہین ہم خوب سمجھتے ہین کہ بیشک ابو بکر کو مقصود غضبناک کرنا
اور محروم رکھنا اور رنج دینا بضعۂ رسول کو تھا کہ حسب قرائن حالیہ اور مقالیہ
دال ہین ثانیاً معنے اغضاب کے غضب مین لانا اور آزردہ کرنا ہی خواہ
کسی فعل کے سبب سے ہو خواہ کسی گفتگو کے ساتھ پس جو شخص عمداً جان بوجھکر
ایسا کام کرے جو باعث کسی کے غضب کا ہو تو سبب اوس غضب کا وہی
شخص ہوا اور ضمن اغضبہا مین داخل ہوا ثالثاً یوذینی ما اذاہا مین
ما سے غیر ذوی العقول مراد ہی جسمین قصد نہین پایا جاتا اسی طرح اغضبنے
مین بھی قصد معتبر نہین ہوگا کیونکہ ایذا اور اغضاب ایک ہی قسم ہی رابعاً
ہم پوچھتے ہین کہ اغضاب نبیؐ مین آیا قصد معتبر ہی یا نہین اگر قصد معتبر نہین ہی
تو یہان اغضاب فاطمہؑ مین بھی قصد معتبر نہوگا لعدم الفارق بینہما اور
اگر قصد معتبر ہو تو چاہیے کہ بلا قصد غضب اگر کوئی ایسی بات کیا کرے جو باعث
غضبناک ہونے نبیؐ کا ہو تو اسمین کچھ مضائقہ نہو حالانکہ باجماع مسلمین یہ

ص ۲۴ چھاپۂ دہلی

باطل ہے خامسًا مشکوٰۃ مین ہے کہ عمر کو تھوڑا سا توراۃ کہین سے ملگیا خوشی خوشی
رسول خدا صلعم کے پاس لا کر کہا یا حضرت یہ توراۃ ہے حضرت نے اسکے جواب مین
خموشی اختیار کی پھر عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا تب تو رنگ پیغمبر خدا صلعم کا
متغیر ہوا ابوبکر نے عمر سے کہا تو مر جاے اور لوگ تجھپر روئین تو نہین دیکھتا چہرۂ
مبارک کو رسول خدا صلعم کے عمر نے چہرۂ مبارک کو دیکھکر کہا مین پناہ مانگتا ہون
غضب خدا اور غضب رسول سے پس اگر قصد معتبر ہوتا تو عمر کا پناہ مانگنا غضب خدا
اور غضب رسول سے کیا معنے عمر نے کیون نہ کہا یا حضرت مین نے قصد نہین
کیا تھا آپ خود غضب مین آئے میرا کیا قصور ہے آپ کیون میرے تئین نصیحت
کرتے ہین اسی طرح ابوبکر سے کیون نہ کہا کہ تم ناحق مجکو گالیان دیتے ہو اور
بد دعا کرتے ہو مین نے قصدًا پیغمبر کو غضبناک نہین کیا ہے مجھے اغضاب کب مقصود
تھا سادسًا ابن الخطیب نے مستطرف مین اور زمخشری نے ربیع الابرار مین
لکھا ہے کہ شراب کے بارہ مین تین آیتین نازل ہوئین سبب نزول آخر
آیہ یہ تھا کہ حضرت عمر نے بھی شراب پی اور حالت نشہ مین ایک ہڈی کو
اونٹ کے جبڑے کی اوٹھا کر بیچارہ عبد الرحمن بن عوف کے سر پر ایسا مارا
کہ سر اوسکا پھٹ گیا بعد اسکے بیٹھ کر جو کفار بدر کی لڑائی مین مارے گئے تھے
اونپر اسود بن یعفر کے اشعار پڑھکر رونا شروع کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ
لوگ کہان ہین جو جوان اور بڈھے تھے اور چاہ بدر مین ڈال دیے گئے
کیا مجکو ڈراتا ہے ابن کبشہ (یہ کنایہ ہے رسول خدا صلعم سے) کہ ہم لوگ پھر
زندہ ہونگے حالانکہ یہ بدن ہاے مردہ اور رکھو پریان کیونکر زندہ ہو سکتی ہین

کون شخص ایسا ہی جو میری طرف سے خدا سے کہدے کہ مین نے آجسے روزہ رکھنا چھوڑ دیا خدا سے کہدو کہ اب کھانا پینا میرا بند کر دے جب یہ خبر رسول خداؐ کو پہونچی تو حضرتؐ غصّہ مین نکلے اور ردائے مبارک کھینچتے جاتے تھے پس حضرت نے کوئی چیز جو دست مبارک مین تھی اوٹھا کر اوسسے مارا اوسوقت حضرت عمر ہوش مین آئے اور کہنے لگے کہ پناہ مانگتا ہون مین غضب خدا اور غضب رسولؐ سے آوسوقت یہ آیت نازل ہوئی انّما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصّلوۃ فھل انتم منتھون یعنے جز این نیست کہ چاہتا ہی شیطان کہ تم لوگونمین عداوت اور دشمنی ڈالدے بوجہ شرابخواری اور قماربازی کے اور چاہتا ہی کہ تم لوگونکو باز رکھے نماز سے اور ذکر خدا سے پس آیا تم لوگ باز آؤگے عمر نے یہ سنکر کہا کہ شراب سے اب مین باز آیا الحاصل اگر اغضاب مین قصد معتبر ہوتا توجسوقت پیغمبر خداؐ نے غضبناک ہو کر مارا تو عمر نے یہ کیون نہ کہا کہ مین نے بقصد اسکے شراب نہین پی تھی کہ آپ غضبناک ہون اور نہ اس قصد سے اشعار پڑھے آپ کیون مجکو مارتے ہین اور کیون غضبناک ہوتے ہین سادسًا ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ فقط غضبناک ہونیسے جناب فاطمہؑ کے خدا غضبناک ہوتا ہی صواعق محرقہ مین ہی عن النبیؐ انہ قال یا فاطمۃ انّ اللہ یغضب لغضبک ویرضی لرضاک اور کتاب مدارج النبوۃ مین ہی انّ اللہ یغضب لغضب فاطمۃ ویرضی برضاھا یعنے فاطمہؑ کے غضبناک ہونیسے خدا غضبناک ہوتا ہی

اور فاطمہؑ کے خوش ہونیسے خدا خوش ہوتا ہے یہان نیز اغضاب وغیرہ کا
کچھ ذکر نہین ہے محض غضبناک ہونیسے فاطمہؑ کے خدا بھی غضبناک ہوتا ہے پس
معلوم ہوا کہ ابوبکر نے خدا کو بھی غضبناک کیا **سابعًا** خود شیخین نے اقرار
اغضاب کا بھی کیا ہے جیسا کہ ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین
لکھا ہے کہ عمر نے ابوبکر سے کہا انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا چلو
فاطمہؑ کے یہان کیونکہ ہم لوگون نے اونکو غضبناک کیا ہے اس ہمارے لکھنے سے
بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر نے (بلکہ عمر نے بھی) فاطمہؑ کو غضبناک کیا اور جب
فاطمہ کو غضبناک کیا تو رسولخداؐ کو بھی بلکہ خدا کو بھی غضبناک کیا فقد باء
بغضب من اللہ وماوٰیہ جہنم وبئس المصیر **خلاصہ**
ان لوگونسے اس مقدمۂ فدک مین کوئی بات بنائے نہین بنتی کیونکہ جناب
فاطمہؑ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر وعمر سے ناراض جانا بخوبی انکی کتابونسے
ثابت ہے اور فاطمہ کے غضبناک ہونیسے رسولخداؐ کا بھی غضبناک ہونا ثابت
ہوا اور پیغمبر خداؐ کا غضبناک کرنیوالا کافر ہے اس سے جو نتیجہ نکلا وہ بھی ظاہر ہے
آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ ابوبکر نے جاکر فاطمہؑ سے عذر کیا اور اونکو راضی کیا
جیسا کہ شاہصاحب نے بھی لکھا ہے یہ عذر انکا بدتر از گناہ ہے حاشا وکلا ہرگز
فاطمہؑ ابوبکر سے خوش نہین گئین بلکہ دنیا سے ناراض گئین جیسا فلم تکلمہ
حتے ماتت سے ظاہر ہے اور وصیت کرنی اس بات کی کہ ابوبکر جنازہ پر
نہ آئے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہرگز راضی نہین ہوئین علاوہ اسکے
ہم پوچھتے ہین کہ اگر جناب فاطمہؑ حق پر تھین تو باوجود لیے رہنے فدک کے

اور حق نہ دینے کے عذر کرنا کیا معنے اور اگر حق پر نہ تھین تب بھی عذر کرنا لغو تھا
بلکہ تنبیہ کرنی چاہیے تھی کہ خیال باطل سے باز رہین علاوہ اسکے اِس عذر کرنیسے
تو معلوم ہوا کہ بیشک ابو بکر کی خطا تھی کیونکہ بغیر قصور کیے کسی سے عذر کرنا اور
اوسکو راضی کرنا کیا معنے آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک بہرکیف
اب ہم جناب سیدہؑ کا ابو بکر سے ناراض جانا اور کسی طرح راضی نہونا بلکہ ابو بکر پر
بددعا کرنا اونہین کی کتاب سے ثابت کرتے ہین ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ
والسیاسۃ مین روایت کی ہی ان عمر قال لابی بکر انطلق بنا الی
فاطمۃ فانا قد اغضبناها فانطلقا جمیعا فاستاذنا علی فاطمۃ فلم
تاذن لهما فاتیا علیا فکلماه فادخلهما علیها فلما قعدا عندها
حوّلت وجهها الی الحائط فسلما علیها فلم ترد علیهما السلام فتکلم
ابوبکر فقال یا حبیبة رسول الله والله ان قرابة رسول اللهؐ احبّ
الیّ ان اصل من قرابتی وانک احبُّ الیّ من عائشة ابنتی ولوددت
یوم مات ابوکِ انی متّ ولا ابقی بعده افترانی اعرفکِ واعرف
فضلکِ وشرفکِ وامنعکِ حقکِ ومیراثکِ من رسول اللهؐ
الا وانّی سمعت من رسول اللهؐ یقول لا نورث ما ترکناه هو
صدقة فقالت ارأیتکما ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللهؐ
اتعرفانه وتعقلانه قالا نعم فقالت انشدکما بالله الم تسمعا
من رسول اللهؐ یقول رضاء فاطمة من رضائی وسخطها من
سخطی ومن احبّ فاطمة ابنتی فقد احبّنی ومن ارضی فاطمةؑ

فقد ارضانی ومن اسخط فاطمة فقد اسخطنی قالا نعم سمعناه من رسول اللہ ؐ قالت انی اشہد اللہ وملائکته انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبیؐ لاشکونکما الیه فقال ابوبکر عائذا باللہ من سخطه وسخطك یا فاطمة ثم انتحب ابوبکر باکیا تکاد نفسه ان تزهق وهی تقول واللہ لادعون اللہ علیك فی کل صلوٰة یعنے عمر نے ابوبکر سے کہا چلو فاطمہ کے یہان کیونکہ ہم لوگون نے اونکو غضبناک کیا ہی پس ابوبکر اور عمر دونون آئے اور فاطمہؑ سے مکان مین جانیکی اجازت چاہی مگر اونحضرت نے اجازت ندی تب دونون مایوس ہوکر علیؑ کے پاس آئے اور اونسے کچھ باتین کین پس حضرت امیرؑ اون دونونکو خانۂ جناب فاطمہؑ مین لے آئے جب وہ دونون حضرت فاطمہؑ کے پاس بیٹھے جناب سیدہؑ نے دیوار کی طرف منھ پھیر لیا پھر اون دونون نے حضرت پر سلام کیا فاطمہؑ نے کچھ جواب ندیا تب ابوبکر نے کہا ای دختر رسولؐ قسم خدا کی قرابت دار رسولؐ کو مین بہتر جانتا ہون اس سے کہ مین اپنے قرابتدار کے ساتھ سلوک کرون اور میرے نزدیک تم بہتر ہو عایشہ سے اور جس روز تمھارے باپ نے انتقال کیا اوس روز اگر مجکو موت آتی اور مین مرجاتا تو بہتر تھا اور تم جانتی ہو کہ مین تمھاری بزرگی اور شرافت کو خوب پہچانتا ہون باوجود اسکے کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمھارا حق اور میراث ندیتا مگر اسکا سبب یہی تھا کہ مین نے رسول خداؐ سے سُنا تھا وہ فرماتے تھے ہمارے مال کا کوئی وارث نہین ہی جو ہم چھوڑ جائین

وہ سب صدقہ ہی تب فاطمہؑ نے کہا اگر مین ایک حدیث رسول خداؐ کی تم دونون آدمیونسے بیان کرون تو پہچانوگے اور سمجھوگے اون دونون نے کہا البتہ تب سیدہؑ نے کہا مین تم دونونسے خدا کی قسم دیکر پوچھتی ہون کہ تمنے کیا رسولخدا سے نہین سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے فاطمہؑ کی خوشی سے میری خوشی ہی اور اوسکے رنج سے میرا رنج ہی اور فرماتے تھے جو فاطمہؑ کو دوست رکھے اوسنے مجکو دوست رکھا اور جو فاطمہؑ کو راضی رکھے اوسنے مجکو راضی رکھا اور جسنے فاطمہؑ کو رنج دیا اوسنے مجکو رنج دیا ابوبکر اور عمر نے جواب دیا ہان رسولخدا سے یہ ہمنے سنا ہی تب جناب فاطمہؑ نے کہا مین خدا کو اور ملائکہ کو گواہ رکھکے کہتی ہون کہ تم دونون نے مجکو رنج دیا اور غضبناک کیا اور ہرگز راضی اور خوش نہین رکھا اور جب مین ملاقات کرونگی نبیؐ کی تو تم دونون کی شکایت کرونگی ابوبکر نے کہا ای فاطمہؑ مین پناہ مانگتا ہون خدا کے غضب سے اور تمہارے غضب سے بعد اسکے ابوبکر نے پکار پکار کر رونا شروع کیا قریب تھا کہ روح بدنسے نکلجائے اور جناب سیدہؑ کہتی جاتی تھین ای ابوبکر مین تجھپر ہر نماز مین بد دعا کرونگی اس روایت سے بخوبی ثابت ہوا کہ جناب فاطمہؑ ابوبکر اور عمر دونونسے ناراض گئین اب ہم اس حدیث کو ابوبکر کی (یعنے ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا ہی جو مال چھوڑ جاتے ہین وہ سب صدقہ ہی) باطل کرتے ہین **اولاً** ہم اس حدیث کو خود قول سے ابوبکر کے باطل کرتے ہین کہ ابوبکر نے اقرار کیا ہی کہ البتہ اولاد نبی وارث ہوتی ہی مسند احمد بن حنبل مین ابوطفیل سے منقول ہی قال لما قبض رسول اللہؐ

ارسلت فاطمة الی ابی بکر انت ورثت رسول اللہ ام اھلہ
قال فقال لا بل اھلہ قالت فاین سھم رسول اللہ قال فقال
ابوبکر انی سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ اذا اطعم نبیاً
طعمة ثم قبضہ جعلہ للذی یقوم من بعدہ فرایت ان ارده
علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ اعلم
یعنے ابوطفیل کہتا ہی جب پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا تو فاطمہ نے ابوبکر سے
کہا پیغمبر خدا کا تو وارث ہی کہ اونکی اولاد وارث ہی ابوبکر نے کہا مین نہین
وارث ہون بلکہ اونکی اولاد وارث ہی اوسوقت فاطمہ نے کہا پس ترکہ
رسول کا کہان ہی ابوطفیل کہتا ہی ابوبکر نے جواب دیا مین نے رسولخدا سے
سُنا ہی وہ فرماتے تھے جب خدا کسی نبی کو کچھ معاش عطا کرتا ہی اور اوس
نبی کو اپنے پاس بلالیتا ہی تو وہ عطیہ اوس شخص کے واسطے ہوتا ہی جو
اوس نبی کا قائم مقام ہو پس مین نے بہتر اسکو دیکھا کہ اوس مال کو
سب مسلمین کو دیدون اوسوقت فاطمہ نے کہا تو نے جو بات رسولخدا سے
سنی ہی اوسکو خوب جانتا ہی اس روایت سے ثابت ہوا کہ ابوبکر نے اقرار
کیا کہ وارث پیغمبر خدا کی اونکی اولاد ہی سبحان اللہ دروغ گورا حافظہ
نباشد کبھی تو کہتے ہین کہ پیغمبر کا کوئی وارث ہی نہین ہوتا پیغمبر کا مال سب
صدقہ ہی کبھی کہتے ہین کہ نہین پیغمبر کی اولاد وارث ہوتی ہی کبھی کہتے ہین
کہ پیغمبر کا متروکہ سب خلیفہ کا حق ہوتا ہی اس اضطراب کلام اور تناقض
مقام کو دیکھنا چاہیے کہ گاہے چنین و گاہے چنان اگر پیغمبر کا مال سب خلیفہ

صاحب کا ہوا تو نہین معلوم کہ اولاد نبیؐ وارث کس چیز کی ٹھہری آور اس سے
زیادہ لطف کی بات دیکھنے کے قابل ہی کہ جب جناب سیدہؑ نے دعوی
کیا ہی تو ابوبکر نے ایک وثیقہ بھی لکھ دیا اور فدک واگذاشت کر دیا جب
خلیفۂ ثانی نے ابوبکر سے پوچھا کہ یہ رقعہ کیسا ہی تو ابوبکر نے جواب دیا کہ یہ نوشتہ
اوسکا ہی جو فاطمہ کو اپنے باپ سے میراث پہونچی ہی یہ سنکر عمر نے اوس
رقعہ کو لیکر پھاڑ کر پھینکدیا خلیفۂ اول کا بھی کچھ لحاظ نکیا اگرچہ جناب سیدہؑ کی
بددعا سے اونحضرت کا بھی بدولت ابولولوٴ کے ایسا ہی حال ہوا سبط
ابن جوزی نے کتاب مرآة الزمان مین لکھا ہی عن علی بن الحسین
جاءت فاطمة بنت رسول الله ص الی ابی بکر وهو علی المنبر فقالت
یا ابا بکر أفی کتاب الله ان ترث ابنتك ولا ارث ابی فاستعبر
ابو بکر باکیا ثم قال بابی انت ثم نزل فکتب لها بفدك و
دخل علیه عمر فقال ما هذا فقال کتاب کتبته لفاطمة میراثها قال
فماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتك العرب کما تری ثم اخذ عمر
الکتاب فشقه یعنے علی بن الحسینؑ نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ ابوبکر کے
پاس آئین اوس وقت ابوبکر کو منبر پر دیکھا فرمایا ای ابوبکر کیا قرآن مین
خدا نے کہ دیا ہی کہ تیری بیٹی تیری وارث ہو اور مین اپنے باپ کی وارث
نہون یہ سنکر ابوبکر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا میرے باپ دادا
سب تمپر فدا ہون تم حق پر ہو بعد اسکے منبر سے اوترکر ایک رقعہ بمضمون
واگذاشت فدک لله دیا اتنے مین باتفاق ناگہانی خلیفۂ ثانی کا گذر ہوا پوچھا

۴ [illegible] ۱۲ منہ

۴۴ [illegible] ۱۲ منہ

یہ رقعہ کیسا ہی ابو بکر نے کہا یہ رقعہ مین نے فاطمہؑ کو جو میراث اوسکو اوسکے
باپ سے پہونچی ہی لکھدیا ہی یہ سنکر عمر نے کہا اب تم سب مسلمانونکو کہانسے
دوگے حالانکہ سب عرب تمھاری طرف سے جہاد کرتے ہین یہ کہکر عمر نے
اوس رقعہ کو لیکر پھاڑ کر پھینکدیا بہرکیف اس روایت سے بھی ثابت ہوا
کہ خود ابو بکر نے اقرار کیا کہ فاطمہ کو جو میراث پہونچی تھی اوسکا رقعہ لکھدیا تھا
الحمد للہ کہ حدیث ابو بکری خود ابو بکر ہی کی زبان سے باطل ہوگئی ثانیاً
سواے ابو بکر کے اور کوئی دوسرا اسکا راوی نہین ہی اکثر اہلسنت نے اسکا
اقرار کیا ہی اور ابن ابی الحدید نے اپنی شرح مین اور ابن حجر نے صواعق
محرقہ مین بھی اسکی تصریح کی ہی اور صحیح بخاری مین ہی ارسل ازواج النبیؐ
عثمان الی ابی بکر یسألنہ ثمنھن یعنے ازواج نبیؐ نے عثمان کو ابو بکر کے
پاس بھیجا کہ ثمن حصہ ہم لوگونکا میراث رسولؐ مین سے دے بسا تعجب ہی کہ
اس حدیث کو سواے ابو بکر کے اور کسی سے پیغمبر نے نہین کہا بلکہ خلیفۂ ثالث
کو بھی خبر نہ تھی کہ ابو بکر کے پاس پیام ازواج نبیؐ کا لیکر گئے ثالثاً جناب
امیر المؤمنینؑ جو کہ باب علم تھے اور قائل سلونی قبل ان تفقدونی
تھے اور اقضاے خلق تھے اور اکثر فرماتے تھے اگر مسند بچھائی جاے اور
مین اوسپر بیٹھون تو فیصلہ کر سکتا ہون معاملات اہل تورات کو اونکی
تورات سے اور صاحبان انجیل کو اونکی انجیل سے اور اہل زبور کو اونکی
زبور سے اور اہل فرقان کو اونکے فرقان سے تو ایسا شخص اس حدیث
سے واقف نہوا اور فاطمہؑ کو منع نکرین بلکہ اونکی طرف سے گواہی دین

صـ باب اول فصل خاص صـ ۵۷۶ جلد دوم چھاپہ مصر

ع نزد والروایتین الصواعق الٰہ مسلک پنجم ... صفحہ (۲۸۹) المطبوعۃ فی دہلی ۱۲

اور جو شخص کہ معنے کلالۃ اب کے نہ جانتا ہو وہ اس حدیث سے واقف ہو
حالانکہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو پہلے رسولخدا فاطمہؑ اور علیؑ اور عباسؓ اور
سب ازواج کو سنا دیتے کیونکہ ان لوگونکو احتیاج تھی میراث لینے کی
حضرت رسولؐ بیشک بموجب وانذر عشیرتک الاقربین سب سے
فرما دیتے کہ تم لوگ بعد ہمارے دعوے نکرنا کیونکہ ہمارا مال سب صدقہ ہے
تعجب ہی کہ گھر کی بات گھر والے جنکو احتیاج تھی نہ جانین اور غیر شخص جسکو
احتیاج نہ تھی وہ جان لے رابعاً یہ حدیث صریح مخالف آیات
قرآنی کے ہی خدا قرآن مین فرماتا ہی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر
مثل حظ الانثیین یعنے بیٹونکو دوہرا حصہ دو اور بیٹیونکو اکہرا حصہ دو
یہ آیت عام ہی کسیطرح کی تخصیص نہین ہی نہین تو خدا کہہ دیتا کہ بیٹی کو نبیؐ کی
حصہ نہ دو کہ اولاد پیغمبر وارث نہین ہوتی پیغمبرونکا مال سب صدقہ ہی جسطرح
خدانے وصیت اور دین کو فرما دیا ہی کہ دین اور وصیت مقدم ہی آور پھر
خدا فرماتا ہی وورث سلیمان داؤد یعنے وارث ہوے سلیمانؑ داؤدؑ کے
تفسیر بیضاوی مین ہی النبوۃ والعلم والملک یعنے وراثت سے خواہ
نبوت مراد لین خواہ علم خواہ ملک سب معنے مراد ہو سکتے ہین آور زمخشری نے
ربیع الابرار مین لکھا ہی وورث سلیمان من ابیہ الف فرس سلیمان کو
اپنے باپ سے ہزار گھوڑے ورثہ مین ملے تھے آور تفسیر بیضاوی مین بھی ہی
روی انہ علیہ السلام غزا دمشق ونصیبین واصاب الف
فرس وقیل اصابہا ابوہ من العمالقۃ فورثہا منہ یعنے منقول ہی

کہ سلیمان کو لڑائی مین دمشق اور نصیبین کے ہزار گھوڑے ملے تھے اور بعضون نے
کہا ہی کہ وہ ہزار گھوڑے اونکے باپ کو یعنے داؤد کو گروہ عمالقہ سے ہاتھ آئے تھے
اور سلیمان کو وہ ہزار گھوڑے باپ کے ورثہ مین ملے تھے اور پھر خدا
(حکایۃ عن زکریا) فرماتا ہی وانی خفت الموالی من ورآئی وکانت
امراتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب
واجعلہ رب رضیا یعنے زکریا نے دعا کی پروردگار مین ڈرتا ہون اپنے
بنی اعمام سے جو میرے بعد رہ جائینگے اور میری بی بی بانجہ ہی پس عطا کر مجھے
اپنی طرف سے ایک فرزند کہ میرا اور اپنی مانکا (جو آل یعقوب سے تھین)
وارث ہو اور خداوندا اوسکو پسندیدہ اور صالح کر اس مقام پر اکثر اہلسنت
کہتے ہین کہ ان آیات مین مراد وراثت سے وراثت علم ہی یہ محض ان لوگونکا
خیال خام اور فریب دہی عوام ہی کیونکہ وراثت حقیقتاً مال ہی مین ہوتی ہی
اور علم مین اگر پائی بھی جائیگی تو بطور مجاز کے ہوگی اور حقیقت کو چھوڑ کے
مجاز کو اختیار کرنا بلاضرورت جائز نہین ہی اور علم تو ایک شئ جدید کا حاصل
کرنا ہی نہ وارث ہونا جیسا کہ مشہور بھی ہی ع میراث پدر خواہی علم پدر آموز
قطع نظر اسکے ہمنے اوپر بیان کیا کہ سلیمان کو ہزار گھوڑے اپنے باپ کے ورثہ
مین ملے تھے آخر یہ گھوڑے مال نہین تھے تو اور کیا تھا ان اگر یہ جواب دین
کہ وہ بھی ہزار گھوڑے علم ہی کے تھے جو تمام دوڑتے پھرتے تھے اور حضرت
سلیمان اونپر سوار ہوا کرتے تھے تو البتہ ع ولا یرضی بہ الا الحمار
اب رہی دوسری آیت اوسمین بھی معنے علم کے نہین بنتے کیونکہ اگر وراثت

علم مراد ہو تو زکریا کا یہ کہنا پروردگارا مجکو خوف ہی اپنے بنی اعمام سے اسکے کیا معنے اس بات کا خوف کرنا کہ بنی اعمام میرے بعد کہین نبی نہو جائین اور عالم نہو جائین یہ نبی کی شان سے بعید ہی پیغمبر کب چاہیگا کہ میرے بعد اور عزیز و اقارب نبی اور عالم نہون فقط میرے ہی بیٹے کو نبوت اور علم حاصل ہو اور نیز اگر وراثت سے نبوت و علم مراد ہوتی تو حضرت زکریا کا یہ دعا کرنا کہ اوس نبی کو پسندیدہ اور صالح کر لغو ہو جاتا ہی یہ مثل اسکے ہی کہ کوئی دعا کرے خداوندا ایک پیغمبر بھیج مگر وہ عقلمند ہو بیوقوف نہو اور علم بھی رکھتا ہو جاہل نہو یہان پر اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ پیغمبر ہو کر مال کا لالچ کیون کیا اور یہ کیون ڈرے کہ ہمارا مال بنی اعمام نہ لیلین تو ہم کہینگے کہ حضرت زکریا اپنے بھائیونکے حالات سے واقف تھے کہ یہ اشرار بنی اسرائیل مین سے ہین (جیسا کہ بیضاوی نے بھی لکھا ہی) اور جانتے تھے کہ اگر ان لوگونکو ہمارا ترکہ اور مال ہاتھ لگیگا تو فسق و فجور مین صرف کرینگے کیونکہ اونکی عادات سے واقف تھے اسی سبب سے جناب خدا سے لڑکا مانگا کہ اونکے مال کا وارث ہو تو اوسکے ساتھ یہ بھی دعا کی خداوندا اوس لڑکے کو صالح اور پسندیدہ کر مقصود یہ تھا کہ یہ بھی کہین ہمارے مال کو بنی اعمام کی طرح سے امور باطل مین صرف نکرے الغرض ہمارے اس لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ حدیث لا نورث کی محض وضعی ہی ابوبکر نے دل سے بنا کر بسبب طلاقت لسانی اور بخیال ایذا رسانی کے اپنی زبان پر جاری کیا اور شاید یہی وجہ ہی کہ عمر نے ابوبکر کو ایک روز اپنی زبان پکڑ کر کھینچتے دیکھا کہا یہ کیا کرتے ہو خدا تمھارا

ص ۲۰۷
مشکوٰۃ چھاپہ دہلی

گناہونکو بخشدیگا ابوبکر نے کہا اسی کمبخت زبان نے مجکو بڑے بڑے مہلکہ مین
ڈالدیا شاید اوسوقت اِس حدیث کا بنانا یاد آگیا ہوگا نیز ایک شبہ اور
رہگیا ہی جسکو اہلسنت بھی اکثر مقام اعتراض مین بیان کرتے ہین وہ یہ ہی کہ
اگر باغ فدک حق اہلبیت کا تھا تو جناب امیرؑ نے اپنے زمانۂ خلافت مین اوسکو
کیون نہ لیا اور اوسمین متصرف کیون نہوئے اور حسنینؑ کو اوس سے محروم
کیون رکھا جواب اس شبہ کا یہ ہی کہ یہ بات سب پر ظاہر ہی کہ اگر کوئی
شخص کسی مصلحت سے اپنا حق واپس نکرلے تو یہ دلیل اسکی نہین ہوسکتی کہ یہ حق
اوسکا ابتدا ہی سے نہ تھا اب ہم اون مصالح کو جنکے سبب سے جناب امیرؑ نے
اوسمین تصرف نکیا بیان کرتے ہین اوّلاً وجہ اسکی یہ تھی کہ جب حضرت فاطمہؑ
نے دعوی فدک کا کیا کہ پیغمبر خداؐ ہمکو دیگئے ہین تب ابوبکر نے گواہ طلب کیے
جناب سیدہؑ حضرت امیرؑ اور حسنین کو گواہ بھی لائین ابوبکر نے ان برگزیدگان
خدا کی گواہی کو بھی رد کردیا تب جناب فاطمہؑ نے دعوی میراث کا کیا کہ اسمین تو
ابوبکر کو عذر نہوگا اوسکو بھی خلافت پناہ نے ایک حدیث بناکر غلط کردیا اِن
سب باتونسے جناب سیدہؑ کو بڑا رنج ہوا اول تو خود اونحضرت کو اپنے
دعوی مین جھوٹا سمجھنا اور پھر گواہی کو جناب امیرؑ اور حسنین کی رد کرنا اس سے
جو صدمہ اور رنج حضرت کو پہونچا ظاہر ہی کہ مرتے دم تک ابوبکر سے کلام
نکیا اور بعد آنیکے حضرت نے منھ پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا بلکہ بد دعا کی اور
جبتک زندہ رہین ان ظلمو نپر برابر رویا کین اور مرتے وقت وصیت کی کہ ابوبکر
میرے جنازہ پر نہ آوے بموجب وصیت کے جناب امیرؑ نے بھی ابوبکر کو

اجازت نماز پڑھنے کی ندی جیسا کہ ولم یوذن بھا ابا بکر سے ظاہر ہی جب
یہ سب حالات اور صدمہ اور رنج جناب سیدہؑ کا حضرت امیرؑ نے اور
حسنینؑ نے اپنی آنکھونسے دیکھا اور کچھ زمانہ دراز بھی نگذرا تھا کہ بھول جاتا تو
حضرت علیؑ کو گوارا نہوا کہ جس چیز سے بیٹی رسولؐ کی محروم رہگئی اور کچھ اوسمین سے
اوسکو نصیب نہوا اور اسی رنج مین مرگئی اوسکو ہم لیکر اپنے تصرف مین لائین
اور حسنین کو اوسمین سے دین اور حسنین ہر حال مین حکم مین اپنے پدر بزرگوار کے
راضی تھے اور رنج و مصیبت مین شریک تھے اور کبھی راے سے جناب امیرؑ
کی مخالفت نکرتے تھے بلکہ اونکے امور کو اپنے حق مین اولے و اصلح سمجھتے تھے
بالجملہ یہ بات اکثر ہی کہ جب اپنے کسی دوست کو کسی چیز سے رنج پہونچتا ہی تو
اوس چیز سے نفرت کلی ہو جاتی ہی جیسا کہ امام حسینؑ نے بعد شہادت عزیز
و انصار کے (جنکو اپنی آنکھونسے پیاسا شہید ہوتے دیکھا تھا) جب درویش
پانی لایا تو اوسمین سے نہ پیا اور فرمایا جس سے ہمارے عزیز و انصار محروم
گئے اوسکو ہم کیونکر گوارا کرین اور پھر حدیث مین ہی چونکہ امام زین العابدینؑ
نے معرکہ کربلا مین اپنے پدر بزرگوار کے سر مبارک کو بدن سے جدا نوک نیزہ پر
نصب دیکھا تھا اس سبب سے بعد معرکہ کربلا مدت العمر حضرتؑ نے
کلہ گوسفند نوش نکیا ثانیاً حضرت امیرؑ نے نہ لینے مین فدک مغصوبہ کے
پیغمبر خداؐ کی پیروی و تاسی کی جیسا کہ منقول ہی انہ سئل لای علۃ ترک
علے فدکا لما ولی الناس قال للاقتداء برسول اللہ لما فتح مکۃ
وقد باع عقیل دارہ فقیل لہ یا رسول اللہ ھل ترجع الی دارک

قال هل ترك عقيل لنا دارا انا اهلبيت لا نسترجع شيئا اخذ منا ظلما یعنے امام جعفر صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ جناب امیرؑ کو جب خلافت ظاہری ہوئی تو کیون فدک کو قبول نہین کیا جواب دیا کہ حضرت علیؑ نے اس امر مین رسولخداؐ کی پیروی کی کیونکہ جو مکان پیغمبر خداؐ کا مکہ مین تھا اوسکو عقیل نے بغیر مرضی رسولخدا کی بیچ ڈالا تھا جب مکہ فتح ہوا تو لوگون نے کہا یا حضرت اب اپنا مکان بھی لے لیجیے پیغمبر خداؐ نے جواب دیا اوس مکان کو عقیل نے باقی کب رکھا اور ہم اہلبیت عصمت وطہارت سے جو چیز ظلم کرکے بغیر مرضی کوئی لے لیتا ہی تو ہم لوگ اوسکو خود سے[له] نہین لیتے اور نہ اوسکے لینے مین کوشش کرتے ہین اسی سبب سے جناب امیرؑ نے بھی کوشش نکی اور جب اپنے اختیار مین ہوا تو خود سے اوسکو قبول نہین کیا ہان اگر کوئی شخص خوف خدا کرکے اور حق پہچانکے شئی مغصوب کو کسی اہلبیت معصوم کو اپنی طرف سے واپس کرے تو اوسکو رد بھی نہین کرینگے کیونکہ اہلبیت نبی کہ امام اور معصوم ہین رحیم ہوتے ہین یہی سبب ہی کہ جب بعض اہلبیت کو بعض خلفائے جور نے حق سمجھکر فدک واپس کیا ہی تو لے بھی لیا ہی ثالثاً قطع نظر ان جوابات کے یہ خیال کرنا چاہیے کہ جناب امیرؑ کو کب اس امر کی مہلت ملی کہ وہ حضرت فدک پر اپنا قبضہ کرتے اور اپنے طور پر اوسکا انتظام کرتے اور اوسکے محاصل اور منافع سے خود تصرف کیا کرتے یہ امام تارک دنیا ہین جنھون نے دنیا کو تین طلاق دیے یہ وہ ہین جنکی شان مین ویؤثرون علی انفسهم ولو كان بهم خصاصة آیا یہ وہ ہین جنکی شان مین ویطعمون الطعام علی

[له] یا معصوم لا اشترع فان من هو ليس الا استعمال طلب بفضل من غير اذ يفعل ما اراده ان صب الهوى من تحقيقه المستر وقد يمر ذلك الانتقام كما لا يخفى على اولى الافهام ۱۲ منه

حبه

حبه مسکیناً ویتیماً واسیراً بلکہ تمام سورۂ ہل اتی نازل ہوا مثل خلفائے جور کے طالب جیفۂ دنیا نہ تھے کہ سب امور کے پہلے اپنی ہی معاش کی فکر کرتے حضرت تو درستی وانفاذ احکام شرع مین برابر مصروف رہے جسکے سبب سے سب دشمن ہوگئے برابر لڑائیان رہین پس یہ ظاہر ہی کہ الاهم فالاهم حضرت کو درستی سے اور احکام شرع کے کب فراغت حاصل ہوئی جو اسکی طرف متوجہ ہوتے اور سبکے پہلے اپنے ہی آذوقہ کی فکر کرتے خصوصاً اوس صورت مین کہ سب دشمن ہو رہے تھے خلفائے ثلاثہ کا دم بھرتے تھے حضرت کے قتل کا بہانہ ڈھونڈھتے تھے اگر حضرت ایسا کرتے تو لوگ دنیا طلبی اور جر نفع کی نسبت کرتے اور بیشک کہتے کہ اس خلافت و فدک کی خواہش انکو اسی واسطے تھی کہ اپنی زندگی آرام سے بسر کرین چنانچہ حضرت امیرؑ اور حسنینؑ کی گواہی اسی جر نفع کے خیال سے رد کردی گئی واضح ہو کہ باغ فدک کو خلفائے بنی امیہ و عباسیہ نے چند مرتبہ اولاد فاطمہؑ حق سمجھکر واپس کیا ہو چنانچہ صاحب معجم البلدان و دیگر مورخین لکھتے ہین واللفظ للاول فلما ولی عمر بن عبد العزیز الخلافة کتب الی عامله بالمدینة یامره برد فدك الی ولد فاطمة فکانت فی ایدیهم ایام عمر بن عبد العزیز فلما ولی یزید بن عبد الملك قبضها فلم تزل فی ایدی بنی امیة حتی ولی ابو العباس السفاح الخلافة فدفعها الی الحسن بن علی بن ابی طالب فکان هو القیم علیها یفرقها فی بنی علی بن ابی طالب فلما ولی منصور وخرج علیه

[illegible] واپس دلوادین بیان [illegible] اولاد فاطمہ [illegible]

بنو الحسن قبضها عنهم فلمّا ولی المهدی بن منصور الخلافة اعادها
الیهم ثم قبضها موسی الهادی ومن بعده الی ایام المامون فجاءه
رسول بنی علیؑ فطالبها فامر ان یُسجّل لهم بها فکتب السجل وقری
علیه المامون فقام دعبل وانشده

اصبح وجه الزمان قد ضحکا	بردّ مامون هاشما فدکا

یعنے جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا او رتخت سلطنت پر بیٹھا تو اوسنے عامل مدینہ
کو لکھ بھیجا کہ باغ فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کردے پس وہ فدک قبضہ میں
فرزندان فاطمہ کے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک رہا جب یزید بن عبد الملک
بادشاہ ہوا اوسنے پھر لے لیا اور برابر قبضہ مین بنی امیہ کے رہا یہانتک کہ
ابو العباس سفاح جو پہلا بادشاہ عباسیہ سے تھا تخت پر بیٹھا تو اوسنے
بھی حسن بن حسن بن علی کو فدک واپس کر دیا اور وہ برابر اوسپر قابض
رہے اور اولاد علی کو اوسمین سے تقسیم کرتے رہے یہانتک کہ منصور عباسی
تخت پر بیٹھا اور اولاد حسن نے اوسپر خروج کیا تب اوسنے اون کو گونسے
فدک چھین لیا جب مہدی بن منصور بادشاہ ہوا اوسنے پھر اولاد فاطمہؑ کو
فدک پھیر دیا بعد اسکے موسی ہادی جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے پھر لے لیا
یہانتک کہ زمانہ مامون رشید کا آیا اوسوقت فرزندان علیؑ نے واسطے
مانگنے فدک کے کسیکو مامون رشید کے پاس بھیجا مامون رشید نے قبول کیا
اور ایک کاغذ لکھدیا اور اوس پیام لانے والے کو پڑھکر سنا دیا اوسوقت
دعبل جو کہ شاعر تھے مارے خوشی کے اوٹھ کھڑے ہوے اور ایک قصیدہ

نظم کیا جسکے پہلے شعر کا مطلب یہ ہی زمانہ مین لوگونکو خوشی ہوئی اور رنج وغم
دور ہوا اِسس سبب سے کہ مامون رشید نے اوس باغ فدک کو جو حق
اہلبیت کا تھا بنی ہاشم کو واپس کر دیا یہ روایت یعنے واپس کر دینا فدک کا
اولاد فاطمہؑ کو بہت سی کتابونمین اہلسنت کی ہی ہمنے بنظر اختصار فقط ایک ہی
کتاب سے لکھا اس سے ظاہر ہوا کہ شیخین کے ندینے سے حق اولاد فاطمہ کا
نہین جاتا رہا بلکہ دعوی اون لوگونکا برابر باقی رہا اور خلفائے بنی امیہ
اور عباسیہ نے بھی اس دعوی کو ان لوگونکے قبول کیا اور حق سمجھکر واپس
کر دیا اگر حق ان لوگونکا نہوتا تو وہ سب بھی ندینے کہ سکتے تھے کہ باغ فدک
تم لوگونکا خاص حق نہین ہی بلکہ یہ رسولؐ کا ترکہ ہی اور پیغمبر کا مال سب صدقہ ہی
اب ایک شبہ اور باقی رہگیا یعنے جب ابو بکر نے یہ کہا کہ رسول کا مال سب
صدقہ ہی اور حق مسلمین کا ہی تو اوس زمانہ مین اہل اسلام ہزارون بلکہ لاکھون
تھے اور آمدنی فدک کی بہت کم تھی تو بعد تقسیم سب لوگونکے شاید ابو بکر کو
کہ منجملہ مستحقین کے تھے پورا ایک پیسا بھی حصہ مین نہ ملتا بس بعید ہی کہ اتنے کے
واسطے ابو بکر نے غیر کے حق کو لے لیا ہو یہ شبہہ باطل ہی اسوجہ سے کہ
حاکم کو اسس قسم کے مال مین اختیار ہی جسقدر جی چاہے آپ لیلے اور جتنا جی
چاہے دوسرے کو دیدے سب مسلمین پر برابر تقسیم کرنا لازم نہین ہی بلکہ یہ تو
محال ہی کیونکہ بہت سے مسلمین بلاد بعیدہ مین ایسے تھے جنکا نام تک ابو بکر کو
معلوم نہوگا اور اسی سبب سے اسس آمدنی خیبر و فدک کو عمر نے خاص
اپنے واسطے رکھا اور کسیکو ندیا جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم مین بھی ہے

نفع تستیہ بہ

صفحہ ۱۵ چھاپہ کلکتہ

واما خیبر و فدك فامسكهما عمر یعنے خیبر اور فدک پر عمر نے اپنا قبضہ کیا قطع نظر اسکے ایک حکومت اور ریاست کا قائم ہونا اور لوگونکا بطمع مال گھیرے رہنا اور یا خلیفة رسول الله کہنا یہ کیا تھوڑا تھا علاوہ اسکے اوس باغ کی آمدنی بھی کثیر تھی چنانچہ انس بن مالک نے روایت کی ہی کہ عمر نے واسطے تشخیص قیمت نصف فدک کے (جو بعد جنگ خیبر کے اہل فدک نے پیغمبر خداؐ سے نصف پر مصالحہ کیا تھا) ابو الہیثم بن التیہان و قروہ بن عمر و حباب بن صخر و زید بن ثابت کو بھیجا پس اونھون نے نصف زمین فدک الخ نصف درختونکی قیمت پچاس ہزار درہم لگائے پس عمر نے وہ پچاس ہزار اون لوگونکو دیکر شام کی طرف نکالدیا اور مولانا مجلسیؒ نے روایت کی ہی کہ اہل فدک خدمت رسول خداؐ مین آئے اون لوگونسے یہ بات طے ہوئی کہ اگر وہ زمین اپنے قبضہ مین رکھین تو چوبیس ہزار دینار خراج دیا کرین کہ بحساب ہندوستان کے لاکھ روپیے سے زیادہ ہوتا ہی پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ ابوبکر نے سوچا کہ یہ مال کثیر اگر اہلبیتؑ کے ہاتھ آئیگا تو بقدر ضرورت اپنے مصرف مین خرچ کرینگے اور باقی سب راہ خدا مین اپنے عزیزونکو اور شیعونکو اور مددگارونکو دیا کرینگے جیسا کہ سورۂ ہل اتے شاہد حال ہی اور اس جود و عطا کی وجہ سے سب لوگ انکی طرف رجوع کرینگے اور یہ امر سبب انکے غلبہ اور شان و شوکت کا ہوگا اور ہماری طرف کوئی رجوع نکریگا اور خلافت مین ہماری رخنہ پڑجائیگا یہی سب خیال کرکے ابوبکر نے جناب فاطمہؑ کو اونکے حق سے محروم رکھا آب اہل انصاف ان باتونسے قطع نظر کرکے دیکھین کہ حق تعالے

قرآن مین فرماتا ہی ما افآء الله علے رسوله من اهل القری فلله والرسول ولذی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل ۵ (سورۂ حشر)
یعنے جو کچھ دیا ہی خدا نے اپنے رسول کو اہل قری سے (کہ وہ بنی نضیر وغیرہ تھے اور مراد اون قریون سے فدک وخیبر وغیرہ ہی جو مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے) پس وہ حصہ خدا کا اور رسول کا اور ذوی القربے کا اور یتیمون اور مسکینون اور ابن السبیل کا ہی اونھین اہلبیت مین سے کما فی مجمع البیان پس اگر جناب سیدہؑ کو ابو بکر نے بسبب انتقال پیغمبر خداؐ کے ذوی القربے سے خارج کر دیا تو ہم پوچھتے ہین کیا حق فاطمہؑ کا فقرا و مساکین کے برابر بھی نہ تھا کہ ابو بکر نے اونکو محروم رکھا ہوتا آخر مروت و حمیت عرب کیا ہو گئی تھی اگر ابو بکر نے اپنی طرف سے ہبہ کر دیا ہوتا تو کیا نقصان تھا آخر پیغمبر کا اتنا بھی حق نہ تھا کہ اونکی پارۂ جگر محروم نہ پھیری جائے اور ناراض نکی جائے کیونکہ جس بزرگ کے سبب سے دین ہاتھ آیا ہو اور وہ بزرگ اپنی اولاد کے واسطے مکرر وصیت بھی کر گیا ہو تو کیا مروت یہی چاہتی ہی کہ اوسکی اولاد محروم رکھی جاسے اور ناراض کی جائے خصوصاً اوس حالت مین کہ جب یہ سب شان و شوکت و حکومت و ریاست اوسی کے باپ کی جگہ پر بیٹھنے کے بدولت حاصل ہوئی ہو اولاً تو ابو بکر کو ہر طرح کا اختیار تھا کیونکہ بتصریح انکے علمار کے امام کو ہر طرح کا اختیار ہی جسکو جتنا جی چاہے دے اسی سبب سے ابو بکر نے جابر کو بغیر پوچھے لوگونکے اور بغیر مطالبہ گواہ و تبینہ کے فقط اونکے کہنے پر مال بحرین سے دو ہزار

پھر کڑوڑہ ڈیڑھ ہزار روپیے دیدیے کاش یہان بھی جناب سیدہ ع
اپنی طرف سے فدک دیدیا ہوتا کہ اسقدر فیما بین رنج و ترک مکالمہ واقع
نہوتا ثانیاً ہم کہتے ہین کہ ابو بکر نے اگر سب مہاجرین و انصار سے اس
فدک کے دیدینے کو پوچھا بھی ہوتا تو یقین تھا کہ وہ لوگ کبھی انکار نکرتے
ثالثاً نیز ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین کیا اچھی بات لکھی ہی کہ جب
جنگ بدر فتح ہوئی تو اوسمین ابو العاص بن ربیعہ جو کہ شوہر زینب کا تھا
(جنکو اہلسنت بطن خدیجہ سے جانتے ہین) قید ہو کر آیا اور قیدیون کے شمول
مین حضرت کے سامنے کھڑا ہوا جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیونکے چھڑانیکے
واسطے جزیہ بھیجا تو زینب نے بھی اپنے شوہر کے چھڑانیکے واسطے کچھ اسباب
بھیجا کہ منجملہ اوسکے ایک گلوبند تھا جسکو خدیجہ نے جہیز مین دیا تھا یہ دیکھکر
رسول خدا کو رقت طاری ہوئی اور مسلمانوں نے سعی کر کے ابو العاص کو
چھڑوا دیا اور وہ اسباب بھی زینب کو واپس کر دیا ابن ابی الحدید
کہتا ہی اس روایت کو مین نے ابو جعفر نقیب یحییٰ بن زید کے سامنے بیان
کیا نقیب کہنے لگا ای ابن ابی الحدید تمنے دیکھا ابو بکر اور عمر کو ان لوگونسے
اتنا بھی نہو سکا کہ فاطمہ کو خوش کرتے اور اونکے ساتھ احسان کرتے اور
سب مسلمانونکو راضی کر کے فدک فاطمہ کو دیدیتے کیا فاطمہ زینب سے
بھی مرتبہ مین کم تھین حالانکہ فاطمہ سیدۂ نساء عالمیان ہین ایک مقام پر
ابن ابی الحدید نے لکھا ہی کہ مین نے علی بن الفارقی سے جو کہ مدرس مدرسہ
بغداد کے تھے پوچھا کہ فاطمہ نے جو دعوے فدک کا کیا تو اس دعوے مین

قصہ ابو العاص
یعنی صفحہ (۳۴۳) جلد ۳ شرح نہج البلاغہ
مطبوعہ مصر

ص ۳۰۸
جلد دوم شرح نہج البلاغہ

وہ سچی تھین یا جھوٹی اوس مدرس نے کہا بلکہ سچی تھین مین نے کہا پھر کیا وجہ ہی کہ ابوبکر نے فدک نہین دیا تب وہ ہنسے اور کہنے لگے بھائی اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر اگر باغ فدک فاطمہؑ کو دیدیتے تو لامحالہ سچا سمجھکر دیتے تو دوسرے روز وہ آکر کہتین یہ خلافت بھی ہمکو دیدے یہ بھی ہمارے شوہر کا حق ہے تو اوسوقت ابوبکر سے کچھ جواب نہ چلتا کیونکہ سچا تو اونکو سمجھ ہی چکے تھے انکار کیونکر کرسکتے تھے فی الواقع حضرات انھین سب باتونکو خیال کرکے ابوبکر نے جناب فاطمہؑ پارۂ جگر رسولؐ کو اونکے حق سے محروم رکھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ط

طریق دوم مشتمل اوپر مطاعن عمر کے **طعن اول** واضح ہو کہ اعظم مصیبت اہل اسلام پر جو باعث خلائق کی گمراہی کا قیامت تک ہوئی اور جسکو یاد کرکے ابن عباس رویا کرتے تھے کہ سنگریزے مسجد کے تمام بھیگ جاتے تھے وہ دوات وقلم نہ لانے دینا عمر کا ہی وقت بیماری پیغمبرؐ کے جبکہ اونحضرتؐ نے فرمایا لاؤ دوات وقلم کہ مین لکھدون ایک ایسا نوشتہ کہ تم لوگ کبھی گمراہ نہوگے عمر نے کہا یہ مرد ہذیان بکتا ہی انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی آخر نہ لانے دیا اور وہ ہدایت نامہ لکھنا موقوف رہا تفصیل اسکی یہ ہی صحیح بخاری مین ابن عباس سے منقول ہی لما حضر رسول اللہ ص وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی ص ھلموا اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال فقال عمر ان النبی ص قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا

کتاب اللّٰہ فاختلف اہل البیت فاختصموا منہم من یقول قربوا یکتب لکم النبی صلعم کتاباً لن تضلوا بعدہ ومنہم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند النبی صلعم قال رسول اللّٰہ قوموا قال عبید اللّٰہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللّٰہ صلعم ان یکتب لہم ذلک الکتاب من اختلافہم ولغطہم یعنے جب وقت وفات رسولخدا صلعم کا قریب ہونچا اوسوقت بہت سے لوگ اوس گھر مین مع عمر بن الخطاب کے جمع تھے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا قریب آؤ مین لکھدون ایک نوشتہ تا بعد اسکے تم لوگ گمراہ نہو عمر نے کہا نبی کو درد کا غلبہ ہوا ہی تم لوگونکے پاس قرآن موجود ہی فقط قرآن کافی ہی یہ سنکر اہلبیت لوگونکے جو اوس گھر مین جمع تھے اختلاف ہوا بعض تو کہتے تھے لے آؤ پیغمبر تم لوگونکے واسطے لکھدین تا بعد اونکے گمراہ نہو اور بعض اونمین سے وہی بات کہتے تھے جو عمر نے کہی تھی یعنے کچھ ضرور نہین ہی فقط قرآن کافی ہی جب بہت غل اور اختلاف ہوا تو رسولخدا صلعم نے فرمایا اوٹھ جاؤ عبید اللہ نے راوی کہتا ہی ابن عباس رضی کہا کرتے تھے کیا مصیبت تھی وہ مصیبت جو بات حائل ہوگئی اور مانع ہوئی اس بات سے کہ رسولخدا صلعم کچھ لکھ جاتے اور یہ امر بسبب اون لوگونکے شور و غل مچانے کے اور اختلاف کرنیکے موقوف رہا اور پھر باب الجہاد مین صحیح بخاری کے موجود ہی عن ابن عباس انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللّٰہ صلعم وجعہ یوم الخمیس

قولہ فاختلف اہل البیت ای الذین کانوا فیہ من الصحابۃ لا اہل بیتہ علیہ السلام کذا قال القسطلانی و ابن حجر العسقلانی فی شرحیہما ۱۲ منہ

ص ۴۲۹ چھاپہ میرٹھ

فقال ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده ابداً فتنازعوا
ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا اھجر رسول اللہؐ قال دعونی
فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصی عند موتہ بثلاث
اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت
اجیزھم ونسیت الثالثۃ یعنے ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ اونھون نے
روز پنجشنبہ کو یاد کیا اور کہا کہ پنجشنبہ کیا روز تھا یہ کہکر رونیلگے یہانتک کہ
سنگریزے زمین کے اونکے آنسوؤنسے تر ہوگئے کہنے لگے رسولخداؐ کو روز پنجشنبہ
بیماری کی شدت ہوئی تو فرمایا تم لوگ ایک کاغذ لے آؤ تم لوگون کے
واسطے مین کچھ لکھ دون کہ بعد اسکے کبھی گمراہ نہو یہ سنکے لوگ آپسمین جھگڑنے
لگے حالانکہ نبیؐ کے پاس ہرگز جھگڑنا نہ چاہیے بلکہ اون لوگون نے کہا
رسولخداؐ کو ہذیان ہوگیا ہی یہ سنکر پیغمبرؐ نے فرمایا چھوڑ دو مجکو جس حالتمین
مین ہون وہ بہتر ہی اوس سے جسکو تم لوگ کہتے ہو اور حضرت نے مرنیکے
وقت تین امرونکے واسطے وصیت کی ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے
باہر کردینا دوسرے جسطرح مین اپنے سامنے وافدین کے ساتھ سلوک
کیا کرتا تھا تم بھی کیا کرنا تیسری بات راوی کہتا ہی مجکو یاد نہین مخفی نرہے
کہ یہ حدیث یعنے عمرؓ کا پیغمبر خداؐ کو نہ لکھنے دینا صحیح بخاری مین سات جگہ
موجود ہی ہمنے بنظر اختصار فقط ایک روایت پہلی جلد سے اور ایک روایت
دوسری جلد سے لکھی آور یہ حدیث اسی مضمون کی صحیح مسلم مین بھی تین
راویون سے منقول ہی ایک مختصر روایت اسمین کی بھی ہم لکھ دیتے ہین۔

ف وافدین رسولان ومہمانان وایلچیان ۱۲ منہ

ص ۷۸ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

قال رسول اللہ ایتونی بالکتف والدواۃ او اللوح والدواۃ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ فقالوا ان رسول اللہ یہجر یعنے رسول خدا نے فرمایا لے آؤ تم لوگ میرے پاس شانہ و دوات یا تختی اور دوات کہ مین تم لوگون کے واسطے ایک نوشتہ لکھ دون کہ بعد اسکے کبھی گمراہ نہوگے اسکے جواب مین لوگون نے کہا رسول خدا ہذیان بکتے ہین اور یہ حدیث یعنے پیغمبر خدا کا دوات و قلم طلب کرنا اور عمر کا یہ کہنا کہ انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور لوگونکا اختلاف کرنا اور پیغمبر خدا کو نسبت ہذیان کی دینا اور ابن عباس کا اوس روز کو یاد کرکے رونا یہ سب بتفصیل مشکوۃ شریف مین بھی موجود ہی جسکو شبہ ہو کتاب نکال کر دیکھ لے ہمنے بنظر اختصار نہین لکھا اور عینی نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہی وفی کتاب الجہاد ہجر بدون الہمزۃ وفی روایۃ الکشمہینی ہناک ہجر ہجر رسول اللہ بتکرار لفظ ہجر وقال عیاض معنی ہجر افحش ویقال ہجر الرجل اذا ہذی واہجر اذا افحش قلت نسبۃ مثل ہذا الی النبی لایجوز لان وقوع مثل ہذا الفعل عنہ علیہ الصلوۃ والسلام مستحیل لانہ معصوم فی کل حالۃ فی صحتہ ومرضہ لقولہ تعالی وما ینطق عن الہوی ولقولہ انی لا اقول فی الغضب والرضا الاحقا وقد تکلموا فی ہذا الموضع کثیرا و اکثرہ لایجدی نفعا والذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ما شانہ اہجر او ہجر بالہمزۃ وبدونہا ہم الذین کانوا قریبی العہد بالاسلام

صفحہ ۵۴۰ چھاپہ دہلی

ولم یکونوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقه لانهم ظنوا انه
مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیه
یتکلم من غیر تحوین فی الکلام یعنے کتاب الجہاد مین ہجر بغیر ہمزہ کے ہی اور
بروایت کشمیہنی ہجر ہجر مکرر ہی اور قاضی عیاض نے لکھا ہی کہ معنے ہجر کے بُری
بات کے ہین لوگ بولتے ہین ہجر رجل جسوقت کوئی ہذیان بکے عینی لکھتا ہے
کہ اس ہذیان کی نسبت نبیؐ کی طرف کسیطرح جائز نہین ہی کیونکہ نبی سے
ہذیان صادر ہونا محال ہی اسواسطے کہ وہ حضرت معصوم ہین ہر حالت مین
خواہ بیماری مین ہون خواہ صحت مین کیونکہ خدا فرماتا ہی میرا پیغمبر خواہش
نفس سے کلام نہین کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہی اور خود حضرت بھی فرماتے
ہین کہ مین حالت غصہ مین اور خوشی مین سواے حق کے دوسری بات
نہین کہتا اور اس مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد
نہین ہی اور ہمارے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کہا جاوے کہ جنہون نے کہا
کیا ہوگیا ہی کیا پیغمبر کو ہذیان ہوگیا ہی یہ وہی لوگ تھے جو قریب قریب
اسلام لائے تھے اور نبی کے مرتبہ کو نہین پہچانتے تھے اور اس بات کو
نہین جانتے تھے کہ نبی کے حق مین ایسا کہنا سزاوار نہین ہی اون لوگون نے
خیال کیا یہ بھی مثل اور لوگونکے ہین کہ جب درد کا غلبہ ہوتا ہی تو ہذیان
بکنے لگتے ہین انتہی اس لکھنے سے عینی کے چند باتونکا فائدہ حاصل ہوا اہلسنت
خوب خیال رکھین اور اسکو فراموش نکرین اول تو یہ کہ باقرار انکے
علماء کے ہجر بغیر ہمزہ کے اور ہجر ہجر مکرر بھی آیا ہی دوسرے ہجر کے معنے

ہذیان کے ہین تیسرے یہ ہے پیغمبر خدا کی طرف نسبت ہذیان کی کرنا جائز نہین ہی کیونکہ رسولخدا صحت و بیماری ہر حالت مین معصوم ہین چوتھے پیغمبر خدا کا حکم ہر حال مین بوحی ہوتا ہی اپنی طرف سے نہین ہوتا ہی پانچوین بہت سے اعتراضات و تاویلات اہلسنت کے اس لکھنے سے عینی کے باطل ہوگئے جیسا کہ اوسنے خود بھی لکھا ہی کہ اس مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہی چھٹے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن لوگون نے نسبت ہذیان کی پیغمبر کی طرف کی وہ پیغمبر کے مرتبہ سے جاہل تھے اب ہم انھین کی کتابون سے ثابت کرتے ہین کہ ابتداءً اس قول کو عمر ہی نے کہا تھا ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہی ولا یجعل اخباراً فیکون من الفحش و الهذیان والقائل کان عمر ولا یظن به ذلك یعنے اہجر کو استفہام لینا چاہیے اور خبر قرار دینا نہ چاہیے کیونکہ اس حالت مین ہجر کے معنے فحش اور ہذیان کے ہونگے اور یہ کلمہ عمر نے کہا تھا اور اونکی طرف ایسا گمان نہین ہوتا اور خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی وفی طرقه ای طرق هذا الحدیث المرویة عنه فقال عمر ان النبی ؐ یهجر یعنے بعض حدیثون مین اسطرح ہی کہ عمر نے کہا ان النبیؐ یهجر اور پھر خفاجی نے اوسی کتاب مین لکھا ہی واما الاختلاف الذی وقع عنده کما ورد فی الاحادیث الصحیحة من ان النبیؐ قال فی مرضه ایتونی بدواة اکتب لکم کتاباً لا تضلون بعدی فقال عمر ان الرجل لیهجر حسبنا کتاب الله فلغط الناس فقال اخرجوا عنی

ص جاپۂ طہران لغۂ ہجر بمعنی ہذیان است و نسبت ہذیان بہ عمر نمودن بہ پیغمبر

ص جائیکہ شرح امامان لاصحابی کردہ

لاینبغی التنازع لدی الخ یعنے جو اختلاف کہ نبیؐ کے سامنے ہوا جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ پیغمبر نے اپنی بیماری مین کہا دوات لے آؤ تم لوگونکے واسطے ایک نوشتہ مین لکھ دون کہ میرے بعد گمراہ نہو تب عمر نے کہا بتحقیق کہ یہ شخص ہذیان بکتا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی پس لوگونمین غل و شور ہوا حضرت نے فرمایا باہر جاؤ میرے پاس جھگڑنا اچھا نہین ہی الخ اور عکبری شارح دیوان متنبی نے اس شعر کی شرح مین لکھا ہی

االطول فیک هجرا بعد علمی	بانک خیر من تحت السماء

الهجر القبیح من الکلام والفحش وهجرا ذا هذی وهو ما یقوله المحموم عند الحمی ومنه قول عمر بن الخطاب عند مرض رسول الله ص ان الرجل لیهجر علی عادة العرب یعنے ہجر کے معنے بُری بات اور فحش اور ہذیان کے ہین اور ہذیان وہ ہی کہ وقت بخار کے آدمی بکتا ہی اور اسی طرح عمر بن خطاب نے بھی وقت بیماری رسولخداؐ کے کہا تھا یہ مرد ہذیان بکتا ہی بموجب عادت عرب کے ہمارے اس لکھنے سے کالشمس علی رابعة النهار واضح و روشن ہو گیا کہ یہ خطاب پیغمبر خداؐ کو ابن خطاب ہی نے عنایت کیا تھا غایة الامر یہ ہی کہ بعض اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس سے تو خلافت پناہ کو بڑا الزام آتا ہی اور دائرہ اسلام سے قدم باہر ہوا جاتا ہی تو بعض نے قالوا بصیغہ جمع بنا دیا مگر ہمزہ نہین لگایا جیسا کہ مذکور ہوا اور بعضون نے ہمزہ لگا کر استفہام کر دیا مگر ہمکو اسکے تردید کی کچھ ضرورت نہین ہی کیونکہ ہمنے انھین کے علما کے قول سے ثابت کر دیا کہ اصل مین

یہ قول عمر ہی کا تھا علاوہ اسکے جو عاقل ہی وہ سمجھ جائیگا کہ عمر کا فقط یہی کہنا کہ انکو
درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اس سے مقصود یہی تھا کہ انکو
درد کا غلبہ ہی جو بات کہینگے اوسکا اعتبار نہین بمنزلۂ ہذیان کے ہی اب
اہل انصاف خیال کرین کہ عمر نے کیا جہالت کی بات کی اور پیغمبرؐ کی شان مین
کسقدر بے ادبی کی جب حضرت نے دوات وقلم مانگا تو مناسب تھا کہ بمقتضائے
درد دین وبہبودی جمیع مسلمین فوراً لاکر حاضر کر دیا ہوتا کہ خلائق گمراہی سے
قیامت تک محفوظ رہتی نہ یہ کہ بکنے پہلے بول اوٹھے انکو ہذیان ہوگیا ہی درد کے
غلبہ مین بک رہے ہین کفار کہا کرتے تھے انہ لمجنون یہ کہین انہ لیہجر خدا تو
کہے یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور یہ فرمائین ان الرجل لیہجر
یہ کیا بے ادبی کی بات ہی کسقدر بیہودہ گفتگو ہی حالانکہ کلام پیغمبر وحی ہوتا ہی
خدا کہتا ہی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہمارا پیغمبر خواہش
نفس سے کلام نہین کرتا بلکہ اوسکا کلام شریعت انضمام سب وحی ہوتا ہی
یہ تھوڑی ہی خدا نے کہا ہی کہ بیماری مین ہمارے پیغمبر کے کلام کا اعتبار نکرنا
کہ اوسکو ہذیان ہوجاتا ہی خیال کرو اگر عمر نے منع نکیا ہوتا تو اتنا غل کاہیکو
ہوتا جب عمر نے منع کیا اور لوگونکے دلمین وسوسۂ شیطانی ڈالدیا تو بعض
منافقین بھی اوس کہنے مین شریک ہوگئے اور اسقدر غل کیا وہ دھوم
مچائی کہ پیغمبر خداؐ نے باوصف انک لعلی خلق عظیم کے فرمایا دور ہو
میرے سامنے سے اس منع کرنے نے عمر کے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ رسولخداؐ کو
آخر وقت مین کسقدر رنج ہوا اور لامحالہ یہ فرمانا حضرت کا کہ اوٹھ جاؤ

میرے پاس سے بہ نسبت مانعین کے تھا نہ مجوزین کے کیونکہ جو حکم کی تعمیل پر راضی ہوا وسپر ناراض ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی یہ عتاب صرف عمر اور مریدان عمر جنکے سبب سے یہ غل و ہنگامہ ہوا اونہین کے واسطے تھا حق تعالیٰ فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ای ایمان لانیوالو تم لوگ اپنی آوازونکو نبیؐ کی آواز پر بلند نکرو مگر خلافت پناہ کو وہ خبط تھا کہ حبط اعمال کا بھی خیال نکیا بہرکیف اپنا مطلب تو نکل گیا خلافت تو ہاتھ لگی خیال کیا ہے

آج تو چین سے گذرتی ہے		عاقبت کی خبر خدا جانے

اب ہم پوچھتے ہین کہ خدا تو قرآن مین فرماتا ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنے اطاعت کرو تم لوگ خدا کی اور رسول کی اور پھر فرماتا ہی وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا جو رسول تمکو حکم کرین اوسکو قبول کرو اور جس بات کو منع کرین اوس سے باز رہو تو کیا رسول کی اطاعت کرنا اور اونکے حکم کو قبول کرنا اسکے یہی معنے ہین کہ جب وہ کہین دوات و قلم لاؤ تو نہ لانے دین اور کہین انکو ہذیان ہوگیا ہی آب خیال کرو کہ عمر نے کتنے لوگونکو گمراہ کیا اگر عمر نے منع نکیا ہوتا اور پیغمبر خدا لکھ جاتے تو یہ لوگ کا ہیکو گمراہ ہوتے کیونکہ حضرت نے فرمایا لاؤ دوات و قلم کہ مین کچھ لکھ دون تا بعد میرے ہرگز گمراہ نہوگے ابدًا یعنے کبھی قیامت تک مگر عمر نے نہ لانے دیا نہ لانے دیا تو جو لوگ قیامت تک گمراہ ہونگے وہ سب عمر کے باعث سے ہونگے ع خونِ شہدا تمام بر گردنِ اوست ؛ آب عمر کے

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

نہ لکھنے دینے کی وجہ ہم بیان کرتے ہین اسکی وجہ یہ تھی کہ عمر نے خیال کیا ایسا نہو
پیغمبر خدا کہین علی کے واسطے خلافت لکہ جائین ایک دفعہ تو علیؑ کو غدیر خم مین خلیفہ
اپنا بنا ہی چکے ہین خیر اوسکو تو ہم اور ہمارے مرید لوگ مولی کے معنے بدلکر لغو کر دینگے
اس نوشتہ کو کیونکر مٹا سکینگے اور ہمنے جو جو بات دلمین سوچ رکھی ہی وہ سب
غلط ہو جائیگی سارا کھیل مٹ جائیگا اب ہم اس بات کو لکھتے ہین کہ بیشک
پیغمبر خدا صنے چاہا تھا کہ جناب امیر کے واسطے خلافت لکہ جائین اس خیال سے
کہ لوگ استخلافِ غدیر خم کو ایسا نہ سمجھین کہ شاید یہ حکم منسوخ ہوگیا ہو یا کسی کے
دلمین کچھ شبہ رہگیا ہو اس سبب سے تاکیداً حضرت نے چاہا کہ نوشتہ بھی ہو جائے
تا کسیکو جائے گفتگو باقی نرہے نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی قد اختلف
العلماء فی الکتاب الذی ھمّ النبیؐ بہ فقیل اراد ان ینص علی
الخلافۃ فی انسان معین لئلا یقع نزاع وفتن یعنے علمائنے اختلاف
کیا ہی کہ پیغمبر خدا صکو کیا لکھنا مقصود تھا بعضون نے کہا ہی کہ حضرت صنے
چاہا ایک شخص خاص کے واسطے خلافت لکھ جائین تاکہ آپسمین نزاع وفساد
واقع نہوا ور قاضی عیاض نے لکھا ہی وذکر ان الذی طلب کتابۃ
امر الخلافۃ بعدہ وتعیین ذلک یعنے بعضون نے کہا ہی کہ حضرتؐ نے
جو دوات و قلم مانگا تو لکھنا خلافت کا مقصود تھا کہ ایک شخص خاص کو بعد
اپنے معین کر جائین مولوی وحید الدین خان جو کہ سنی مشرب ہین اپنی کتاب
حد تحقیق مین لکھتے ہین اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبیؐ سے
حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے علحدہ و خود سر ہوگئے کہ جب حضرت رسولؐ نے

تنبیہ خلافت کا لکھنا بیغمبر خدا کا مقصود تھا بعض نے

ص ۴۲ جلد دوم چھاپۂ لکھنو

ص ۱۶۱

اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً
وہ وصیت واسطے تحریر کر دینے وصیت زبانی خم غدیر بنسبت حضرت علیؑ کے
ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر ٹالدیا انتہے اور ابن ابی الحدید نے
اپنی کتاب مین تاریخ بغداد سے لکھا ہے روی بن عباس قال دخلت
علے عمر فی اول خلافته وقد القی صاع من تمر علے خصفة فدعانی
الی الاکل فاکلت تمرة واحدة واقبل یاکل حتے اتی علیه ثم شرب
من جرة کانت عنده واستلقے علے مرفقة له وطفق یحمد اللہ
یکرر ذلك ثم قال من این جئت یا عبد اللہ قلت من المسجد
قال کیف خلفت ابن عمك فظننته یعنے عبد اللہ بن جعفر
قلت خلفته یلعب مع اترابه قال لم اعن ذلك انما عنیت عظیمکم
اهل البیت قلت یمتح بالغرب علے نخیلات من فلان یقرأ القرآن
قال یا عبد اللہ علیك دماء البدن ان کتمتها هل بقی فی نفسه
من الخلافة شئ قلت نعم قال ایزعم ان رسول اللہ صلعم نص علیه
قلت نعم و ازیدك سالت ابی عما یدعیه فقال صدق فقال
لقد کان من رسول اللہ صلعم فی امره ذرو من القول لا یثبت حجة
ولا یقطع عذرا ولقد کان یزیغ فی امره وقتا ما ولقد اراد فی مرضه
ان یصرح باسمه فمنعته من ذلك اشفاقا وحیطة علے الاسلام
لا ورب هذه البنیة ولو ولیها لانتقضت علیه العرب من
اقطارها فعلم رسول اللہ انی علمت ما فی نفسه فامسك و

ابیٰ اللہ الا امضاء ما حتم یعنے ابن عباس کہتے ہین مین ایک روز
ابتدار زمانۂ خلافت مین عمر کے پاس گیا دیکھا کہ ایک چٹائی پر ایک صاع
خرما (جو ہندوستان کے حساب سے تین سیر سے بھی زیادہ ہوتا ہی) رکھا
ہوا ہی پس عمر نے دیکھکر مجکو بھی کھانیکو کہا مین نے اوسمین سے ایک دانہ
کھالیا باقی سب خلیفہ صاحب نے نوشجان کیا بعد اسکے ایک گھڑا پانی کا
جو سامنے رکھا تھا اوسے اوٹھا کر پیا اور اپنے بچھونے پر چت لیٹ کر بار بار خدا کا
شکر ادا کیا بعد اسکے مجھ سے کہا ای عبد اللہ اسوقت تم کہانسے آتے ہو مین نے
کہا مسجد سے پھر پوچھا تمھارے چچیرے بھائی کس حالت مین ہین ابن عباس
کہتے ہین مین سمجھا شاید عبد اللہ بن جعفر کو پوچھتا ہی مین نے کہا اپنے ہمسنونکے
ساتھ کھیل رہے ہین عمر نے کہا مین اونکو نہین پوچھتا ہون بلکہ تمھارے بزرگ
اہلبیت کو پوچھتا ہون مین نے کہا ایک شخص کے باغ مین پانی سینچ رہے تھے
اور تلاوتِ قرآن کرتے جاتے تھے عمر نے کہا ای عبد اللہ مین تمکو قسم دیتا ہون
کہ تمپر قربانی اونٹونکی لازم ہوا اگر تم چھپاؤ آیا اونکے دلمین کچھ دعوی خلافت کا
ابھی تک باقی ہی مین نے کہا ہان پھر عمر نے کہا شاید اونکو گمان ہی کہ پیغمبر
اونکو خلیفہ کر گئے ہین مین نے کہا البتہ بلکہ اسکے علاوہ مین تم سے بیان کرون
کہ اپنے باپ سے بھی مین نے پوچھا کہ علیؑ جو دعوی خلافت کا کرتے ہین وہ
سچ ہی فرمایا ہان سچ ہی پھر عمر نے کہا رسول خدا کی باتین علیؑ کے بارہ مین
کچھ ایسی پریشان یاد رہوا تھین جس سے کوئی دلیل واضح نہین پائی جاتی
اور کوئی عذر منقطع نہین ہو سکتا (یعنے کوئی بات ٹھکانیکی نہ تھی) اور پیغمبر

بسبب محبت علیؑ کے بیا اوقات لغزش کرتے تھے دیکھو بیماری مین حضرت نے
چاہا علی کے نام کی تصریح کر دین مگر مین نے بسبب شفقت و محبت اہل اسلام کے
روکدیا اور نہ لکھنے دیا قسم ہی خانۂ کعبہ کی اگر علی خلیفہ ہوتے تو قریش ہرگز نہ
مانتے اور تمام عرب ہر طرف سے ہجوم کرتے اور یہ سمجھ جانا میرا رسول خداؐ کو
معلوم ہوگیا پس حضرت بھی چپکے ہو رہے اور جو خدا کو منظور تھا وہی ہوا بہرکیف
اس روایت سے خود باقرار عمر یہ بات ثابت ہوئی کہ رسولخدا نے چاہا تھا کہ
واسطے خلافت کے علی کے نام کی تصریح کر دین مگر خلیفہ صاحب نے روکدیا
اب رہا یہ خیال کرنا عمر کا کہ عرب علیؑ کی خلافت پر اتفاق نکرتے گمان باطل
اور خیال خام تھا یہ کہانسے معلوم ہوا کہ باوجود لکھ جانے رسولخداؐ کے عرب
نہ مانتے البتہ عمر اور مریدان عمر اگر نہ مانتے تو اسکا تعجب نہ تھا جب پیغمبرؐ کے
سامنے اونکے قول کو نہ مانا تو بعد پیغمبرؐ کے خلافتِ جناب امیرؑ کو نہ ماننا کون
بڑی بات تھی یہ بات غیب کی عمر کو کہانسے معلوم ہوگئی کہ جناب امیرؑ کی
خلافت پر باوجود حکم خدا اور لکھ جانے رسولؐ کے عرب اتفاق نکرینگے معلوم
ہوتا ہی حضرت جبرئیل جو بیماری مین پیغمبرؐ کی آئے تھے وہ عمر سے کہتے ہوئے
آسمان پر چلے گئے کہ علیؑ کو خلیفہ ہونے دینا عرب اونپر اتفاق نکرینگے پہلے
ابوبکر کو خلیفہ بنا دینا بعد اسکے تم خود خلیفہ ہو جانا اگر کوئی کہے کہ زمانۂ خلافت
حضرت علیؑ سے ظاہر ہوا کہ عرب نے اونپر اتفاق نکیا برابر جمل اور صفین اور
نہروان مین لڑائی رہی تو ہم کہینگے یہ سب بدولت عمر کے تھا کیونکہ ابتدا سے
خلافت جو اہلبیتؑ کے ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اوس خاندان مین خلیفہ ہونا

ابطال قول عمر کہ عرب بر خلافت جناب امیر
اتفاق نمی کردند

لوگونکو شاق ہوا بلکہ جب حضرت امیرؑ اپنے زمانہ خلافت مین کسی بدعت کو جو زمانہ خلافت خلفاے ثلثہ مین راسخ ہو چکی تہی منع کرتے تہے تو کسقدر لوگونکو ناگوار ہوتا تہا جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرؑ نے کوفہ مین نماز تراویح کو (جو بدعات عمر سے ہی) منع کیا لوگ وا عمراہ وا عمراہ کی فریاد کرنیلگے آخر کار حضرت کے سب دشمن ہو گئے برابر لڑائیے چین سے رہنے نہ دیا نوبت باینجا رسید کہ جب یزید اوس خلافت ممہدۂ خلیفۂ ثانی پر بیٹہا تو اوسکے زمانہ مین جگرگوشۂ رسول الثقلین جناب امام حسینؑ اور عزیز و انصار حضرت کے سب شہید ہوے

بدگردنِ شمر ہم زبدگردنِ اوست		خونِ شہدا تمام برگردنِ اوست

آب رہا یہ قول عمر کا کہ جو خدا کو منظور تہا سو ہوا کسقدر مشابہ ہی قول جبریہ و قدریہ سے بہت اچہا ہم بہی کہتے ہین کہ ابو لؤلؤ نے جو آپکے پیٹ مین چہُرا مارا وہ بہی جو خدا کو منظور تہا سو ہوا اوس بیچارہ کا کوئی قصور نہین ہی اور شیعے جو کلمہ آپکے حق مین کہتے ہین وہ بہی جو خدا کو منظور ہی سو ہوتا ہی شیعونکا اسمین کچہ قصور نہین ہی واضح ہو کہ اسیطرح قول عمر کا حسبنا کتابُ اللہ یعنے ہم لوگونکے واسطے فقط قرآن کافی ہی یہ بہی محض جہالت اور شورپشتی کی راہ سے تہا اوّلاً بروایت ابن ابی الحدید جبکہ پیغمبرؐ نے اپنی بیماری مین علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنیکو چاہا تو عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر اوسکو ٹالدیا اور جب روز سقیفہ خود عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تو اوسوقت حسبنا کتابُ اللہ کو کیون بہلا دیا ثانیاً جب پیغمبر خداؐ نے اپنی بیماری مین وصیّت

ابطال قول عمر حسبنا کتاب اللہ

کرنیکو چاہا تب عمر نے ہذیان کی نسبت دیکر حسبنا کتاب اللہ زبان پر
جاری کیا اور جب ابوبکر نے اپنی بیماری مین عمر کے واسطے وصیت کی اور
خلافت نامہ لکھا تو اوسوقت عمر نے یہ کیون نہ کہا کہ ابوبکر کو ہذیان ہوگیا ہے
اس لکھنے کی ضرورت نہین ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی ثالثاً باتفاق فریقین
پیغمبر خدا نے فرمایا تھا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی
اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی یعنے مین تم لوگون میں
دو چیز بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن دوسرے میرے اہلبیت جبتک کہ
ان دونونکا دامن پکڑے رہوگے ہرگز بعد میرے گمراہ نہوگے سبحان اللہ پیغمبر خدا
نے تو قرآن کے ساتھ اہلبیت کو بھی شامل کیا اور ان دونونکے ساتھ تمسک
کرنیکا حکم بھی دیا اور فرمایا جو انسے متمسک ہوگا وہ کبھی گمراہ نہوگا مگر عمر نے
برخلاف اسکے اہلبیت کا ساتھ چھوڑا اور کہا ہمکو فقط قرآن کافی ہی استقصام میں
مولوی وحید الدین خان نے کیا اچھی بات لکھی ہی سوم یہ کہ حضرت عمر کے
حال پر ہمکو افسوس آتا ہی حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک
ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو ہجر و بیماری حضرت رسول کے
اسطرحپر بالکل آنکھ بدلدی اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول پر درد غالب ہے
قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بیمروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی
اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کے تھی اور رسول نے بعد اوس جمعرات
کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت میں
الرفیق الاعلےٰ کہکر کے جان دی تو کسی وقت مین کوئی بات بدحواسی کی

ص ۳۵۵ حد تحقیق

حضرت رسولؐ کے پائی نہین جاتی ہی اور ہرگاہ قرآن اور عترت دونون بات
حدیث ثقلین کی ہی جو پیغمبر خداؐ نے کہا کہ ہم تم لوگو نمین دو چیز بھاری چھوڑے
جاتے ہین ایک قرآن دوسری عترت اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگی
تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول دونونکو ملا کرکے کہتے
تو حضرت عمر بہت سچے معلوم ہوتے انتہیٰ رابعاً اس قول سے عمر کے
معلوم ہوتا ہی کہ عمر نے اپنے کو رسولخداؐ سے بھی بڑھکر عالم و دور اندیش
سمجھا پیغمبر خداؐ کو تو یہ بات معلوم نہوئی کہ کتاب خدا کافی ہی اور وصیت
لکھنے کو مستعد ہوئے اور فرمایا اس وصیت کے لکھ جانے سے تم لوگ کبھی
گمراہ نہوگے مگر عمر کو معلوم ہوگیا کہ اس وصیت کا لکھنا بیکار ہی فقط قرآن
کافی ہی خامساً اگر فقط قرآن کافی تھا تو خود اکثر مسائل مین دھوکا کیون
کھایا قرآن مین کیون نہ دیکھ لیا جناب امیرؑ سے کیون پوچھا ایک زن زانیہ کو
جو حاملہ تھی حکم رجم کا دیا جناب امیرؑ نے کہا اس بچے نے کیا قصور کیا ہی اس
عورت کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو جائیگا قبل وضع حمل سنگسار کرنا نہ چاہیے اسوقت
کہا لولا علیؑ لہلک عمر اگر علیؑ نہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا تمکو اگر اعتبار نہو تو
ایک چھوٹی سی کتاب نحو میر لڑکونکے پڑھنے کی ہی اوسمین حروف غیر عاملہ کی
بحث نکالکر دیکھ لو لولا علیؑ کے حاشیہ پر یہ قصہ عمر کا لکھا ہی اور ایک مرتبہ
مہر کی گفتگو مین ایک عورت نے قائل کر دیا اوسوقت کہا کل الناس افقہ
من عمر حتی المخدرات فی الحجال عورتین جو پردہ نشین ہین وہ بھی عمر سے
زیادہ فقہ جانتی ہین اور بھی بہت جگہ احکام شرع مین غلطی واقع ہوا کرتی

تھی حضرت امیرؑ بجا دیا کرتے تھے اگر فقط قرآن کافی تھا تو کیون خلاف شرع
حکم دیے سادسؔ یہ بات ظاہر ہی کہ آیات احکام قرآن مین قریب
پانسوؔ کے ہین اور اوسمین ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ عام اور خاص سبھی کچھ ہین
اور ہر فرقہ کے لوگ جو اہل اسلام سے ہین اپنے اپنے مذہب کی حقیت پر
اسی قرآن سے استدلال کرتے ہین حالانکہ اون سب فرقونسے ایک ہی
فرقہ ناجی ہی تو اگر فقط قرآن نجات و عدم گمراہی کے واسطے کافی ہوتا
تو اتنے فرقے گمراہ کیون ہوتے اِس سے معلوم ہوا کہ جبتک اہلبیتؑ کو
کہ مفسرین قرآن ہین شریک نکرین جیسا کہ پیغمبرؐ نے شریک کیا فقط قرآن
نجات کے واسطے کافی نہین ہوسکتا چنانچہ جناب امیرؑ فرماتے تھے انا
کلام اللہ الناطق وھذا کلام اللہ الصامت مین قرآن ناطق ہون
اور یہ قرآن ساکت ہی پس یہ کہنا عمر کا کہ ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور اہلبیت
سے جو کہ مفسرین قرآن ہین دست بردار ہونا بمنزلہ اسکے ہی کہ کوئی بیمار کہے
حکیم کی کیا ضرورت ہی ہمکو فقط طب کی کتاب بو علی سینا کی قانون کافی
ہی اس سے ثابت ہوا کہ مقصود عمر کا یہی تھا کہ یہ خلافت اہلبیت کی طرف
نجانے پائے نہین تو ہماری کچھ عزت نہ رہیگی اکثر اہلسنت جواب دیتے ہین
کہ حضرت عمر نے بخیال راحت رسانی پیغمبرؐ کے دوات و قلم نہ لانے دیا کہ
پیغمبرؐ کو تکلیف ہوتی جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہی اقولؔ ہم تعجب کرتے
ہین ان لوگونکی سمجھ پر سبحان اللہ ع برعکس نہند نام زنگی کافور: اس
رنج دینے کو اور تکلیف دینے کو پیغمبرؐ کے یہ لوگ آرام دینا کہتے ہین کیا اچھا

آرام دیا ہی کہ رسول خداؐ کو کہا یہ ہذیان بکتے ہین درد نے انپر غلبہ کیا ہی پیغمبر کے پاس وہ دھوم مچائی کہ باوجود خلق عظیم کے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کیون حضرات اسیکا نام آپ لوگون نے آرام دینا رکھا ہی اوسی سمجھ کا کچھ جواب نہین ہی **ثانیاً** بروایت ابن ابی الحدید عمر نے تو بیان کیا کہ مین نے اسواسطے نہ لکھنے دیا کہ پیغمبر خداؐ چاہتے تھے علیؑ کے نام کی تصریح کردین اور یہ لوگ کہتے ہین ارام دینے کے خیال سے نہ لکھنے دیا مدعی سست گواہ چست **ثالثاً** اگر عمر کو پیغمبرؐ کا آرام پہونچانا اور اونکی خوشی اور خلائق کا گمراہی سے بچنا مقصود تھا تو فوراً دوات و قلم لاکر حاضر کیا ہوتا اور کہا ہوتا کہ آپ زبانی فرمایئے ہم لکھتے ہین جیسا کہ بروایت تمھارے حضرت نے تین امر کی وصیت زبانی کی ایک تو مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالدینا دوسرے وافدین کے ساتھ سلوک کرنا اور تیسرے امر کو راوی بھول گیا غالباً وہ وصیت بہ نسبت خلیفہ کرنے حضرت امیرؑ کے ہوگی جسکو بخیال کساد بازاری خلافت خلفائے ثلثہ کے راوی نے بیان نکیا **رابعاً** رسول خداؐ واسطے رفاہ خلق اور ہدایت امت کے مبعوث ہوے تھے خیال کرو اس ہدایت کرنیمین اور خلائق کو گمراہی سے بچانیمین پیغمبرؐ نے کیا کیا شفقت و رنج و تکلیف اوٹھائی گھر بار چھوڑا ہجرت اختیار کی کفار سے جہاد کیے دندان مبارک شہید ہوے اکثر فرماتے تھے ما اوذی نبی کما اوذیت یہ سب اسواسطے تھا کہ امت گمراہی سے بچے پس آخر وقت جب حضرت نے بخیال ہدایت امت فرمایا آؤ مین ایسی چیز لکھدون کہ تم لوگ قیامت تک گمراہ نہوگے

ع کسی نبی کو ایسی اذیت نہین دیگئی جیسی مجھکو دیگئی ۱۲

توبہ حجت قلیل جو دو سطر کا لکھنا یا لکھوانا تہا اور ہدایت خلق کی اوسپر موقوف تھی اس تکلیف کی کیا حقیقت تھی **خامسًا** اگر عمر کو حضرت رسول کے آرام کا بڑا خیال تہا تو احد اور خیبر اور حنین مین پیغمبرؐ کو مجمع کفار مین اکیلا چھوڑ کر کیون بھاگ گئے اور مثل بکری کے پہاڑ پر چڑھکر کودنے لگے بعض اہلسنت اعتراض

اعتراضات اہلسنت

کرتے ہین **ایک** یہ کہ پیغمبر خداؐ نے ایتونی بلفظ جمع فرمایا تہا اگر عمر نے دوات وقلم نہ لانے دیا تو اوسوقت حضرت علیؑ نے کیون نہ لاکر حاضر کر دیا علاوہ اسکے پیغمبر خداؐ تو بعد اس واقعہ کے تین روز زندہ رہے کیون نہین کسیسے لکھوایا **دوسرے** اگر آواز بلند کرنا نبیؐ کے سامنے منع تہا تو اس نہی مین حضرت امیرؑ بھی شریک ہوے پس **اوّلاً** جواب ان شبہونکا یہ ہی کہ معترض کو چاہیے پہلے

جواب ان

یہ بات ثابت کر دے کہ جناب امیرؑ بھی اوس صحبت مین موجود تھے تب اعتراض کرے حالانکہ جناب امیرؑ کا وہان موجود رہنا کسی کتاب سے ثابت نہین ہوتا پس یہ اعتراض خاص عمر اور تابعین عمر جو کہ مانعین تھے اونہین کے حق مین وارد ہوگا اور **ثانیًا** درصورتیکہ ہم مان لین کہ جناب امیرؑ بھی موجود تھے توجواب اس شبہ کا یہ ہی کہ جب عمر نے دوات وقلم نہ لانے دیا اور پیغمبرؐ کو کہا ہذیان بکتے ہین انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی تو بہت سے لوگون نے قول عمر کی موافقت کی اور کچھ لوگون نے موافقت نکی اور سب آپسمین جھگڑنے لگے یہانتک شور وغل مچایا کہ پیغمبر خداؐ نے مارے رنج کے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے اس سبب سے وہ صحبت درہم وبرہم ہوگئی لوگ اپنے گھرون کو چلے گئے مصلحت وقت جاتی رہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ بعد اسکے بعض اہلبیت نے

پیغمبر خدا سے کہا اگر فرمایئے تو اب ہم لوگ دوات و قلم حاضر کرین حضرت نے
پہلے جن لوگون نے نہ لانے دیا اونکی شکایت کی پھر فرمایا اَبَعدَ ماسمعت
یعنے تمنے یہ حرکات ناشایستہ ان لوگون کے دیکھے اور یہ گستاخیان اِن لوگونکی
سنین یہ سب دیکھ سنکر پھر لکھنے کے واسطے کہتے ہو خیر یہن اتنی وصیت کیے
جاتا ہون کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اونکو رنج نہ دینا
یہ کلام حسرت انجام حضرت کا سنکر وہ لوگ چپکے ہو رہے اور وہانسے چلے آئے
قطع نظر اِسکے یہ بات ظاہر ہی کہ جب پیغمبر خدا نے فقط دوات و قلم طلب کیا
ابھی کچھ لکھنے نہین پائے تھے اسپر تو یہ غل و فساد برپا ہوا کہ کچھ لوگ عمر کے
ساتھ ہوکر کہتے تھے کچھ ضرورت لکھنے کی نہین ہی ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور
کچھ لوگ پیغمبر کے قول کی اطاعت کرکے کہتے تھے ے آؤ دوات و قلم پیغمبر لکھ
جائین کہ تم لوگ گمراہ نہو بس باوجود اس لڑائی کے اگر دوات و قلم لاکر
حاضر کیا جاتا تو بیشک وہ لوگ کشت و خون کرتے اور پیغمبر خدا کے سامنے
خونریزی ہوتی اس سبب سے دوات و قلم کا حاضر کرنا دور از مصلحت سمجھا گیا
اور یہ جو کہا کہ تین دن تک پیغمبر خدا زندہ رہے کیون نہین کسیسے لکھوالیا تو اسکا
جواب وہی ہی جو ہم پہلے کہہ چکے کہ بعد اس شور و غل کے اونسبت دینے ہذیان کے
وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی جو وقت لکھنے کا تھا جاتا رہا مصلحت باقی نرہی علاوہ
اسکے بعد برخواست ہونے اِس صحبت کے اگر بعض اہلبیت یا بعض اصحاب کسیوقت
مین اوس وصیت کو لکھوا لیتے تو کیا فائدہ ہوتا مجوزین کو تو بہرحال یقین تھا
کہ پیغمبر خدا علی کے واسطے ضرور خلافت لکھینگے اور مانعین نے جب حضور مین

پیغمبرؐ کے نہین مانا تو غیبت کا لکھا ہوا کب مانتے لامحالہ کہئے ہم خوب جانتے ہین کہ پیغمبر خداؐ لکھنا نہین جانتے تھے تم لوگون نے اپنے ہاتھ سے اس کا عذر علیؑ کی خلافت لکھدی ہی اور اگر پیغمبرؐ نے لکھا بھی ہی تو حالت ہذیان سی مین لکھا ہی اسکا اعتبار نہین ہی جیسا کہ عمر نے سامنے پیغمبرؐ کے کہا تھا قطع نظر اسکے تین دن تک زندہ رہنا پیغمبر خداؐ کا بعد اس واقعہ کے یقیناً ثابت نہین ہی آبن ابی الحدید نے اپنی شرح مین لکھا ہی فلما اکثر اللغط والاختلاف غضب رسول اللہؐ فقال قوموا عنی لاینبغی لنبی ان یختلف عندہ ھکذا فقاموا فمات رسول اللہ صلعم فی ذلک الیوم یعنے جبکہ غل اور اختلاف بہت ہوا تو رسولخداؐ غضبناک ہوے اور فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پیغمبر کے پاس اسطرحسے جھگڑنا نہ چاہیے پس وہ لوگ وہانسے اوٹھ آئے اور رسولخداؐ نے اوسی روز انتقال کیا آور واقدی نے لکھا ہی کہ جب آپسمین یہ شور و غل ہوا تو حضرت نے فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پس وہ لوگ اوٹھکر چلے آئے اور اوسیوقت روح نے حضرت کی مفارقت کی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال آور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہی کہ درصورتیکہ ہم مان لین کہ جناب امیرؑ بھی اوس صحبت مین موجود تھے تو حاشا ثم حاشا کہ مانعین مین رہے ہون حضرت امیرؑ نے ایک چشم زدن بھی پیغمبر خداؐ کی مخالفت نکی برابر جان نثاری اور فرمان برداری مین حاضر رہے بھلا وہ کیونکر خلاف حکم پیغمبرؐ کرتے ابن عباس رضؓ جو شاگرد وہانسے جناب امیرؑ کے تھے وہ تو اِس روز کو یاد کرکے برابر رویا کرتے تھے کہ سنگریزے مسجد کے آنسوؤنسے بھیگ جاتے تھے پس لامحالہ جناب امیرؑ بھی

جواب شبہ دوم

مجوزین مین رہے ہونگے نہ کہ معاذ اللہ مانعین مین آب یہ اعتراض کہ رفع صوت
جو منہی عنہ ہی اوسمین جناب امیر بھی شریک ہوے پس یہ گمان بسبب جہالت
اور عدم واقفیت کتب کے ہی کیونکہ رفع صوت وہی منہی عنہ ہی جو باعث
سوء ادب اور ایذاء رسول کا ہو اگر مطلقاً منع ہو تو چاہیے کہ پیغمبر کے سامنے
اذان بھی کہنی منع ہوجائے حالانکہ ایسا نہین ہی زمخشری نے کشاف مین ص ۱۳۰۴ چھاپہ کلکتہ
لکھا ہی ولم یتناول النھی ایضا رفع الصوت الذی لا یتاذی بہ
رسول اللہ وھو ما کان منھم فی حرب او مجادلۃ معاند
او ارھاب عدو وما اشبہ ذلک یعنے وہ آواز بلند کرنا جس سے
پیغمبر خدا کو اذیت نہو منع نہین ہی جسطرح لڑائی مین اور دشمنونکے دہمکانے
اور ڈرانے مین آواز بلند کیجاتی ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جو آواز
موافق مرضی رسول کے ہو اوسکا بلند ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی البتہ آواز
بلند کرنا عمر کا اور تابعین عمر کا دوات و قلم نہ لانے دینے مین خلاف مرضی
رسول اور باعث ایذاء پیغمبر کے تھا جسکے سبب سے بدولت عمر کے اور
لوگ بھی بظاہر خطاب و عتاب قوموا عنی مین شامل اور شامت جار سو رہے
بیچارے بھی شریک ہوگئے لیکن حقیقت مین رجوع عتاب طرف موذیون اور
مخالفون کے تھا نہ طرف معینون اور موافقون کے ومن یشاقق الرسول
من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ط
طعن دوم واضح ہو کہ منجملہ بدعات وایذا رسانی عمر کے اہلبیت رسول کو

جسکے سننے سے اہل ایمان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین یہ ہی کہ بعد انتقال
جناب رسولخدا صلعم کے یہ حضرات خلفائے سنیان (باوجود فرمانے پیغمبر ص کے
کہ مین تم لوگونمین دو چیز گران قدر چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن دوسرے
میرے اہلبیت ع جو اُنسے متمسک ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو منحرف ہوگا وہ
گمراہ ہوگا) اہلبیت رسول ص سے ایسے منحرف ہوے کہ اونھین رسول ص کی
پارۂ جگر حضرت فاطمۂ زہرا صلوات اللہ علیہا کے درپے ایذا رسانی ہوے
باغ فدک چھین لیا گھر جلانے کو مستعد ہوے جسمین جناب سیدہ ع اور
حضرت امیر ع اور حسنین ع موجود تھے جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ سمجھے گا کہ کیسا
ظلم اور تعدی اہلبیت رسول ص پر ان سنیون کے خلیفاؤن نے کی چنانچہ ایک
شخص نے (جو مذہب سنی کا رکھتے تھے) مجھسے بیان کیا کہ البتہ پہلے ان
حضرات ثلاثہ کی وقعت میری نظرون مین تھی مگر جبسے مین نے تاریخ ابو الفدا
مین دیکھا ہی کہ خلیفہ ثانی جناب فاطمہ ع کا گھر جلانے آئے اور تھوڑی سی آگ
اور لکڑی بھی ساتھ لیتے آئے تب سے میرا اعتقاد ان حضرات سے پھر گیا
فی الواقع جو شخص ذرا بھی انصاف رکھتا ہوگا وہ سمجھیگا کہ وہ گھر جو رتبہ مین
اور حرمت مین خانہ کعبہ سے کم نہ تھا اور جہان حضرت جبرئیل ع بے اجازت داخل
نہوتے تھے اور جسکی شان مین بروایت دُر منثور خدانے فرمایا ہو فی بیوت
اذن اللہ ان ترفع اوس گھر کو جلانیکے واسطے جانا کسی صاحب ایمان کا
کام نہین ہی اسی سبب سے ابن روزبہان نے اس امر کا بالکل ایک دم سے
انکار کیا ہی بلکہ لکھا ہی کہ جو اس روایت کو لکھے وہ رافضی ہی مگر اس انکار سے

کیا ہوتا ہی یہ مضمون تو طشت از بام افتادہ ہی جسکو سبنے سن لیا سب کتابین تاریخ اور حدیث کی اِس مضمون سے بھری ہوئی ہین اور مصنفین اونکے سب اہل سنت ہین مگر بقول ابن روزبہان کے وہ سب رافضی ہوے جاتے ہین اور لطف تو یہ ہی کہ شاہصاحب اور اونکے والد بزرگوار نے بھی اِس روایت کو لکھا ہی اور اقرار کیا ہی بڑے مشکل کی بات ہی کہ بقول ابن روزبہان کے یہ دونون صاحب بھی رافضی ہوگئے ؎

نا ہم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتے	گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اول دلیل ہمارے دعوے کی یہ ہی کہ خود شاہصاحب نے اسکا اقرار کیا ہی کہ حضرت عمر خانۂ فاطمہؑ کے جلانے کے واسطے گئے اور ڈرایا کہ اگر تم لوگ ابو بکر سے بیعت نہ کروگے تو ہم اس گھر کو تم سب پر جلا دینگے وھذہٖ عبارتہ فی تحفتہ و اگر مراد از قصد تخویف و تہدید زبانیست و گفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانے را بود کہ خانۂ حضرت زہرا را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم مکۂ معظمہ دادہ در آنجا جمع مے شدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند و برہم زدن خلافت خلیفۂ اول بکنگاشہا و مشورتہاے فساد انگیز قصد میکردند نہایت افسوس کی بات ہی کہ اصحاب رسول جنکو تم لوگ واجب التعظیم بتاتے ہو اور اقتدا اونکی باعث اہتدا سمجھتے ہو اون لوگون نے تو خانۂ حضرت زہراؑ کو بمنزلۂ حرم مکہ معظمہ کے سمجھا اور عمر نے چاہا کہ وہ گھر جلا دیا جائے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۞ اور عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب

الامامة والسیاسة مین لکھا ہی ان ابا بکر اخبر بقوم تخلفوا عن بیعته
عند علیؑ فبعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء فنادا ہم فی دار
علیؑ فابوا ان یخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذی نفس عمر
بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علیکم علی ما فیہا فقیل له یا ابا حفص
ان فیہا فاطمة فقال وان یعنے جو لوگ کہ بیعت ابو بکر سے انکار کرکے
حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوے تھے اسکی خبر کسی نے ابو بکر سے بیان کی ابو بکر
نے عمر کو بھیجا عمر نے حضرت علیؑ کے گھر پر آکر لوگون کو پکارا مگر وہ لوگ باہر نکلے
پس عمر نے لکڑیان منگائین اور کہا قسم خدا کی تم سب نکلو نہین تو مین اس
گھر کو تمھارے اوپر پھونک دونگا کہ تم سب جلکر رہجاؤگے کسی نے کہا اے عمر
اس گھر مین فاطمہؑ بھی ہین عمر نے کہا ہوا کرین اور تاریخ ابو الفدا مین
جو تصنیف سے ایک سُنّی متعصب کی ہی لکھا ہی فبایع عمر ابا بکر وانثال
النّاس علیه یبایعونه فی العشر الاوسط من ربیع الاول سنة
احدی عشر خلا جماعة من بنی ہاشم والزبیر وعتبة بن ابی لہب
وخالد بن سعید بن العاص والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسی
وابی ذر وعمار بن یاسر والبراء بن عازب وابی بن کعب
وما لوا مع علی بن ابی طالب وقال فی ذلك عتبة بن ابی لہب
ما کنت احسب الخ وکذلك تخلف عن بیعة ابی بکر ابو سفیان
من بنی امیة ثم ان ابا بکر بعث عمر بن الخطاب الی علیؑ ومن
معه لیخرجہم من بیت فاطمة الزہراء رض وقال ان ابوا علیك

ما کنت احسب ان الامر منصرف
عن ہاشم ثم منہم عن ابی حسن
الیس اول من صلی لقبلتکم وسابقہم
واعلم الناس بالقرآن والسنن
واقرب الناس عہدا بالنبی ومن
جبریل عون له فی الغسل والکفن
من فیه ما فیہم لا یمترون به
ولیس فی القوم ما فیه من الحسن
۱۲ تاریخ ابو الفدا

فقاتلهم فاقبل عمر بشئ من نار على ان يضرم الدار فلقيته فاطمة رض وقالت الى اين يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال او يدخلوا فيما دخل فيه الامة یعنے بعد جھگڑے اور تکرار بسیار کے کہ جانب انصار سے ہوئی عمر نے ابو بکر سے بیعت کی اور بعد اسکے اور لوگون نے بیعت کرنی شروع کی اور یہ بیعت ابو بکر کی دہم اوسط ماہ ربیع الاول سنہ گیارہ ہجری مین واقع ہوئی مگر ایک جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمر اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری اور عمار بن یاسر اور براء بن عازب اور اُبی بن کعب کہ ان سب نے بیعت نہ کی اور یہ لوگ سب حضرت علیؑ کے ہمراہ ہوگئے اور اسی باب مین عتبہ بن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہیں کہ مین نہ جانتا تھا کہ امر خلافت اور ولایت و ریاست اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا خصوصًا ابو الحسنؑ سے حالانکہ وہ مخصوص ساتھ ایسے ایسے فضائل اور مناقب کے ہین اور اسیطرح سے ابو سفیان پدر معاویہ نے بھی ابو بکر کی بیعت نہین کی تب ابو بکر نے عمر بن خطاب کو حضرت علیؑ کے پاس اسواسطے بھیجا کہ جو لوگ اونکے ہمراہ ہین سب کو مع اونکے فاطمہؑ کے گھر سے نکالدے اور یہ کہدیا تھا کہ اگر اونکو نکلنے سے انکار ہو تو بیشک تم اونسے قتال کرنا عمر نے بارادہ گھر جلانیکے کچھ آگ بھی ساتھ لے لی بس حضرت فاطمہؑ نے ملاقات کی (یعنے پس در سے) اور پوچھا کہان آیا ای ابن خطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہے عمر نے کہا البتہ تمھارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو یہ سب ابو بکر سے

بیعت کریں جسمیں تمام امت داخل ہوئی یہ سب بھی داخل ہوجائیں انتہٰے خلاصہ
گھر جلانیکو جناب فاطمہؑ کے عمر کا آنا بہت سی کتابوں میں اہلسنت کی ثابت ہے
اور انکے بڑے بڑے علماء اور محدثین اور مورخین متقدمین و متاخرین نے اسکو
روایت کیا ہے مثل طبری اور واقدی اور عثمان بن ابی شیبہ اور ابن عبدربہ
اور ابن خزانہ اور عبداللہ بن ابی شیبہ اور بلادری اور ابن عبدالبر صاحب
کتاب استیعاب اور ابوبکر جوہری صاحب کتاب سقیفہ اور قاضی جمال
الدین واصل اور ابوالفداء صاحب کتاب المختصر اور ابن قتیبہ صاحب
کتاب الامامۃ والسیاسۃ اور سیوطی صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی
صاحب کنز العمال اور شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب کے جنکی عبارتوں کا
ماحصل اور ملخص یہی ہے کہ جب ابوبکر نے تخت خلافت پر جلوس کیا اوسوقت
بہت سے لوگوں نے بیعت عتیقی سے انکار کیا کہ منجملہ ان کے زبیر اور عباس
اور حضرت علیؑ اور حسنینؑ تھے جب ابوبکر کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے ہماری
بیعت سے انکار کیا اوسوقت عمر کو خانۂ فاطمہؑ کیطرف جسمیں یہ لوگ جمع تھے
بھیجا اور کہا کہ ان لوگوں کو ہمارے پاس پکڑ لاؤ اگر انکار کریں تو سبکو قتل کرو
پس خلیفہ ثانی مثل بلائے ناگہانی خانہ فاطمہؑ پر پہونچے بلکہ تھوڑی آگ اور
لکڑی بھی ساتھ لیے آے جب حضرت فاطمہؑ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا اے
ابن خطاب کیا تو ہمارا گھر جلانے آیا ہے عمر نے کہا بیشک قسم خدا کی اس گھر کو
جلادونگا مگر یہ کہ یہ لوگ ابوبکر سے بیعت کریں جناب فاطمہؑ دروازہ پر کھڑی ہوکر
رونے لگیں اور فرمایا اے ابوبکر کیا جلدی غارت وتباہ کیا تو نے گھر کو رسولخداؐ کے

پھر عمر سے کہا واللہ ای عمر اب مین تجھ سے کچھ نہ کہونگی جبتک کہ خداوند جبار سے ملاقات نکرون بہرکیف ابو بکر کا جناب امیرؑ سے لڑنیکے واسطے عمر کو حکم دینا اور عمر کا خانۂ فاطمہؑ کے جلانیکے واسطے آنا انکی کتابون سے بخوبی ثابت ہی اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر خلافت ابو بکر پر راضی نہ تھے اور اوسکو باطل سمجھتے تھے مگر خلیفۂ ثانی زبردستی بیعت لینی چاہتے تھے سبحان اللہ کیا اچھی خلافت ہے اور کیا اچھا اجماع ہی کہ دھمکا دھمکا کر گھر جلا کر اہلبیت رسولؐ سے بیعت کرائین

ع این خلافت نشد کہ آفت شد ؛ ہم کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا یہ صریح دلیل ہی کہ خلافت ابو بکر کی ناحق تھی کیونکہ بروایت ترمذی و ازالۃ الخفا و مودۃ القربی وصواعق محرقہ وغیرہ ثابت ہی کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا الحق مع علیؑ وعلیؑ مع الحق اللھم ادر الحق معہ حیثما دار حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہین خداوندا پھیر تو حق کو علیؑ کے ساتھ جس جس طرف علیؑ پھرین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ اس بیعت سے انکار کرنیمین کبھی برسر ناحق تھے خیال کرنا چاہیے کہ یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہی کہ رسولخداؐ نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنے جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافر مرتا ہی اور بروایت صحیح مسلم یہ بات پائی جاتی ہی کہ جناب امیرؑ نے بعد چھ مہینے کے بیعت کی (اگرچہ مجبوراً ہو) تو ہم نہین سمجھتے کہ چھ مہینے تک حضرت نے کسکو امام سمجھا اگر خلافت ابو بکر کی حق ہوتی تو حضرت امیرؑ

ردّ جوابات شاہصاحب

بلا عذر سبکے پہلے بیعت کرتے کہ وہ عارف علم ربانی اور عالم اسرار رسول یزدانی تھے حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہی اسی سبب سے بعد شہادت امام حسینؑ کے خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر نے حجاج کے پانوسے بیعت کی اب ہم شاہصاحب کے جوابات عام فریب کو رد کرتے ہین یہ جو شاہصاحب نے کہا کہ اون لوگون کو فساد منظور تھا اور چاہتے تھے کہ خلافت خلیفۂ اول کی درہم و برہم ہوجائے اس سبب سے عمر نے قصد گھر جلانیکا کیا پس سبحان اللہ شاہصاحب نے اصحاب رسولؐ کو جنمین جناب امیرؑ بھی داخل ہین کا ذکر مفسد ٹھہرایا عمر کو طعن سے بچانیکے خیال مین ایسے ازخود رفتہ ہوگئے کہ باقی سب لوگون کو مفسد ٹھہرایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت جو تعظیم و تعدیل کل اصحاب کا دعوے کرتے ہین وہ سب زبانی ہی جب بعض ادمین کے مفسد فی الارض ٹھہرے تو الصحابۃ کلھم عدول کہان رہا بالجملہ اس لکھنے سے شاہصاحب کے ثابت ہوا کہ جناب امیر و دیگر اصحاب رسول خلافت خلیفۂ اول پر ہرگز راضی نہ تھے بلکہ چاہتے تھے کہ خلافت ابوبکر کی درہم و برہم ہوجائے اور یہ جو شاہصاحب نے جواب دیا ہی کہ قصد واقعی گھر جلانیکا نہ تھا فقط تہدید زبانی تھی جیسا کہ دلیل مین کہا ہی کہ قصد از امور قلبیہ است کہ بران کسے غیر از خدا تعالے مطلع نمیتواند شد پس اولاً ہم کہتے ہین کہ جب سواے خدا کے دلکا حال کسیکو نہین معلوم ہوسکتا تو پھر آپکو یہ کہانسے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا واقعًا قصد گھر جلانیکا نہ تھا فقط تہدید زبانی تھی یہ تخصیص بلا مخصص آپ نے کہانسے نکالی ثانیًا بحث طعن فدک مین

مقام غضبت فاطمۃ ولم تتکلم حتٰے ماتت مین جس سے شیئے من اغضبہا فقد اغضبنے ملا کر بہت بڑا نتیجہ نکالتے ہین آپ لکھ چکے ہین کہ ابو بکر نے فاطمہؑ کو غضبناک کرنیکا قصد نہین کیا تھا بلکہ وہ خود سے غضبناک ہوئین سبحان اللہ شاہصاحب یہ آپ ہی کا کام ہی کہ جہان جو بات اپنے مطلب کے موافق پائی لکھدی خواہ اپنا کلام سچ باقی رہے یا جھوٹا ہوجائے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؛ نہین معلوم یہان آپکو امر قلبی سے ابو بکر کے کیونکر اطلاع ہوگئی جو آپنے لکھا کہ ابو بکر کا قصد فاطمہؑ کو غضبناک کرنیکا نہ تھا آپ ہم سے سنیے کہ بیشک عمر کا قصد گھر جلا دینے کا تھا اگر وہ لوگ (جنھون نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا تھا) اوس گھر سے نہ نکلتے تو بیشک خلیفہ صاحب خانۂ فاطمہؑ کو مع اہلبیتؑ کے پھونکدیتے اور شاہد اس بات کا قرینہ ہی یعنے عمر کا آگ اور لکڑی لانا اور اوسپر ای واللہ قسم کھانا یعنے اگر یہ لوگ ابو بکر سے بیعت نکرینگے تو قسم خدا کی ہم بیشک گھر کو ان لوگونکے اوپر پھونکدینگے یہ سب باتین قرینہ قوی ہین کہ عمر کا قصد گھر جلانیکا تھا ہان اگر آپ یہ اقرار کیجیے کہ عمر نے جھوٹی قسم کھائی تھی تو شاید ہم مان لین لیکن تہدید و تخویف اولیاء اللہ خصوصًا جگر گوشہاے رسول اللہ کب جائز تھی خصوصًا واسطے ترویج خلافت باطلۂ بکری کے اسکو تو ہم نہین مان سکتے علاوہ اسکے بروایت کتاب العقد ابن عبد ربہ وغیرہ ابو بکر نے جب کہا کہ اگر علیؑ و عباس بیعت نکرین تو قتل کرنا یہ سنکر عمر نے قبول کیا اور آگ اور لکڑی ساتھ لیے ہوے روانہ ہوے تو جب اہلبیتؑ رسول کے قتل پر آمادگی ہو تو گھر جلانیکا اگر قصد ہو تو کون سے تعجب کی جگہ ہی

اور یہ جو شاہصاحب نے کہا کہ چونکہ یہ لوگ خلافت ابو بکر کو درہم و برہم کرنا چاہتے تھے اِس سبب سے عمر نے اون لوگونکو فقط ڈرایا تھا پس یہ قول مردود ہے اسلیے کہ پہلے چاہیے کہ خلافت ابو بکر کی بدلائل ثابت کرین کہ حق تھی تو البتہ ڈرانا عمر کا بکار آمد ہو سکتا ہی حالانکہ عمدۂ دلائل جس سے یہ لوگ خلافت ابو بکر ثابت کرتے ہین اجماع ہی اور اجماع کا حال ظاہر ہی کہ بہت سے لوگون نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا اگرچہ بعد تھوڑے دنونکے خوف جان و مال سے قہرًا و جبرًا بیعت کر لی ہو مگر بعض صحابہ نے تو عمر بھر بیعت ہی نہ کی مثل سعد بن عبادہ کے آخر الامر عمر نے اپنے زمانہ مین لوگون سے مروا ڈالا اور مشہور کر دیا کہ جنات نے قتل کر ڈالا اور کیونکر نہو تا کہ روز سقیفہ ہی کہا تھا اقتلوا سعدًا قتل اللہ سعدًا کما فی النہایۃ یہ حال ہی اجماع کا بقول مولوی وحید خان کے کہ اجماع خلافت پر ابو بکر کی تو بطور الماعون کے معلوم ہوتا ہی اور یہ جو شاہصاحب نے کہا کہ عمر نے یہاں پر اجتہاد کیا کہ رسولخدا نے فرمایا تھا جو شخص نماز جماعت مین حاضر نہو اوسکے اوپر اوسکے گھر کو جلا دو یہان بھی چونکہ لوگ جماعت ابو بکر مین نہ آتے تھے اس سبب سے عمر نے گھر جلا دینے ڈرایا سبحان اللہ پیران نمے پرند مریدان مے پرانند خلیفہ صاحب کے ذہن مین تو کبھی یہ بات گذری بھی نہوگی مگر آپ وکالت فضولی کرکے زبردستی بھی صاحب استنباط بناتے ہین جو شخص مسائل فقہیہ تک نہ جانتا ہو مسئلہ تیمم تک یاد نہو جہالت سے کبھی زن حاملہ کو سنگسار کا حکم دے کبھی مہر کی گفتگو مین ایک عورت سے بند ہو جائے کبھی نہی عن المنکر مین ایک

شرا نجوارے زک اوٹھائے وہ کیا اچھا کریگا علاوہ اسکے آپ لکھ چکے ہین کہ قصد امور قلبیہ سے ہی کوئی اوسکو نہین جان سکتا مگر یہان آپکو استنباط کرنا عمر کا جسکا کہین ذکر نہین ہی معلوم ہو گیا قطع نظر اسکے یہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ رسولخدا نے اوسی شخص کے گھر جلانیکو کہا تھا جو نماز جماعت مین حاضر نہوا اور عمر نے تو سب کے گھر کے عوض مین فقط خانۂ فاطمہ ہی کے جلانیکو کہا بہرکیف یہ دلیل استنباطی جو آپنے دل سے نکالی ہی جب صحیح ہو کہ پہلے آپ حقیت خلافت اور امام بحق ہونا ابوبکر کا بدلائل و براہین قطعیہ ثابت کر لیجیے تو البتہ کسی قدر گنجایش کلام نظاہر آپکو ہو سکتی ہی دانی لک ذلک یہان تو اصل خلافت و امامت ہی ہوا بر ہی اوسپر اس استنباط کو تفرع کرنا بنا ر فاسد علے الفاسد ہی علاوہ اسکے بقول نووی شارح مسلم یہ حدیث جماعت منافقین صحابہ کی شان مین ہی نہ مومنین کے اور باینہمہ بروایت ابن حجر کے فتح الباری مین یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا تو ایسی صورت مین یہ کیسا استنباط تھا کہ حکم منافقین کو مومنین پر جاری کرتے تھے یا حکم منسوخ کو پھر جاری کرنا چاہتے تھے اس سے تو اچھا دکیا کمال جہالت خلیفہ صاحب کی ثابت ہوتی ہی

بہتر از ان دوست کہ نادان بود	دشمن دانا کہ پے جان بود

طریق سوم مشتمل او بر مطاعن عثمان کے مخفی نرہے کہ مطاعن حضرت محرق القرآن عثمان بن عفان کے بھی زیادہ از بیان ہین اس وجیزہ مین سبکا لکھنا غیر اسکان ہی تھوڑا اونمین سے مشتے نمونہ از خروارے لکھتے ہین جو شیعہ ہو گا وہ سمجھ جائیگا کہ ایسا شخص ہرگز خلیفۂ رسولؐ اور متولی امور مسلمین نہین

ہوسکتا ہی خلافت عثمانیہ سے توصاف حق ظاہر ہوگیا کہ یہ تجویز انسان امام مقرر
کرلیسے اور جو منصوص من اللہ ہو اوسکو چھوڑ دینے سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوئین
جو جو بدعتین عثمان کی ذات سے ہوئین ناظرین کتب تواریخ پر بخوبی ظاہر ہے

طعن احراق قرآن

طعن اوّل واضح ہو کہ عثمان محرق القرآن نے وہ قرآن جو منزل من اللہ
تھا جسکی تعظیم واجب تھی اور توہین کفر جسکو رسولخدا کے زمانہ سے لوگ پڑھا کرتے
تھے اوسکو جلوادیا مشکوٰۃ شریف مین لکھا ہی وارسل الی کل افق بمصحف
مما نسخوا وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق
یعنے انس بن مالک سے منقول ہی کہ قرآن بحکم عثمان لکھے گئے اونمین سے ایک
ایک نسخہ شہرونمین عثمان نے بھیجدیا اور حکم کیا کہ سواے ہمارے جمع کیے ہوے کے
جتنے قرآن ہین خواہ چھوٹے ہون خواہ بڑے سب جلا دیے جاوین شیخ
عبد الحق دہلوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ اس سے یہ بات
ثابت ہوتی ہی کہ جو قرآن حفصہ کو نظر بایفاے وعدہ واپس کر دیا گیا تھا وہ بھی
بحکم عثمان جلادیا گیا کیونکہ جب عثمان نے یہ حکم دیا کہ ہمارے قرآن کے سوا جتنے
قرآن ہین سب جلا دیے جائین تو حفصہ کے پاس کا قرآن جو ابو بکر و عمر کے
زمانہ مین جمع ہوا تھا وہ بھی علاوہ قرآن عثمانی کے تھا تو لامحالہ وہ بھی جلا دیا
گیا ہوگا اور یہ روایت تو مشہور ہی کہ ابن مسعود نے جب اپنے پاس کا قرآن
عثمان کو نہ دیا تو خلیفہ صاحب نے مار پیٹ کر اونسے قرآن چھین کر جلا دیا
ملا محسن کشمیری نے کہ علماء اہلسنت سے ہی رسالہ نجاۃ المومنین مین لکھا ہی
منہا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحابۃ فضرب ابن مسعود

ص ۱۸۵ چھاپہ دہلی مین

[illegible]

حتے کسر ضلعین من اضلاعه واحرق مصحفه یعنے عثمان سے بہت سے بڑے امور اصحاب کے حق مین سرزد ہوے جیسے ابن مسعود کو اتنا مارا کہ دو ہڈیان پہلو کی شکستہ ہوگئین اور اونکے قرآن کو لیکر جلا دیا بعض اہلسنت کہتے ہین کہ عثمان نے ابن مسعود کو قرآن نہ دینے پر اسواسطے مارا کہ اونکے قرآن مین بہت سی باتین زیادہ تھین کہ اونکے رہنے سے قرآنون مین اختلاف پڑجاتا اور دین مین فساد قائم ہوتا یہ جواب ان لوگونکا محض عوام فریب ہے کیونکہ بہت سی حدیثون مین آیا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا تم لوگ قرآن پڑھا کرو بقرأت ابن مسعود جیسا کہ کتاب استیعاب مین بھی ہے پس اگر ابن مسعود غیر قرآن کو اپنے قرآن مین داخل کرتے تو پیغمبر خدا ابن مسعود کی قرات کے موافق عمل کرنیکو کیون فرماتے اور اگر ابن مسعود کے قرآن باقی رکھنے مین دین مین فساد پڑتا تو چاہیے تھا کہ پیغمبر خدا اور ابوبکر اور عمر پہلے سے اسکا دفعیہ کرتے اور عثمان کے بھروسے نہ چھوڑدیتے علاوہ اسکے بموجب ارشاد نبوی قرآن سات حرفونپر نازل ہوا ہے جسطرح پڑھا جاوے سب درست ہے فخر الدین رازی نے نہایۃ العقول مین کہ درحقیقت نہایۃ العقول ہے لکھا ہے کہ عثمان نے اسواسطے قرآنونکو جلوا دیا کہ شاید کوئی پرزہ زمین پر گرپڑتا تو موجب اہانت کا ہوتا سبحان اللہ کیا سمجھ ہے قرآن کا جلا دینا تو باعث اہانت کا نہو اور زمین پر گر پڑنا موجب اہانت کا ہو حالانکہ سیوطی نے اتقان مین لکھا ہے کہ جلانا قرآن کا خلاف حرمت و باعث اہانت ہے اور مولوی محمد عبدالرؤف حنفی رسالہ ضربۃ الکرار مین جو جواب مین ایک شخص محمدی کے لکھا ہے لکھتے ہین

جواب اہلسنت از ضرب ابن مسعود

جواب نقض رازی از احراق قرآن

اور طعن اونکا (یعنے شیعونکا) حضرت ابوبکر اور عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور اونکی جماعت کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرنا اور حضرت عثمان کا کئی سو قرآنون کا جلا دینا اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے کے انکار پر اسقدر مارنا کہ مرض فتق کا ہو گیا اور حضرت ابوذر کو مارنا اور شہر بدر کر دینا ان سبکا ماخذ کتب معتبرہ سیر و تواریخ مین موجود ہی کوئی شخص ہم لوگو نمین سے انکار نہین کر سکتا انتہے بلفظہ بعض اہلسنت

طعن احراق قرآن

جواب دیتے ہین کہ عثمان نے اسواسطے قرآنو نکو جلا دیا کہ اور قرآنون مین بہت سی آیتین منسوخ و مشکوک تھین جنکے رہنے سے قرآنو نمین اختلاف ہوتا

جواب

ہم کہتے ہین کہ بالفرض اگر ایسا ہو تو بعض آیت کے منسوخ ہوتے سے اور مشکوک ہونے سے قرآن کی حرمت کیونکر جاتی رہی کیا جتنے لوگون کے پاس قرآن تھے اونمین کی سب آیتین منسوخ تھین اور سب مشکوک تھین اور ابوبکر و عمر کے زمانہ تک وہی منسوخ اور مشکوک فیہ قرآن لوگ تلاوت کیا کرتے تھے اور نماز و نمین پڑھا کرتے تھے اور کیا اون قرآنو نمین اللہ کا نام نہ تھا کیا اونمین بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ تھا یہ محض ان لوگو نکا بات بنانا اور محرق القرآن کے عیب کو چھپانا ہی حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ قرآن سات حرفو نپر نازل ہوا ہی جسطرح عرب اوسکو پڑھین سب

صفحہ ۱۸۴ چھاپہ دہلی

صحیح ہی جیسا کہ حکایت ہشام کی اور ابن مسعود کی اور ابی بن کعب کی مشکوۃ مین موجود ہی قطع نظر اسکے ہم پوچھتے ہین کہ پیغمبر خدا نے جو اہلبیت و قرآن کے ساتھ تمسک کرنیکا حکم دیا تھا تو یہ قرآن مروج تو عثمان کے زمانہ مین

جمع ہوا اور اوسکے سوا تم سب کو مشکوک بتاتے ہو اور قابل جلا ڈالنے کے کہتے ہو تو پیغمبر خدا صلعم نے کیا ایسے ہی قرآن کے تمسک کا حکم دیا تھا جو مشکوک اور محرف اور قابل جلا دینے کے ہو حاشا و کلا آپ معلوم کر د کہ جتنے قرآن پیغمبر خدا صلعم کے زمانہ سے تھے وہ سب منزل من اللہ تھے قابل تعظیم تھے کسیطرح انکا جلانا جایز نہ تھا بلکہ کفر تھا مگر عثمان نے اپنی جہالت اور بے پروائی سے اون سبکو جلا دیا

طعن دوم عثمان نے اپنے زمانۂ خلافت مین ایسے ایسے لوگون کو والی اور حاکم کیا جو ہرگز قابل اسکے نہ تھے کہ متولی امور مسلمین و مروج شریعت خیر المرسلین ہون ان لوگون کا فسق و فجور پہلے ہی سے ظاہر تھا کوئی فاسق تھا اور کوئی مرتد تھا اور کسی پر پیغمبر صلعم نے لعنت کی تھی جیسا کہ ہم لکھینگے اور عمر نے بھی وقت مقرر کرنے شوریکے ان سبکے حاکم کرنیکو عثمان سے منع کیا تھا جیسا کہ ازالۃ الخفاء وغیرہ مین ہی مگر یہ سب دیدہ و دانستہ عثمان نے بنی امیہ کو جنپر خدا نے قرآن مین لعنت کی ہی بخیال اپنی قرابت کے اور کچھ لوگونکو واسطے مخالفت حکم رسول خدا صلعم کے حاکم مقرر کیا اور بعد مقرر کرنیکے بموجب عادت قدیمہ ان لوگونسے فسق و فجور بھی ظہور مین آئے اور اکثر اصحاب رسول عثمان کو سمجھاتے تھے کہ یہ لوگ ایسا ایسا ظلم اور یہ یہ فسق و فجور کرتے ہین اور اصرار کرتے تھے کہ ان لوگون کو معزول کرکے انکی جگہ دوسرونکو بھیج مگر عثمان نے کچھ خیال نہ کیا اور اصحاب رسول صلعم کے کہنے کو مطلقاً نہ مانا آخر جو اسکا نتیجہ ہوا سب لوگ جانتے ہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ اوّلاً عثمان نے ولید بن عقبہ کو (جو مادری بھائی عثمان کا دوسرے

عثمان فساق و فجار را والی و حاکم مسلمین کردن

در تفسیر نیشاپوری سطور است عن ابن عباس الشجرۃ الملعونۃ بنو امیۃ ۱۲

باپ سے تھا) والی کوفہ کیا اور یہ ولید بڑا شرابخوار اور فاسق و فاجر تھا چنانچہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی نے اپنی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین لکھا ہی وکان الولید شاعراً ظریفاً حلیماً شجاعاً کریماً یشرب الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن الموذن لصلوۃ الفجر خرج الی المسجد وصلے باھل الکوفۃ الصبح اربع رکعات وصار یقول فی رکوعه وسجوده اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب ثم سلم وقال ھل ازیدکم فقال له ابن مسعود لا زادك اللہ خیرا ولا من بعثك الینا یعنے ولید ایک شخص شاعر اور ظریف اور حلیم اور شجاع تھا اور ہر شب کو اول شب سے صبح تک برابر شراب پیا کرتا تھا ایک روز جب موذن نے صبح کی اذان دی تو آواز سنکر ولید مسجد مین آیا اور اہل کوفہ کے ساتھ صبح کی نماز چار رکعت پڑھی اور رکوع مین اور سجدہ مین بجاے ذکر کے کہتا تھا اشرب واسقنے یعنے تم بھی پیو اور مجکو بھی پلاؤ بعد اسکے مسجد ہی مین اوسنے قی کی اور سلام پھیر کر لوگونسے کہنے لگا اسوقت تم مزے مین ہین اگر کہو تو چار رکعت سے بھی کچھ اور زیادہ تم لوگونکے واسطے پڑھا دین ابن مسعود نے کہا خدا تیری نیکی کو زیادہ نہ کرے اور نہ اوسکی جسنے تجھے حاکم کرکے یہان بھیجا ہی اور واضح ہو کہ یہ ولید بن عقبہ وہ ہی کہ باتفاق مفسرین ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا اور افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون اسیکی شان مین نازل ہوا ہی اور فاسق سے مراد یہی ولید بن عقبہ ہی اور اسی سبب سے بفاسق فی التنزیل

حکایت شرابخواری ولید و خواندن نماز صبح چہار رکعت

یہ روایت روضۃ الصفا مین بھی ہی جلد سوم صفحہ (۲۲۵)

حیات الحیوان دمیری مین بھی ہی ۱۲

مشہور تھا تو جس شخص کو خدا نے فاسق کہا ہو اور صحابۂ رسولؐ نے اوسکے حق مین بلکہ عثمان کے حق مین بھی (بسبب ایسے فاسق کے بھیجنے کے) بد دعا کی ہو وہ شخص کب قابل تولیت امور مسلمین کے ہو سکتا ہی دوسرے معاویہ کو شام پر تسلط تام دیا جسکے حق مین رسولخداؐ نے بروایت مسلم بد دعا کی تھی اور فرمایا تھا لااشبع اللہ بطنہ اور جسکے حق مین رسولخداؐ نے لعنت کی تھی جیسا کہ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الائمۃ مین اور رازی نے کتاب محصول مین لکھا ہی کہ امام حسنؑ نے فرمایا وانت یامعاویۃ نظر رسول اللہؐ الیك یوم الاحزاب فرای اباك علی جمل یحرض الناس علی قتاله واخوك یقود الجمل وانت تسوقه فقال لعن اللہ الراکب والقائد والسائق یعنی اے معاویہ تجکو رسولخداؐ نے روز جنگ احزاب دیکھا کہ تیرا باپ اونٹ پر سوار ہو کر لوگونکو پیغمبر خداؐ سے لڑنیکو رغبت دلا رہا ہی اور تیرا بھائی مہار کھینچتا ہی اور تو ہنکاتا جاتا ہی پس حضرت نے فرمایا خدا لعنت کرے اس سوار کو اور کھینچنے والے کو اور ہنکانے والیکو تیسرے عبید اللہ بن ابی سرح کو (جو رضاعی بھائی عثمان کا تھا) والی مصر کیا جب اوسنے وہان بہت ظلم کیے تو آخر لوگون نے عثمان کے یہان شکایت لکھی تب بھی خلیفہ صاحب نے خیال نہ کیا آخر جو اسکا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہی اور یہ عبد اللہ سامنے رسولخداؐ کے مرتد ہو گیا تھا اور کفار مکہ سے جا ملا تھا جیسا کہ قاضی عیاض نے لکھا ہی اور یہ عبد اللہ منجملہ اون گیارہ آدمیونکے تھا جنکو حضرت نے حکم دیا تھا کہ جہان پاؤ قتل کر دو اگرچہ خانۂ کعبہ کے پردہ سے لپٹے ہون جیسا کہ

ص ۵۵۳ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

عن ابن عباس قال کنت العب مع الصبیان فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتواریت خلف باب قال فجاء فحطانی حطأۃ وقال اذہب وادع لی معاویۃ قال فجئت فقلت ہو یاکل قال ثم قال لی اذہب فادع لی معاویۃ قال فجئت فقلت ہو یاکل فقال لااشبع اللہ بطنہ ۱۲

کتاب استیعاب وغیرہ مین ہی پس جو شخص کہ مرتد ہوا اور جسکا خون پیغمبر خدا انے
ہدر کیا ہو وہ کیونکر متولی امور مسلمین ہو سکتا ہی اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ عبد اللہ بعد
(ص ۲۳۱ جلد دوم حیات القلوب مجلسی) مرتد ہونیکے پھر مسلمان ہو گیا تھا پس یہ سمجھنا بلا دلیل ہی روضۃ الصفا مین ہے
درین اثنا عمرو عاص نزد عثمان رفتہ گفت معائبیکہ مسلمانان تو نسبت میکنند
(۴ ذکر بعض مطاعن عثمان) تو بر کن عثمان او را معاتب ساختہ از جمیع معائب ابرار ذمہ کرد عمرو عاص گفت
کہ یکے از عیوب اینست کہ عبد اللہ بن ابی سرح مرتد را امن دادہ اس سے
معلوم ہوا کہ عثمان نے باوجود اوسکے ارتداد کے اوسکو والی مصر کیا تھا چوتھے
مروان کو اپنا وزیر کیا اور سیاہ و سفید کا بالکل اختیار دیا حالانکہ وہ ایسا
فاسق و فاجر بلکہ بے ایمان و کافر تھا کہ رسول خدا انے اوسکو الوزغ ابن
(ص ترجمہ مروان) الوزغ الملعون ابن الملعون کہا تھا جیسا کہ رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق اور
(ص ۴۶۹ جلد دوم تذکرہ) صواعق محرقہ اور حیوۃ الحیوان مین ہی آپ خیال کرو جو لوگ کہ فاسق
اور فاجر اور ملعون اور مرتد ہون اونکو سب مسلمانون پر حاکم کرنا اور احکام
نبویہ کو اونکے سپرد کرنا کب جائز تھا عثمان نے محض اپنی قرابت کے
لحاظ سے بنی امیہ کو حکومتہاے جلیلہ پر فائز کیا تھا بعض اہلسنت جواب
دیتے ہین کہ عثمان نے ان سبکو اچھا سمجھکر بموجب اپنے علم کے عمل کیا اونکو
پہلے سے ان سبکا حال معلوم نہ تھا جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی اپنے تحفہ مین
کہا ہی ہم کہتے ہین کیا عثمان کو فقط قرآن جمع کرنا معلوم تھا اور اوسکی شان
نزول سے کچھ واقفیت نہ تھی کہ انہین سے بعض کو خدا نے فاسق کہا ہی اور
بنی امیہ کو شجرۂ ملعونہ قرآن مین فرمایا ہی اور رسول خدا ؐ کی صحابیت سے

عثمان کو کیا فائدہ ہوا اتنا نہ معلوم تھا کہ حضرت نے کسیکو ملعون کہا تھا اور
کسیکا خون ہدر کیا تھا یہ بات نہین ہی بلکہ یہ سب جان بوجھکر عثمان سنے
بنی امیہ کو بخیال اپنی قرابت کے والی اور حاکم کیا تھا علاوہ اسکے اگر پہلے سے
نہین معلوم تھا تو بعد صدور بد عنوانیکے اور اصحاب کے سمجھانیکے کیون نہین
اون سکو معزول کیا جیسا کہ روضۃ الاحباب مین بھی ہی القصہ سعید گوید ص ۲۷۹ چھاپۂ لکھنؤ حال عثمان
کہ اخبار غیر مرضیہ از حکام و عمال عثمان بمدینہ مے آمد و خواطر اصحاب ازین
جہت ملول میگشت و با و بطریقہ شفقت و نصیحت میگفتند کہ سزا دار
بحال و کمال تو آنست کہ این عمال را از عمل کہ متصدی آنند معزول گردان
و جمعی از صحابہ کہ با مانت و دیانت و عدالت و رزانت معروف و موصوف
اند بجاے ایشان نشان و مروان را از نیابت خدمت خویش برانی و در خاتمت
و عاقبت کار خود در امشورت وصواب دید او ندانی چہ وے بواسطۂ شرارت
کہ در نہاد او مضمر است نیک خواہ تو و نیک خواہ مسلمانان نیست ہر چند
ازین نوع سخنان بعرض امیر المومنین عثمان رسانیدند نتیجہ نمے داد؛
طعن سوم عثمان نے اپنے زمانۂ خلافت مین بنی امیہ کو جو شجرۂ ملعونہ ہین [illegible]
بخیال اپنی قرابت کے اموال کثیر و زر ہاے خطیر بیت المال سے دیے
حالانکہ وہ حق سب مسلمانونکا تھا اور خمس کو کہ وہ بھی مال کثیر تھا اپنی اولاد
اور دامادونکو سب دیدیا حالانکہ خمس حق اہلبیت کا تھا چنانچہ اپنے دامادونکو
لاکھون اشرفیان دین اور مروان کو جسکو اپنا وزیر کیا تھا تمام خمس
غنائم افریقہ کا (جسکی تعداد بروایت سبط ابن جوزی پانچ لاکھ اور بروایت

شہرستانی دو لاکھ اشرفیان تھین) دیدیا اور بروایت کنز العمال تمام آمدنی
خمس مصر کی مروان کو لکھ دی اور بروایت راغب اصفہانی فدک کو بھی (جو
حق جناب فاطمۂ کا تھا) مروان کو دیدیا اور حکم بن ابی العاص کو جب مدینہ
مین بلا لیا تو بروایت راغب ایک لاکھ اور بروایتے دو لاکھ درہم اوسکو
دیے و بروایت واقدی تین لاکھ مال زکوۃ سے اوسکو دیا اور بازار مہزور کو
(جو ایک مقام بازار مدینہ کا تھا اور رسول خدا صنے محاصل اوسکا سب مسلمانون پر
تصدق کیا تھا) عثمان نے فقط اپنے داماد حارث بن حکم کو دیدیا اور
عبداللہ بن خالد جب مکہ سے آیا تو چار لاکھ و بروایتے تین لاکھ درہم اوسکو
دیے اور ایک جوہر بے بہا جو خزانۂ بادشاہ عجم سے ہاتھ آیا تھا بروایت ابن
ابی الحدید اپنی لڑکی کو دیدیا و بروایت ابن اسحاق دو دانہ مروارید جسکی
قیمت تاجرون سے نہین لگ سکتی تھی اپنی ایک لڑکی کو اور ایک مجمر سونے کا
جو مرصع و مکمل تھا یاقوت و جواہر و مروارید سے اپنی دوسری لڑکی کو دیا

حکایت عبداللہ بن ارقم

اور بروایت ابومخنف ایک مرتبہ عثمان نے عبداللہ بن ارقم کو جو خزینہ دار
بیت المال کا تھا رقعہ لکھا کہ عبداللہ بن خالد کو (جو عثمان کے عزیزونمین
تھا) تین لاکھ دیدینا اور جو لوگ اوسکے ساتھ ہین اونکو بھی ایک ایک لاکھ
دینا عبداللہ نے اس نوشتہ کو عثمان کے نہ مانا اور اون لوگون مین سے
کسیکو کچھ نہ دیا تب عثمان نے عبداللہ بن ارقم کو بلا کر کہا تو خزینہ دار میرے مال کا ہی
تجکو لازم ہی کہ جو مین کہون اوسپر عمل کرے عبداللہ نے جواب دیا مین خزینہ دار
مسلمانونکے مال کا ہون تمہارے مال کا خزینہ دار تمہارا غلام ہوگا یہ کہکر

کنجیونکو بیت المال کی عثمان کے آگے پھینکدیا اور بروایتے منبر پر لٹکا دیا اور قسم کھائی کہ اب مین اسکو اختیار نکرونگا عثمان نے اون کنجیونکو اپنے غلام نائل کے حوالہ کیا واقدی لکھتا ہی اس واقعہ کے بعد عثمان نے زید بن ثابت کو جسکے اونکے علاقہ بیت المال ہوا حکم دیا کہ تین لاکھ درہم بیت المال سے لیجا کر عبد اللہ بن ارقم کو دو اور کہنا یہ خلیفہ نے تمکو دیا ہی جب زید عبد اللہ کے پاس وہ درہم لے آئے تو عبد اللہ نے جواب دیا مجکو اس مال کی حاجت نہین ہی مین نے اسواسطے خدمت بیت المال کی نہین قبول کی تھی کہ مزدوری لون اگر یہ مال مسلمانونکا ہی تو مین نے کچھ ایسا کام نہین کیا ہی جسکی مزدوری تین لاکھ ہو اور اگر یہ مال عثمان کا ہی تو مین نہین چاہتا کہ اونکا نقصان ہو اور اسکے عوض بیت المال سے لیکر وہ خرچ کرین اب ہم دلیل ہر ایک بات کی انھین اہلسنت کی کتابونسے لکھتے ہین یہ قول ہمارا کہ عثمان نے اپنے دامادونکو لاکھون اشرفیان دین پس اس بات کو شاہصاحب نے بھی اسقدر قبول کیا ہی چنانچہ اپنے تحفۂ مسروقہ مین لکھتے ہین آنچہ مرویست اینست کہ عثمان پسر خود را با دختر حارث بن الحکم نکاح کرد واورا از اصل مال خود یک لاکھ درم برسم ساچق فرستاد و دختر خود را کہ ام ابان بود با مروان بن الحکم نکاح کرد واو را نیز یک لاک درہم داد اس لکھنے سے شاہصاحب کے ایک ایک لاکھ درہم بیٹے اور بیٹی کو دینا ثابت ہوا غایۃ الامر یہ ہی کہ اوسکو اپنے پاس سے دینا قرار دیا ہی حالانکہ یہ محض غلط ہی جیسا کہ اسکو تفصیل ہم لکھینگے کہ عثمان نے یہ سب داد و دہش بیت المال ہی سے کیا تھا اور روضۃ الصفا مین بھی ہی دیگر آنکہ

دادن خمس [illegible]

صہ ۳۱۷ فخر المطابع

صہ ۲۲۶ جلد دوم حبیب السیر

حکم بن العاص کہ بسبب بے ادبی او حضرت مقدس نبوی و برا رد کردہ با فرزندانش از مدینہ اخراج نمودہ و ابوبکر یک منزل اور ا بیشتر راند و عمر کذلک عثمان رقم قبول بر صفحۂ حال او کشیدہ ایشان را بمدینہ آورد و دختر خویش بمروان بن حکم داد و دختر دیگر بہ برادرش حارث بن حکم در سلک ازدواج کشید و از بیت المال خواستۂ فراوان بایشان بخشید و از خمس غنائم افریقہ متاع آمال مروان را گرانبار گردانیدہ وزیر خویش ساخت اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے اپنے دونون دامادون کو مال کثیر بیت المال سے دیا تھا اور یہ جو ہمنے کہا کہ مروان کو تمام خمس افریقہ و مصر اور فدک دیدیا بس شہرستانی نے ملل و نحل مین لکھا ہی وتزویجہ مروان بن الحکم بنتہ وتسلیمہ خمس غنائم افریقیۃ لہ وقد بلغت مائتی الف دینار یعنے احداثات عثمان مین سے ایک یہ ہی کہ عثمان نے مروان بن الحکم سے اپنی لڑکی کی شادی کردی اور تمام خمس غنائم افریقہ کا جسکی تعداد دو لاکھ اشرفیان تھین اوسکو دیدیا اور بروایت سبط ابن جوزی پانچ لاکھ اشرفیان تھین اور کنز العمال مین ہی وکتب لمروان بخمس مصر واعطے اقربائہ المال انتہی بقدر الحاجۃ یعنے مروان کو خمس مصر کی آمدنی لکھدی اور اپنے اقربا کو بہت سا مال بیت المال سے دیا اور محاضرات راغب اصفہانی مین مذکور ہی وما انکر علیہ ای علے عثمان قالوا اوی طرید رسول اللہ الحکم بن العاص واعطاہ مائۃ الف درہم ونفے اباذر الی ربذۃ وعامر بن عبد القیس الی الشام وتصدق لنبی

دادن عثمان بمروان

ص ۱۴۱ چھاپہ لندن

ج ۳ ص ۲۰۰ کنز العمال

ص الحد العشرون من حدود الکتاب

بمھزور ی علی المسلمین وھو موضع سوق المدینة فنفصنه عثمان
واقطع الحارث بن الحکم اخا مروان واقطع فدک مروان یعنی
اون چیزونسے جو لوگون کو عثمان کی طرف سے ناگوار گذرا یہ تھا کہ حکم بن عاص کو
جو نکالا ہوا رسولخدا کا تھا پھر مدینہ مین بلا لیا اور جب وہ آیا تو ایک لاکھ
درہم اوسکو دیے اور ابوذر کو ربذہ اور عامر بن عبد القیس کو شام کی طرف
نکلوا دیا اور مھزوری کو (جو ایک مقام ہی بازار مدینہ کا اور اوسکو پیغمبر خدا
نے سب مسلمین پر تصدق کیا تھا) عثمان نے فقط حارث بن حکم کو دیدیا
اور فدک کو خاص مروان کو دیدیا سبحان اللہ ابوبکر نے تو جناب فاطمہ کو
باغ فدک باوجود مانگنے اور گذرانے گواہونکے ندیا اور مدت العمر آزردہ رکھا
اورکہا کہ یہ حق سب مسلمانون کا ہی مگر عثمان نے اوس باغ کو خاص اپنے
داماد مروان بے ایمان کو دیدیا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا؛
اگر یہ کہین کہ عثمان نے سب مسلمانونسے پوچھکر سکو راضی کرکے دیا تھا
تو ہم کہینگے کہ ابوبکر نے کیون نہین سب مسلمانونکو راضی کرکے فدک فاطمہ کو
دیدیا کیا حق جناب فاطمہ کا مروان کے برابر بھی نہ تھا بہرکیف حکم بن
العاص کو ایک لاکھ درہم دینا بھی اِس روایت محاضرات سے ظاہر ہوا
اور بازار مدینہ کا حارث بن حکم کو دیدینا بھی اس روایت سے ثابت ہوا
اور یہ جو ہمنے لکھا کہ عبد اللہ بن خالد کو چار لاکھ درہم دیے پس ابن قتیبہ نے
کتاب معارف مین اسکو لکھا ہی وطلب الیه ای عثمان عبد اللہ
بن خالد بن اسید صلة فاعطاہ اربع مائة الاف درھم

دادن عثمان بعبد اللہ بن خالد چہار لاکھ درہم

من بیت مال المسلمین فقال عبد الله بن مسعود فی ذلک فضربه
الی ان دق له ضلعین یعنے عثمان نے عبد اللہ بن خالد بن اُسید کو اپنے
پاس بلا لیا جب وہ آیا تو اوسکو چار لاکھ درہم بیت المال سے دیے
عبد اللہ بن مسعود نے یہ دیکھکر عثمان کو کچھ کہا پس عثمان نے اونکو اسقدر
مارا کہ دو ہڈیاں پہلو کی شکستہ ہوگئین اور شاہصاحب نے بھی تحفہ مسروقہ
مین اسکا اقرار کیا ہی اور تین لاکھ دینا لکھا ہے غایۃ الامر یہ ہی کہ اسکو
دیدینے کو قرض دینا قرار دیا ہے حیث قال آنچہ گفتہ اند کہ عبد اللہ بن خالد
ابن اُسید را سہ لک درم انعام فرمود نیز غلط است از روے تواریخ معتبرہ
ثابت است کہ این مبلغ اورا از بیت المال قرض داد و برذمہ او نوشت
تا باز ستاند پس یہ قرض دینا محض غلط ہی جیسا کہ بروایت ابن قتیبہ ظاہر ہوا
کہ عثمان نے وہ درہم بیت المال سے عبد اللہ بن خالد کو بطور صلہ کے دیے
تھے نہ قرض کے بفرض تسلیم اس لکھنے سے بھی عثمان کو طعن سے نجات
نہین ہوسکتی کیونکہ بیت المال سے قرض دینا بلا وجہ جائز نہین ہی مگر یہ کہ مصالح
شرعیہ اور مہمات امور مسلمین اوسپر موقوف ہون یا کوئی امر دینی بغیر
اوسکے حرج ہوتا ہو نہ یہ کہ بخیال قرابت اور وسعت کے اغنیاء بنی امیہ
اور فساق اور فجار کو دیا جاوے نہایت تعجب کی جگہ ہی کہ یہ جواب خلیفہ
صاحب کو (اوسوقت جبکہ اصحاب نے اس اسراف پر عتاب اور
بازپرس کیا ہی) نہ سوجھا اور یہ نہ کہا کہ مین نے قرض دیا ہی اور لکھ لیا ہی
بلکہ صلہ رحم بجا لانیکا عذر پیش کیا مگر شاہصاحب کو یہ جواب سوجھ گیا (مدعی

ص ۳۱۸ مطاعن عثمان

[illegible]

شست گواہیست) افسوس ہے کہ شاہصاحب خلیفۂ ثالث کے زمانہ مین نہوے
نہین تو یہ سب جوابات جو تحفہ مین لکھے ہین اونکو تعلیم کردیتے اور خود بھی بہت سی
باتونکا جواب عثمان کی طرف سے بنا کر دکالۃً اصحاب سے پیش کرکے خلیفہ
صاحب کی جان بچا دیتے اور یہ دعوے ہمارا کہ ایک جوہر بے بہا اپنی لڑکی کو
بیت المال سے دیا پس ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہے
روی الزبیر بن بکار عن الزھری قال لما اتی عمر بجوھر کسریٰ
وضع فی المسجد فطلعت علیه الشمس فصار کالجمر فقال لخازن
بیت المال ویحك ارحنی من ھذا واقسمه بین المسلمین فان
نفسی تحدثنی انه سیکون فی ھذا ابلاء وفتنة بین الناس
فقال یا امیر المؤمنین ان قسمته لم یسعھم ولیس احد یشتریه
لان ثمنه عظیم ولکن ندعه الی قابل فعسی الله ان یفتح علی
المسلمین بمال فیشتریه منھم من یشتریه قال ادفعه فادخله
بیت المال وقتل عمر وھو بحاله فاخذه عثمان لما ولی الخلافة
فحلی به بناته یعنے زبیر بن بکار نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسوقت ایک
جوہر جواہرات بادشاہ کسریٰ سے بعد فتح فارس کے لاکر عمر کے سامنے رکھا گیا اور
اوسپر آفتاب پڑا تو وہ مثل انگارے کے روشن ہوگیا عمر نے یہ دیکھکر خازن بیت
المال سے کہا وائے ہو تجھپر جلد اس سے فرصت حاصل کرا اور ابھی اسکو سب
مسلمانونپر تقسیم کر کیونکہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ قریب ہے اسکے سبب سے
بلا و فساد لوگونمین پڑے خازن نے کہا اے امیر ایک جوہر سب مسلمانون پر

جز ناسن شرح نہج البلاغہ
بینہ ہو بین عثمان

دادن عثمان جوہر را بدختر خود

کیونکہ تقسیم ہو سکتا ہی اور نہ کوئی ایسا ہی کہ اسکو مول لے اور اسکی قیمت دیسکے لیکن
اسکو ہم رہنے دیتے ہین سال آیندہ تک شاید خدا مسلمین کو مال کثیر عطا کرے
اور کوئی اسکو مول لے عمر نے کہا اچھا جلد اوٹھا لیجاؤ پس خازن نے لاکر بیت
المال مین داخل کیا اور وہ اسی طرح بعینہ رکھا رہا جب عثمان کو خلافت ہوئی
تو اوسکو جوہر بے بہا کو لیکر اپنی لڑکی کا زیور بنا دیا انتہی اور یہ قول ہمارا کہ دو دانہ
مروارید اپنی ایک لڑکی کو اور ایک مجمر سونیکا مرصع بیاقوت وجواہر دوسری
لڑکی کو دیا پس اسکی دلیل مین یہی کافی ہی کہ شاہصاحب نے خود اسکو مطاعن
عثمان مین شیعونکی طرف سے لکھا ہی اور کچھ جواب شافی اسکا نہین دیا
بظاہر چونکہ یہ بات باقرار انکے علما کے ثابت ہی اس سبب سے اسکے
جواب کی طرف رُخ نہین کیا وھذا قوله فی تحفته یک دختر خود را
دو دانہ مروارید داد کہ قیمت آنہا از حساب تجار وجوہریان در گذشته بود
و دختر دیگر را مجمرے از زر مرصع بیاقوت وجواہر گران قیمت بخشید بہرکیف
ان روایات سے ظاہر ہوا کہ عثمان نے بیت المال سے زرہاے کثیر اور اموال
خطیر اپنی بیبیون اور بیٹیون اور بہوون اور دوسرے قرابت دارونکو
دیدیا سبحان اللہ کبھی یہ نہین سُنا کہ عثمان نے اہل بیت رسولؐ یعنے
جناب امیرؑ و حسنینؑ کو بھی مال جزیل دیا ہو دینا کیسا فدک کو بھی جو حق جناب
سیدہؑ کا تھا عثمان نے مروان دشمن خدا و رسول کو دیدیا بالغرض اگر
جناب امیرؑ و حسنینؑ سے عداوت تھی تو کبھی یہ بھی تو نہ سنا کہ سلمان و ابوذر
و مقداد کو بھی کچھ دیا ہو واضح ہو کہ جب اہلسنت نے دیکھا کہ اِس سے تو

دادن عثمان دو دانہ مروارید و مجمر را بدختر خود

این روایت را ابن ابی الحدید ... اہلسنت ... ۱۲

جواب اہلسنت از اسراف عثمان

خلیفہ صاحب کو بڑا الزام آتا ہی تو اسکے جواب مین اِن لوگون نے بہت بہت
باتین بنائین یعنے اگر عثمان نے بیت المال سے نہین دیا تو اسقدر مال خاص
کہانسے آیا جو اپنے عزیز و اقارب کو دیا کابلی نے صواقع مین یہ بات بناکر
لکھی ہی کہ عثمان کو کیمیا بنانا معلوم تھا اوسی سے اسقدر روپیہ اشرفی
جمع کیا تھا اور بہت شد و مد کے ساتھ اثبات مین اسکی قریب ایک صفحہ کے
سیاہ کیا ہی اور بہت طبعیت آزمائی کی ہی مگر شاہصاحب نے (باوجودیکہ
صواقع کا ترجمہ کیا ہی) چونکہ اس بات کو بعید از عقل سمجھا اس سبب سے
اونہون نے دوسرا پہلو جواب کا نکالا یعنے عثمان کے پاس مال پہلے سے تھا
جب عمر کے زمانہ مین لڑائیان فتح ہوئین اور مال بہت ہاتھ آیا تو اوسمین سے
انکو بھی حصہ ملا وہی مال انکے پاس تھا جو اپنے عزیزوا قارب کو دیا بیت
المال سے نہین دیا یہ قول بھی شاہصاحب کا قابل مضحکہ رسبیان ہی بڑا تعجب ہی
کہ اتنے اصحاب رسولخدا کے تھے مثل سلمان وابوذر و مقداد وغیرہ کے انمین سے
کسیکے پاس مال غنیمت سے اتنا جمع نہوا مگر عثمان کے پاس اتنا مال جمع ہوگیا
اور وہ مال عمر کے زمانہ مین خرچ بھی نہوا بعینہ رکھا رہا جب اپنا زمانہ ہوا
تب اوسکو نکالا اور عزیزونکو دیا علاوہ اسکے یہ کلام شاہصاحب کا القول
بمالا یرضی بہ القائل ہی کیونکہ جب عثمان سے لوگون نے اس انفاقات
کثیرہ کا تعرض کیا ہی تو عثمان نے بیت المال سے دینے کو قبول کیا ہی اور
بعض جگہ صلہ رحم کا عذر پیش کیا ہی یہ کہین نہین کہا کہ مین نے اپنے پاس سے
دیا ہی چنانچہ روضۃ الاحباب مین (ادن مقامات مین جب لوگون نے

گفتن نواصب اینکہ این اموال از خود عثمان بود

جواب آن

عثمان پر اعتراض کیا ہی اور عثمان نے ہر ہر بات کا جواب دیا ہی) لکھا ہی
اگر گوئید عطیات وافرہ وانعامات متکاثرہ از بیت المال باقارب خود دادی
پس رای سلطان را در بیت المال اعتبار تمام است و نیز بروایت روضۃ
الصفا و ملل و نحل و کنز العمال و محاضرات و ابن ابی الحدید وغیرہ سابقاً
معلوم ہوا کہ یہ سب مال بیت المال کا تھا اب ہم بخیال مزید توضیح و تزئیف قول
شاہصاحب کے دو تین روایتین اور لکھتے ہین کہ عثمان نے یہ سب مال بیت المال
ہی کا ضائع و برباد کیا اوّلاً اقرار خود حضرت عثمان کا سننا چاہیے کہ عثمان نے
بیت المال سے خرچ کرنیکا اقرار کیا ہی اگرچہ شاہصاحب دوسرا جواب دیتے ہین
عبد اللہ بن مسلم نے کتاب السیاسۃ والامامۃ مین لکھا ہی ثم قام رجل من
الانصار فقال یا عثمان ما بال ہؤلاء القوم من اہل المدینۃ یاخذون
العطاء ولا یغزون فی سبیل اللہ وانما ہذا المال لمن غزا فیہ
وقاتل علیہ الا ہذہ الشیوخ من اصحاب محمد ص قال عثمان فاستغفر اللہ
واتوب الیہ یعنے بعد اسکے ایک شخص انصار مین سے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا
ای عثمان کیا وجہ ہی کہ یہ لوگ اہل مدینہ مال و اسباب لیتے ہین اور راہ خدا
مین جہاد نہین کرتے حالانکہ یہ مال حق اوس شخص کا ہی جو راہ خدا مین جہاد کرے
سوائے اون لوگونکے جو اصحاب رسول ص سے ہین اور ضعیف اور بڈھے ہین یہ
سُنکر عثمان نے کہا اب مین توبہ کرتا ہون خدا سے اور سیوطی نے تاریخ
الخلفا مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور ملا علی متقی نے کنز العمال میں
لکھا ہی اخرج ابن سعد عن الزہری قال ولی عثمان اثنا عشر سنۃ

اقرار خود عثمان کہ اس نے مال بیت المال ضائع

کتاب الامارۃ خلافۃ عثمان

فلم ینقم علیہ الناس شیئاً مدۃ ستۃ سنین بل کان احب
الی قریش من عمر لان عمر کان شدیداً علیہم فلما ولی عثمان
لان لہم ووصلہم وتوانی فی امرہم واستعمل اقاربہ واہلبیتہ
فی الست الاواخر واعطاہم المال متاولا فی ذلک الصلۃ
التی امر اللہ بہا وقال ان ابا بکر وعمر ترکا من ذلک ما ہو لہما
وانی اخذتہ فاقسمتہ فی اقربائی فانکروا علیہ ذلک یعنی ابن سعد نے
زہری سے روایت کی ہی کہ عثمان نے بارہ برس تک خلافت کی چھ برس تک
تو کسی نے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ قریش عثمان کو عمر سے بھی اچھا سمجھتے تھے اسواسطے
کہ عمر کی ذات سے اون لوگونکے اوپر بہت سختی ہوا کرتی تھی اور جب عثمان کو
خلافت ہوئی تو عثمان نے اون لوگونکے ساتھ نرمی و ملاطفت سلوک کیا
اور بہت کچھ مال دیا اور برائیو نپر اون لوگونکی مسامحہ وچشم پوشی کو راہ دیا اور
چھ سال اخیر مین اپنے عزیز وا قارب کو شہرونکا عامل مقرر کیا اور بتاویل صلہ رحم
جسکا خدا نے حکم دیا ہی بہت کچھ مال و زر بھی ان لوگونکو دیا اور کہا کہ ابو بکر و عمر نے
اس مال کو چھوڑ دیا حالانکہ اونکے واسطے جائز تھا اور مین نے اس مال کو
لیکر اپنے اقربا کو تقسیم کر دیا زہری کہتا ہی اس تاویل صلہ رحم کو عثمان کی لوگون نے
نہ مانا اور انکار کیا اور تاریخ طبری مین (جس مقام پر کہ جناب امیر سے اور صہ ۳۲۴ ھ چھاپۂ لکھنو
عثمان سے باہم گفتگو ہوئی ہی) لکھا ہی علی گفت ابو بکر و عمر بر مال بیت المال
این دست درازی نکردند کہ تو کردی وبخویشان خویش دادی عثمان گفت
راست گفتی کہ ابو بکر و عمر بخویشان خود ندادند بر ایشان ستم کردند وگفتند

از بہر خدائے عزّ وجل بدہند و من از بہر خدائے عزّ وجل دادم کہ خواستہ را اندر بیت المال

جائے نبود جز آنرا بدرویشان داد وایں خویشان من درویش بودند بایشان

دادم تا ہم درویشان دادہ باشم و ہم رحم پیوستہ آید آب شہادت جناب امیرؑ

کی کہ عثمان نے بیت المال سے خرچ کیا اور اپنا پیٹ بھر لیا اسکو بھی اہلسنت

سُن لین خطبۂ شقشقیہ مین (جو باقرار علمائے اہلسنت مثل سبط ابن جوزی اور

صاحب قاموس اور صاحب نہایہ اور ابن ابی الحدید وغیرہ کلام جناب امیرؑ

ہی) حضرت فرماتے ہین الی ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ بین

نثیله ومعتلفه وقام معه بنوا بیه یخضمون مال الله خضم الابل

نبتة الربیع الی ان انتکث علیه فتله واجهز علیه عمله وکبت به

بطنه یعنے یہانتک کہ خلیفۂ سوم اِن لوگونکا اوٹھ کھڑا ہوا درحالیکہ نیچے بغل کے

جائے سرگین سے علف گاہ تک یعنے معدہ اور آنت سب بھرے ہوئے تھا

یعنے تن پروری اور مال مردم خوری مین مصروف تھا اور اوسکے ساتھ اِس

امر مین بنی امیہ بھی شریک ہوئے اور اوسکی اعانت سے مقدرت وثروت

حاصل کی اور جسطرح اونٹ سبزہ وگیاہ فصل بہار کا چرتا ہی اسیطرح ان

لوگون نے مال خدا کو بیباکی سے کھا لیا یہانتک کہ رسّی بٹی ہوئی اوسکی ٹوٹگئی

اور اعمال ناشایستہ نے اوسکے کام اوسکا تمام کیا اور پیٹ نے اور پرخواری نے

اوسکی اوسکو ذلیل کیا آب اگر جناب امیرؑ کی گواہی کو نہ مانو تو پیغمبر خداؐ کی

گواہی بھی سُن لو کہ حضرتؐ نے اِس استیثار بلکہ استیثار شیخین کی بھی باعجاز

خبر دی تھی صحیح بخاری مین ہی قال النبیؐ للانصار انکم ستلقون بعدی

شہادت جناب امیرؑ کہ ابن مال از بیت المال بود

خبر دادن رسول خداؐ باعجاز از ایذا عثمان

ص ۲۵ جلد اول بحار بہ بہیر

اثرۃ فاصبروا حتے تلقونے وموعدکم الحوض یعنے جناب رسولخدا نے
انصار سے فرمایا قریب ہی کہ تم لوگ بعد میرے دیکھوگے کہ اوس زمانہ کے
حکام مال مسلمین کو خاص اپنے واسطے اختیار کرینگے پس تم لوگ صبر کرنا یہانتک کہ مجھسے
حوض کوثر پر ملاقات کرو اور مشکوٰۃ مین ہی عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
کیف انتم وائمۃ بعدی یستاثرون ھذا الفئ قلت اما والذے
بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقے ثم اضرب بہ حتے القاک قال
افلا ادلک علی خیر من ذلک تصبر حتے تلقانے یعنے حضرت ابو ذر
سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ رسولخدا نے فرمایا تم لوگ کیا کروگے اوسوقت
جبکہ میرے بعد لوگ امام ہونگے اور اس مال غنیمت کو اپنے واسطے اختیار کرینگے
مین نے کہا قسم خدا کی جسنے آپکو مبعوث بحق کیا ہی مین اوسوقت اپنی تلوار کندھے پر
رکھونگا اور اوسکو مارونگا یہانتک کہ آپسے ملاقات کرون حضرت نے فرمایا مین
تمکو اس سے بہتر راہ بتلا دون تم صبر کرنا یہانتک کہ مجھسے ملاقات کرو واضح ہو
کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت کے بعد جو لوگ خلیفہ بن بیٹھے
اونکو حضرت فرما گئے تھے کہ یہ لوگ مال غنیمت جو حق سب مسلمانونکا ہے
اپنے اپنے واسطے اختیار کرینگے پس اون لوگونسے سواے حضرات ثلاثہ کے
اور کوئی دوسرا بنی امیہ وغیرہ سے مراد نہین ہو سکتا کیونکہ ابو ذر رضہ نے
عثمان ہی کے زمانہ مین انتقال کیا تھا جیسا کہ شیخ عبد الحق نے بھی اسکی شرح مین
لکھا ہی اما ابو ذر موت وے در خلافت عثمان بود در سنہ ۳۲ ثنتین وثلاثین
اس سے معلوم ہوا کہ مراد ائمہ سے اس حدیث مین خلفاے ثلاثہ ہین پس

ص ۳۱۲ چھاپہ دہلی

۴ کہ ہو معنی یہ ان اللہ ... [illegible]

ص کتاب الصلوۃ باب تعجیل الصلوۃ

[illegible] از عثمان

جو بات توہین اور بُرائی کی انحضرات کی اِسں حدیث سے پائی جاتی ہی بخوبے ظاہر ہی آور بروایت ازالۃ الخفا فاطمہ انصاری اور عمار بن یاسر اور عمرو عاص نے بھی اثرہ عثمان کا اقرار کیا ہی ہمنے بخیال تطویل اوسکی عبارت نہین لکھی ومن شاء الاطلاع فلیرجع الیہا پس معلوم کرو کہ حق سب سلمانون کا اپنے واسطے اختیار کرنا اور اپنے عزیز و اقارب کو دیدینا اِسکی بُرائی جو ہی بیان سے باہر ہی دیکھو ازالۃ الخفا مین لکھا ہی جاء رجل الی عمر و کانت بینہما قرابۃ یسألہ فزبرہ واخرجہ فکلم فیہ وقیل یا امیر المؤمنین یسألك فزبرتہ واخرجتہ قال انہ سألنی من مال اللہ فما معذرتی اذا لقیتہ ملکا خائنا فلولا سألنی من مالی ثم بعث الیہ الف درہم من مالہ یعنے ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اوسکے اور عمر کے درمیان مین کچھ قرابت تھی آکر عمر سے کچھ طلب کیا عمر نے اوسکو جھڑکا اور نکالدیا لوگون نے پوچھا ای امیر یہ تمسے سوال کرتا تھا اور مانگتا تھا تمنے اوسکو جھڑکا اور نکالدیا عمر نے کہا اسنے مال خدا مین سے مانگا تھا اگر مین دیدیتا تو خدا کے نزدیک کیا عذر کرتا مین خدا سے ملاقات کرتا درانحالیکہ بادشاہ خائن ہوتا اوسنے میرے مال سے کیون نہین مانگا بعد اسکے عمر نے اپنے پاس سے ہزار درہم اوسکے یہان بھجوا دیے اس سے ثابت ہوا کہ عثمان کی ملاقات خدا سے ہوگی درانحالیکہ بادشاہ خائن ہوگا کیونکہ اپنے عزیز و اقارب کو بہت سا مال بیت المال سے دیدیا پس دیکھو کہ جو شخص ایسا ہو اور مسرف اور مبذر ہو اور حقوق مسلمین کو غضب کرے اور خیانت کرے اور حکم خدا اور شریعت نبوی کو ضائع و برباد کرے وہ کب خلیفۂ رسول ہو سکتا ہی ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینست:

ص بعد مسائل تصوف و[illegible]

بیحرمتی کردن عثمان اصحاب کبار را

طعن چہارم عثمان نے اصحاب کبار کو رسولمختار ص کے ذلیل و خوار کیا اور مارا حالانکہ اون لوگونکے فضائل اور مراتب کو رسولخدا ص نے نام بنام بیان کر دیا تھا حضرت ابو ذر رض کو بسبب لکھنے معاویہ کے شام سے بذلت و خواری مدینہ بلوایا اور وہانسے مقام ربذہ مین نکلوا دیا اور حضرت عمار رض کو بسبب اونکی نصیحت کرنیکے اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے اور عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبد اللہ بن مسعود کو بسبب قرآن نہ دینے کے اسقدر مارا کہ دو ہڈیان پہلو کی شکستہ ہوگئین اب ہم ہر ایک بات کو تفصیل لکھتے ہین **قصہ ابو ذر رض کا** سید مرتضی رح نے کتاب شافی مین اسطرح لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ اہل تواریخ باختلاف طرق و اسانید لکھتے ہین کہ جب عثمان نے مروان بن حکم کو بہت کچھ دیا اور حارث بن حکم کو تین لاکھ درہم دیے اور زید بن ثابت کو ایک لاکھ دیا تو ابو ذر رض نے یہ آیت پڑھی وبشّر الکافرین بعذاب الیم اور کبھی یہ آیت پڑھتے تھے الّذین یکنزون الذھب والفضّة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یہ بات مروان نے عثمان سے کہدی عثمان نے اپنے غلام سے ابوذر کو کہلا بھیجا کہ تم اسکو پڑھنا چھوڑ دو ابوذر نے کہا سبحان اللہ عثمان مجکو کلام خدا پڑھنے سے منع کرتا ہی یہ کہنا اونکا عثمان کو ناگوار گذرا اور کہا تم یہانسے شام مین چلے جاؤ غرض اونکو شام مین نکلوا دیا جب وہان معاویہ کے حرکات ناشایستہ انھون نے دیکھے تو اوسکے تئین بھی نصیحت کرنی شروع کی تب معاویہ نے عثمان کو انکی شکایت لکھ بھیجی عثمان نے جواب لکھا کہ ابو ذر کو ایک شتر لاغر بے کجاوہ پر بٹھا کر ہمارے پاس

قصہ حضرت ابی ذر رض

۱ع بشارت دادن ابوذر کافران را بعذاب دردناک

۲ع

اخراج عثمان
ابوذر را بربذہ

بھیجدے معاویہ نے ویسا ہی کیا جب ابو ذر مدینہ پہونچے تو اونٹ کی تکان سے
دونون رانونکا گوشت اوڑ گیا تھا عثمان نے اونکو بلا کر کہا یا نسے تمہارا یہان
جی چاہے چلے جاؤ اونھون نے کہا ہم مکہ جائینگے عثمان نے کہا وہان نہین تب
اونھون نے کہا بیت المقدس جائینگے کہا وہان بھی نہین تب اونھون نے
کہا مصر جائینگے کہا وہان بھی نہین بلکہ تم ربذہ جاؤ غرض اونکو ربذہ نکلوادیا
اور وہین اونھون نے انتقال کیا اور بروایت ابن ابی الحدید ابو ذر بمقام ربذہ
مین کہا کرتے تھے کہ عثمان نے بعد ہجرت کے پھر مجکو اعرابی بنادیا اور یہ بھی
کہا کرتے تھے قسم خدا کی عثمان ملاقات کریگا خدا سے درانحالیکہ گنہگار میرے
پہلو مین کھڑا ہوگا اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے

ص ۲۵۳
جلد دوم چھاپہ لکھنؤ

ونیز پیوستہ ابو ذر غفاری طریق امر معروف ونہی از منکر مسلوک داشتہ بموجب
قل الحق وان کان مرا عمل نمودہ معاویہ را از بعض امور کہ لائق حکام نمی دانست
منع می نمود واز رسانیدن کلمہ حق ہیچ محابا نمیکرد وے ازین معانی بتنگ
آمدہ از ابو ذر غفاری شکایت با میر مومنان عثمان نوشت ذو النورین بعد
از وقوف بر مضمون مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابو ذر در شام ندید
وے را بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت بعد از رد و قدح بسیار وقیل وقال بسیار
ابو ذر را از افتا منع کرد وحکم باخراج نمود ابو ذر گفت مرا دستوری دہ تا
بولایت شام روم گفت اگر بشام بفرستادم چرا از انجا می طلبیدم صبح اشتہار
تو دیگر از افق شام طالع نشود گفت پس بگذار تا بعراق بروم فرمود نخواہی
کہ در عراق فرق خبیثہ را متحرک گردانیدہ اہل آن مملکت را در اغوا بر من

حریص سازی ابوذر گفت پس ہر جا بفرمائی بروم امیر المؤمنین عثمان فرمود در نواحی
حجاز کدام موضع بتو ابغض است گفت ربذہ و آن موضعی است در بادیہ کہ از انجا
تا مدینہ سہ مرحلہ است عثمان گفت بآن موضع می باید رفت اور پھر اوسی کتاب
مین ہی و ابوذر غفاری را کہ زبان معجز بیان محمدی در شان وے بحدیث ما اظلت
الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لهجة اصدق واوفی من ابی ذر
ناطق گشتہ برای خاطر معاویہ از شام اخراج کرد و نیز نگذاشت کہ در مدینہ توطن
واقامت کند و اورا از مدینہ بربذہ کہ نزد ابی ذر از ابغض مواضع بود فرستاد
تا بسر برد و بآن اکتفا نکردہ او را از جواب فتوای مسلمانان منع نمود و بالجملہ
بعضے ازین امور مذکورہ حامل و باعث شد مر عائشہ را کہ در شان عثمان گفت
لعن الله نعثلا وقتل الله نعثلا اور قوشجی نے شرح تجرید مین اور قطب
الدین شیرازی نے اوسکے حاشیہ مین اور ملا محسن کشمیری نے نجات المؤمنین
مین لکھا ہی واللفظ للاول وضرب اباذر لانہ قد بلغہ انہ کان فی
الشام اذا صلی الجمعة واخذ الناس فی مناقب الشیخین یقول لهم
ارایتم ما احدث الناس بعدهما شید والبنیان ولبسوا الناعم
ورکبوا الخیل واکلوا الطیبات وکاد یفسد بافوالہ الامور ویشوش
الاحوال فاستدعاہ من الشام فکان اذا رای عثمان قال یوم
یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم
فضربہ عثمان بالسوط تادیبا یعنے عثمان نے ابوذر کو اسواسطے مارا کہ
عثمان کو خبر معلوم ہوئی تھی کہ شام مین بعد نماز جمعہ کے جب لوگ مناقب شیخین

ص جلد سوم چھاپہ لکھنو

ص چھاپہ طہران آخر کتاب

بیان کرتے تھے تو ابوذر کہتے تھے تم لوگ نہین جانتے کہ بعد اون دونون کے
لوگون نے کیا کیا بدعتین کین عمارتین بنائین لباسہاے فاخرہ پہنے گھوڑون پر
سوار ہوے طعامہاے لذیذ کھانے شروع کیے یہ سنکے قریب تھا کہ امر خلافت
مین فساد پڑے اور لوگونکی کیفیت بدل جائے اِس سبب سے عثمان نے
شام سے اونکو مدینہ بُلا لیا یہان ابوذر جب عثمان غنی کو دیکھتے تھے تو یہ آیت
پڑھتے تھے یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم
وظہورہم سُنکر عثمان نے کوڑے سے اونکو تادیبًا مارا اور ابن ابی الحدید نے
شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہی عن ابن عباس قال لما اخرج ابوذر الی
الربذۃ امر عثمان فنودی فی الناس ان لا یکلم احد اذر و لا
یشیعہ وامر مروان بن الحکم ان یخرج بہ فخرج بہ وتحاماہ الناس
الا علی بن ابیطالب وعقیلا اخاہ وحسنا وحسینا وعمارا فانہم
خرجوا معہ یشیعونہ فجعل الحسن یکلم اباذر فقال لہ مروان
یاحسن الا تعلم ان امیر المؤمنین قد نہی عن کلام ہذا الرجل
فان کنت لا تعلم فاعلم ذلک فحمل علی علی مروان فضرب بالسوط
بین اذنی راحلتہ فقال تنح نحاک اللہ الی النار یعنے ابوبکر جوہری نے کتاب
سقیفہ مین ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ جب عثمان نے ابوذر کو ربذہ کی
طرف نکالدینے کا حکم دیا تو منادی کرا دی کہ کوئی شخص ابوذر سے کلام
نکرے اور نہ ساتھ جائے اور مروان کو حکم دیا کہ اونکو نکال آوے بس وہ
اونکے ساتھ ہوا اور کوئی شخص خوف عثمان سے ابوذر کے پاس نہ گیا مگر علیؑ

بن ابیطالبؑ اور عقیلؓ اور حسنؑ اور حسینؑ اور عمارؓ کہ یہ لوگ اونکے ساتھ تھوڑی دور
پہونچانیکو گئے پس امام حسنؑ نے ابوذر سے باتین کرنی شروع کین مروان نے
کہا خلیفہ صاحب نے اس شخص سے بات کرنیکو منع کیا ہی اگر تمکو نہین معلوم ہی
تو اب معلوم کرو یہ سنکر جناب امیرؑ نے ایک کوڑا اوسکے مرکب کے سر پر مارا
اور فرمایا دور ہو خدا تجکو جہنم مین پہونچائے اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ
مین اور عبد البر نے کتاب استیعاب مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب ابوذر
ربذہ مین بیمار پڑے اور وقت وفات اونکا قریب پہونچا اور وہ ایام حج کے
تھے تو اونکی زوجہ امّ ذر رونے لگین ابوذر نے کہا کیون روتی ہو اونھون نے
کہا مین کیونکر نہ روؤن حالانکہ تم جنگل مین او جاڑ بستی مین انتقال کرتے ہو
اور میرے پاس کوئی ایسا کپڑا بھی نہین ہی جس سے تمہارا کفن کرون اور
مین کسیکو ایسا بھی نہین دیکھتی جو تمہارے غسل اور دفن اور کفن کا سامان کرے
ابوذر نے کہا تو مت رو اطمینان رکھ مین نے رسولخداؐ سے سنا ہی وہ فرماتے
تھے جس دو آدمی زن وشوہر کے درمیان مین دو لڑکے یا تین لڑکے مرین پس
وہ دونون صبر کرین اور اوسکا اجر خدا سے چاہین تو وہ دونون آتش دوزخکو
ہرگز نہ دیکھینگے ہمارے تین لڑکے مر چکے ہین پھر مین نے رسولخداؐ سے سُنا ہے
کہ وہ چند شخصون سے جنمین مین بھی تھا فرماتے تھے تم لوگون مین سے ایک شخص
صحرا مین زمین بے آب وگیاہ مین انتقال کریگا کہ ایک قافلہ مؤمنین کا
وہان پہونچکر اوسکا کفن و دفن کریگا پس اون لوگون مین سے ہر شخص نے
اپنے قریہ مین روبرو ایک جماعت کے اور سامنے سب لوگون کے

حکایت وفات ابوذر در ربذہ

انتقال کیا ایک مین ہی باقی رہگیا ہون قسم خدا کی مین وہی شخص ہون جسکو حضرت نے فرمایا ہے پس تو جا اور بر سر راہ لوگونکو دیکھ اونکی بی بی نے کہا حجاج لوگ سب چلے گئے اب راستہ چلنا موقوف ہوگیا ابو ذر نے کہا تو جا کر دیکھ تو سہی پس وہ جاکر ایک ٹیلہ پر چڑھ گئین ام ذر کہتی ہین یکایک دیکھا مین نے کچھ لوگ اپنے اپنے گھوڑون پر اور اونٹون پر سوار چلے آتے ہین اور مرکب اونکے مثل گدھ کے اوڑے آتے ہین یہانتک کہ وہ لوگ میرے پاس پہونچے کہنے لگے کیا حاجت رکھتی ہے مین نے کہا ایک شخص مرد مسلم مرتا ہے تم لوگ کفن و دفن اوسکا کر سکتے ہو اون لوگون نے کہا وہ شخص کون ہے مین نے کہا وہ ابو ذر صحابی رسولخدا کے ہین یہ سنکر وہ سب مع اپنے مان اور باپ کے مستعد ہوے اور ابو ذر کے پاس آئے ابو ذر نے قول پیغمبر خدا اون لوگون سے بیان کیا اور کہا اگر میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کپڑا قابل کفن کے ہوتا تو اوسی کو اختیار کرتا مگر تم لوگونکو مین خدا کی قسم دیکر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین امیر و رئیس اور سردار قوم اور قاصد و عامل ہو وہ مجکو کفن نہ دے غرض اون لوگونمین کوئی ایسا نہ تھا جو اس صفت کے ساتھ متصف نہو مگر ایک جوان انصار مین سے ایسا تھا کہنے لگا ای چچا میرے مین تمکو اپنی اس ردا مین کفن دونگا اور دو کپڑے میرے پاس اور ہین جو میری ماںکے ہاتھ کا کاتا ہوا ہے ابو ذر نے کہا البتہ تمہین مجکو کفن دینا غرض جب وہ مر گئے تو اوس جوان انصاری نے اونکو کفن دیا اور اون لوگونکے ساتھ عبد اللہ بن مسعود اور مالک بن اشتر بھی ابو ذر کے کفن و دفن مین شریک تھے واضح ہو کہ جناب رسولخدا اس ظلم عثمان کی دیعنے ابو ذر کو نکالدینا اور اونکا تنہائی مین انتقال

خبر دادن رسول خدا صلعم بفوت ابی ذر تنہا

(کرنا) اپنی حیات مین خبر دیچکے تھے چنانچہ شرح عزیزی مین (جو جامع صغیر کی شرح ہی) لکھا ہی جندب بن جنادۃ الغفاری کنیتہ ابو ذر طرید امتی ای مطرود ها یطرد و نہ یعیش وحدہ ویموت وحدہ واللہ یبعث یوم القیمۃ وحدہ یعنے جندب بن جنادہ غفاری اونکی کنیت ابو ذر ہی اونکو رسول خدا صنے فرمایا کہ میری امت کے لوگ اوسکو نکالدینگے اور وہ اوس مقام مین تنہائی کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور تنہا مریگا اور قیامت کے دن خدا اوسکو تنہا قبر سے اوٹھائیگا اور فتح الباری مین مذکور ہی عن ابی ذر قال ان النبیؐ قال لہ کیف انت اذا اخرجت منہ ای من المسجد النبوی قال اتی الشام قال کیف تصنع اذا اخرجت منہا قال اعود الیہ ای الی المسجد قال کیف تصنع اذا اخرجت منہ قال اضرب بسیفی قال الا ادلک علی ما ھو خیر لک من ذلک واقرب رشدا تسمع وتطیع وتنساق لھم حیث ساقوک یعنے ابو ذر سے منقول ہی وہ کہتے ہین پیغمبر خدا صنے مجھ سے فرمایا کہ جب تم مسجد نبوی سے نکال دیے جاؤگے تو اوسوقت کیا کروگے مین نے کہا شام مین چلا جاؤنگا فرمایا اگر وہانسے بھی نکال دیے جاؤگے تو کیا کروگے مین نے کہا پھر مسجد رسول مین چلا آونگا فرمایا جب وہانسے پھر نکالدیے جاؤگے تو کیا کروگے مین نے کہا اپنی تلوار سے مارونگا فرمایا مین اس سے بہتر بات تمکو بتادون کہ وہ تمہارے حق مین احسن و قریب بصواب ہوگا جو کوئی تمسے کچھ کہے اوسکو سن لینا اور قبول کرنا اور جہان کہین وہ لوگ تمکو بھیجدین وہان چلے جانا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ذرؓ نے بموجب وصیت پیغمبر خدا صکے

ظلم پر عثمان کے صبر کیا اور غربت مین تنہائی مین مقام ربذہ مین جو کہ بروایت روضۃ الاحباب ابغض مواضع ابوذر کے نزدیک تھا انتقال کیا حالانکہ یہ وہ صحابی جلیل القدر سنی المراتب تھے کہ باتفاق فریقین رسولخدا نے فضائل و مناقب اونکے بیان کیے ہین صحیح ترمذی مین ہی ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق من ابی ذر اور پھر اوسی کتاب مین ہی عن ابی ذر قال قال لی رسول اللہ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لھجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبیہ عیسے بن مریم فقال عمر بن الخطاب کالحاسد یا رسول اللہ فتعرف ذلک له قال نعم فاعرفوہ یعنے ابوذر سے منقول ہی وہ کہتے ہین حضرت نے میرے بارے مین فرمایا کہ آسمان نے کسی پر سایہ نہ ڈالا اور زمین نے کسیکو نہ اوٹھایا جو کلام مین صادق تر ہوا ور وفادار زیادہ ہو ابوذر سے مثل عیسی بن مریم کے عمر نے براہ حسد کہا یا رسول اللہ آپ اس بات کو خوب جانتے ہین فرمایا البتہ تم لوگ بھی جانو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حضرت ابوذر عثمان غنی کو دیکھکر یہ آیت پڑھتے تھے یوم یحمی علیھا الآیۃ وہ سب سچ تھا کیونکہ پیغمبر خدا اونکو اصدق فرما چکے ہین والا رسولخدا کا معاذ اللہ کذب لازم آتا ہی اور قصہ حضرت عمار کا اسطرح سے ہی سید مرتضی کتاب شافی مین لکھتے ہین کہ مارنا عثمان کا عمار کے تئین متفق علیہ ہی مورخین اسکو لکھتے ہین مگر اس مارنیکے سبب مین لوگون نے اختلاف کیا ہی بعضون نے لکھا ہی کہ بیت المال مین کچھ زیور اور جواہرات تھے اونکو لیکر عثمان باحیا نے اپنی بی بی کو دیدیا اور

صحیح ۶۲۶ چھاپہ لکھنو

فضائل ابوذر

بیان قصہ حضرت عمار

زیور بنا دیا یہ سنکر لوگون نے طعن کرنا شروع کیا عمار نے بھی کچھ طعن کی جب عثمان نے سنا تو حکم دیا کہ اونکو پکڑ لاؤ جب وہ آئے تو اسقدر اونکو مارا کہ بیہوش ہوگئے اور بعضون نے یہ سبب لکھا ہی کہ عثمان کا ایک روز ایک قبر جدید پر گذر ہوا پوچھا یہ کسکی قبر ہی لوگون نے کہا عبد اللہ بن مسعود کی اور چونکہ عبد اللہ کو عمار نے دفن کیا تھا اور اونپر نماز پڑھی تھی اور بموجب وصیت اونکے عمار نے عثمان کو نماز کے واسطے خبر نہ کی اسی سبب سے عثمان نے غضبناک ہوکر اسقدر مارا کہ اونکو فتق ہوگیا اور بعضون نے یہ وجہ لکھی ہی کہ مقداد اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور دیگر چند اصحاب رسول نے جمع ہوکر ایک کاغذ مین احداثات عثمان کو لکھا اور اوسمین بہت کچھ نصیحت لکھی اور یہ بھی لکھا کہ اگر تو اسپر عمل نہ کریگا تو ہم لوگ تجکو خلافت سے معزول کردینگے وہ خط لیکر عمار تنہا عثمان کے پاس آئے عثمان نے اوسکو پڑھکر کہا اون لوگون مین سے خاص تمھین لیکر کیون آئے اونھون نے کہا اسواسطے کہ مین تمھارے تئین نصیحت بھی کرونگا یہ سنکر عثمان نے غلامونکو اشارہ کیا غلامون اونکے ہاتھ اور پانؤن پکڑے بعد اسکے عثمان نے اپنے پیرونسے (کہ اونمین موزے تھے) اونکے پیڑو کے پاس اسقدر مارا کہ عارضہ فتق کا ہوگیا اور چونکہ وہ بہت ضعیف کبیر السن تھے اس سبب سے بیہوش بھی ہوگئے اور جلال الدین سیوطی نے کتاب تاخیر الظلامہ الی یوم القیمہ مین لکھا ہی عن سالم بن ابی الجعد قال ذکر عثمان بنی امیة فقال واللہ لو ان مفاتیح الجنة بیدی لاعطیتها بنی امیة حتے یدخل الجنة من عند اخرهم ولاستعملنهم علے رغم من رغم فقال عمار بن یاسر

ف قال عبد الوہاب الشعراوی فی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ... جلال الدین ... قال الشیخ ... السیوطی ... جلال الدین ... کتاب ... الی یوم القیمة

فان ذلك يرغم بانفی قال ارغم الله بانفك قال بانف ابی بكر وعمر فغضب
فقام اليه فوطيه برجله فانخلعه الناس عنه فبعث الی طلحة والزبير
فقال اتيا هذا الرجل فخيراه بين ثلث بين ان يقتص او ياخذ ارشا
او يعفو قال لا والله لا اقبل منهن واحدة حتے القی رسول الله
فاشكو اليه یعنے سالم بن ابی الجعد سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ عثمان نے بنی امیہ کا
ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی اگر میرے ہاتھ مین کنجیان بہشت کی ہوتین تو مین بنی امیہ کو
دیدیتا تاکہ وہ لوگ سبکے سب بہشت مین داخل ہوجائین اور سرآئینہ مین اون
لوگونکو حاکم و عامل مقرر کرونگا واسطے خاک پر ناک رگڑ دینے اوس شخص کے
جو خلاف اسکے چاہتا ہی عمار نے کہا یہ بات تیری میری ناک رگڑ نی ہی عثمان نے
کہا خدا تیری ناک کو زمین پر رگڑے عمار نے کہا کہ ابو بکر و عمر کی ناک کو خدا زمین پر
رگڑے یہ سنکر عثمان نے غضب مین آکر کھڑے ہوکر لات سے اونکو بڑی مار
ماری لوگون نے چھڑا دیا تھوڑی دیر کے بعد عثمان نے طلحہ و زبیر کو بلا بھیجا اور
کہا عمار سے جا کر کہو تین باتون مین سے ایک بات اختیار کرے یا تو اس مار نیکے عوض
مین مجھے بھی مارے یا دیت لے یا معاف کرے عمار نے جب یہ سنا تو کہا قسم
خدا کی مین انمین سے کسیکو قبول نکرونگا تا اینکہ ملاقات کرون رسول خدا سے
بس اس بات کی مین اونحضرت سے شکایت کرونگا اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے
حضرت عمار کو محض ظلم و عناد کی راہ سے مارا اگر یہ مارنا شرعاً جائز ہوتا تو عثمان
کا یہ کہنا کہ اسکے عوض مین قصاص لو یا دیت لو یا معاف کرو کیا معنے کیونکہ
قصاص و دیت اوسی سے لیجاتی ہی جس سے گناہ سرزد ہوا امور شرعیہ کے

انفاذ مین معذرت کرنا کیا معنے اور اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت عمار کے نزدیک ابوبکر و عمر کی بھی کچھ حقیقت اور کوئی وقعت نہ تھی کہ اون لوگونکو کہا خدا ابوبکر و عمر کی ناک کو زمین پر رگڑے اگر اون دونونکو خلیفہ رسول سمجھتے تو ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالتے والحمد للہ علےٰ ذٰلک اور عثمان کو تو علانیہ برا کہتے تھے اور خلیفۂ رسول نہین جانتے تھے قوشجی نے شرح تجرید مین لکھا ہی وضرب عمار کان لما روی انه دخل علیه واساء علیه الادب واغلظ له فی القول یعنے عثمان کا مارنا عمار کو اسواسطے تھا کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور عثمان کی شان مین بہت کچھ سخت و سست کہا اور خلیفہ کا کچھ ادب و لحاظ نہ کیا اور کتاب انسان العیون مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب سعد وقاص نے عمار کی نصیحت کی اور کہا تم چاہتے ہو کہ خلیفہ کو معزول کرو تب عمار نے اپنا عمامہ اوتار کر کہا قسم خدا کی ہمنے عثمان کو خلافت سے اسطرح علحدہ کیا جسطرح عمامہ کو اپنے سر سے اور سید نور الدین سمہودی نے وفا الوفی باخبار دار المصطفےٰ مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب رسولخدا نے اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اور جو جو ضرورت کی چیزین تھین وہ سب مہیا کی گیئن تو حضرت اپنی چادر رکھکر خود مستعد ہوے جب مہاجرین و انصار نے یہ حال دیکھا تو اپنی چادر ونکو اور عباؤنکو اوتار کر مسجد بنانی شروع کی اور کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم لوگ بیٹھے رہین اور پیغمبر خدا کام کرین اور عثمان کو اپنی صفائی کا بہت خیال رہا کرتا تھا جب اینٹ اوٹھائی تو اپنے کپڑے سے بچا کر علیحدہ علحدہ لیجا کر رکھا اور جب رکھا تو آستینونکو جھاڑ دیا اور ادھر اودھر اپنے کپڑونکو دیکھا کہ کہین خاک تو

فصل اول از باب رابع ص

حکایت عثمان در تعمیر مسجد نبی

نہین پڑی ہی اگر خاک ہوئی تو فوراً جھاڑ دیا یہ دیکھکر جناب امیر ؑ نے کچھ شعر پڑھے
جسکا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ جو شخص مسجد بناے کسی حالت مین ہو خواہ کھڑا ہو خواہ
بیٹھا ہو چاہیے کہ گرد و غبار کا خیال نہ کرے عمار نے بھی یہ شعر حضرت سے سُنکر
پڑھنا شروع کیا اور اونکو یہ نہ معلوم تھا کہ حضرت نے اس شعر سے کسکو مراد
لیا ہی جب عثمان نے عمار سے یہ سنا تو برہم ہو کر ایک چھُڑی جو پاس تھی اوسے
مارنیکو اوٹھایا اور کہا اگر تم اسکے پڑھنے سے باز نہ آوٴگے تو مین اسی چھڑی سے
تمھارے منھ مین مارونگا جب پیغمبر خدا ص نے یہ خبر سُنی تو غضبناک ہوے اور فرمایا
عمار بن یاسر بمنزلہ میری اوس جلد کے ہی جو میری آنکھ اور ناک کے درمیان ہی ہی
اگر اوسکو صدمہ پہونچیگا تو گویا میری دونون آنکھونکے درمیان مین صدمہ پہونچیگا
یہ سنکر سب لوگ دم بخود ہوگئے اور کہنے لگے ای عمار پیغمبر خدا ص تمھارے بارے مین
غضبناک ہوے ہین خوف ہی کہین ہم لوگو نپر خدا کی طرف سے عتاب نازل ہو
آپ انصاف کرنا چاہیے کہ عثمان کے فقط اس کہنے پر اگر تم اس شعر کے پڑھنے سے
باز نہ آوٴگے تو ہم تمھارے منھ مین اس چھُڑی سے مارینگے رسولخدا ص کسقدر غضبناک
ہوے اور لوگونکو خوف تھا کہ خدا کیطرف سے کہین عتاب نازل ہو پس یہ ضرب
وکوب عثمان کی جو عمار کو پہونچی کہ وہ بیہوش ہوگئے اسکی وجہ سے عثمان کا آنحضرت
کیا حال ہوگا اور پیغمبر خدا ص کی روح کو کسقدر صدمہ پہونچا ہوگا یہ مارنا عثمان کا
گویا پیغمبر خدا ص کی آنکھونکے درمیان مین مارنا تھا نہایت تعجب ہی کہ عثمان نے
باوجود اس حدیث کے سننے کے بھی کچھ خیال نہ کیا اور عمار کو اسقدر مارا کہ وہ
بیہوش ہوگئے اور پیغمبر خدا ص کی ایذا کا بھی کچھ خوف نہ کیا مشکوۃ مین ہے عن

صــ ۲۷۵ چھاپہ دہلی

خالد بن الولید قال کان بینی وبین عمار بن یاسر کلام فاغلظت له فی القول فانطلق عمار یشکونی الی رسول الله صلعم فجآء خالد وهو یشکوه الی النبیؐ قال فجعل یغلظ له ولا یزیده الا غلاظة والنبیؐ ساکت لا یتکلم فبکی عمار وقال لرسول الله صلعم الا تراه فرفع النبیؐ راسه وقال من عاد عمارا عاداه الله ومن ابغض عمارا ابغضه الله قال خالد فخرجت فما کان شیئا احب الی من رضی عمار فلقیته بما رضی فرضی یعنے خالد بن ولید سے منقول ہی اوسنے کہا میرے اور عمار کے درمیان مین کچھ صحبت ہوئی پس مین نے بہت کچھ اونکو سخت وسست کہا عمار نے جاکر پیغمبر خداؐ سے شکایت کی راوی کہتا ہی خالد نے بھی پیغمبر خداؐ سے آکر شکایت کی اور بہت کچھ پیغمبرؐ کے سامنے عمار کو سخت و درشت کہا اور پیغمبر خداؐ چپکے سن رہے تھے کچھ نہین بولتے تھے پس عمار رونے لگے اور حضرت سے کہا آپ دیکھتے ہین اسکی حرکت کو پس حضرت نے سر مبارک اوٹھا کر فرمایا جو شخص دشمنی کرے عمار سے خدا اوسکو دشمن رکھے خالد کہتا ہی مین وہانسے چلا آیا پھر کوئی چیز مجکو بہتر معلوم نہین ہوئی عمار کے راضی کرنیسے پس مین نے اونسے ملاقات کی اور اونکو راضی کیا اور صحیح ترمذی مین ہی کہ رسول خداؐ نے عمار یاسر کے حق مین فرمایا ما خیر عمار بن یاسر بین امرین الا اختار اشدهما اختیار نہین دیے گئے عمار یاسر درمیان دو امرونکے مگر یہ کہ اونھون نے اختیار کیا سخت تر اور دشوار تر اون دونون امرونکا اور پھر اوسی کتاب مین ہی کہ عمار یاسر نے پیغمبر خداؐ کے پاس جانیکی اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا ائذنوا له

حکایت خالد با عمار

فضائل عمار بن یاسر

ص ۶۲۶ چھاپہ لکھنو

مرحبا بالطیب المطیب اجازت دو اوسکو جاے کشادہ ہی واسطے پاک اور پاکیزہ
کردہ شدہ کے اور صحیح بخاری مین ہی ان الجنة تشتاق الی ثلثة علی و عمار
وسلمان جنت مشتاق ہی تین شخصون کی کہ وہ علیؑ و عمارؓ اور سلمانؓ ہین تو جو شخص
بشہادت رسول طیب و طاہر ہوا اور جنت اوسکی مشتاق ہوا اوسکی یہی توقیر و منزلت
ہی کہ غلامون نے کہین اسکو پکڑا اور خود کھڑے ہو کر لات سے جوتی سے اوسکو اسقدر
مارین کہ وہ بیہوش ہو جاے اور کنز العمال مین مذکور ہی عن ابن عباس قال
رسول اللہ من یحقر عمارا یحقرہ اللہ ومن یسب عمارا یسبہ اللہ
ومن یبغض عمارا یبغضہ اللہ یعنے ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ رسول خداؐ نے
فرمایا جو شخص حقیر و ذلیل کرتا ہی عمار کو خدا اوسکو حقیر کرتا ہی اور جو شخص کہ سب
و شتم کرتا ہی عمار کے تئین خدا اوسپر سب کرتا ہی اور جو شخص دشمن رکھتا ہی عمار کو خدا
اوسکو دشمن رکھتا ہی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منتقم حقیقی بیشک عثمان کو بھی
قیامت مین حقیر و ذلیل کریگا اور دشمن رکھیگا کیونکہ عثمان نے عمار کو حقیر و ذلیل
کیا اور اونسے بغض و عداوت کی دنیا مین تو خدا ذلیل کر چکا کہ بعض اصحاب
رسولؐ نے قتل کیا اور تین روز تک لاش گھورنے پر پڑی رہی اور ایک ٹانگ بھی
کتے کھا گئے اب آخرت کا مرحلہ باقی ہی ولعذاب الاخرة اشد وابقے
اور قصہ عبد اللہ بن مسعود کا اسطرح سے ہی سید مرتضے کتاب شافی
مین لکھتے ہین کہ اہل تواریخ سے روایت کی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود کوفہ مین
ہر جمعہ مین بآواز بلند یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچا کلام قرآن ہی
اور سب سے بہتر طریقہ راہ ہدایت محمد ہی اور سب سے بدتر امور نکائی بات

جلد دوم چھاپہ بمبئی صفحہ ۲۴۲

بیان قصہ عبد اللہ بن مسعود

دین مین ایجاد کرنی ہی کہ وہ بدعت ہی اور کل بدعت گمراہی ہی اور کل گمراہی کی راہ جہنم ہی (اور یہ بات عبد اللہ کی عثمان کیطرف اشارہ تھا) پس یہ وعظ اونکی سنکر ولید غضبناک ہوا اور اس قسم کا خطبہ پڑھنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تب ولیدنے عثمان کو یہ کیفیت لکھ بھیجی عثمان نے عبد اللہ کو اپنے پاس بلوا بھیجا پس وہ کوفہ سے مدینہ مین چلے آئے جب زمانہ انتقال کا اونکے ہوا تو عمار سے وصیت کی کہ عثمان میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھے عمار نے اسکو قبول کیا اور ابن مسعود کو دفن کیا اور عثمان کو خبر نہ کی ایک روایت مین ہی جب ابن مسعود بیمار ہوسے تو عثمان نے عیادت کے ذریعہ سے آکر پوچھا تمکو کس بات کی شکایت ہی اونھون نے کہا اپنے گناہونکی پھر عثمان نے کہا کس چیز کی خواہش رکھتے ہو اونھون نے کہا رحمت پروردگار کی پھر عثمان نے کہا مین تمھارے واسطے طبیب بلا دیتا ہون عبد اللہ نے کہا میرے طبیب ہی نے مجھے بیمار ڈالا ہی تب عثمان نے کہا مین تمکو کچھ مال و زر دیتا ہون لیلو اونھون نے جواب دیا جب مجکو احتیاج تھی تب تو تونے نہین دیا جب مین اوس سے بے پروا ہوا تب تو دیتا ہی عثمان نے کہا تمھاری اولاد کے کام آئیگا اونھون نے کہا اون سبکا رزق خدا پر ہے عثمان نے کہا تم میرے واسطے دعا کرو اور میرے قصور کو معاف کرو عبد اللہ نے جواب دیا مین خدا سے دعا کرونگا کہ تجھ سے مواخذہ کرے اور جو میرے حق مین تونے کیا ہی اوسکا تجھ سے عوض لے اور ملا محسن کشمیری نے کہ علماے اہلسنت سے ہی نجات المومنین مین لکھا ہی منہا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحابۃ فضرب ابن مسعود حتے کسر ضلعین من اضلاعہ

سوال و جواب عثمان و عبد اللہ ابن مسعود

سے

در نقلت بزال الروایۃ و اتی بعبارتہا قبل الاول فی الاول و انما بتہ فی الثانی من مطاعن عثمان ۱۲ منہ

واحرق مصحفہ یعنے بعض احداثات عثمان سے یہ ہی کہ بہت سے امور بڑے
حق مین صحابہ کے سرزد ہوے جیسے ابن مسعود کو اسقدر مارا کہ دو پسلیان
اوسکی شکستہ ہوگئین اور قرآن کو اونکے چھین کر جلا دیا آسکے بعد ملا محسن نے اسکا
جواب لکھا ہی جو محض خرافات ہی اور اوسکی تردید ہم طعن اول مین کر چکے ہین
اور ابن قتیبہ نے کتاب معارف مین عثمان کے حال مین لکھا ہی کہ عثمان نے
عبد اللہ بن خالد بن اسید کو اپنے پاس بلا لیا جب وہ آیا تو اوسکو چار لاکھ
درہم بیت المال سے دیے عبد اللہ بن مسعود نے یہ دیکھکر عثمان کو کچھ کہا پس
عثمان نے اونکو اسقدر مارا کہ دو پسلیان شکستہ ہوگئین واضح ہو کہ
عثمان نے عبد اللہ بن مسعود کو مثل ابو ذر کے اخراج بلد بھی کر دیا ہی چنانچہ
استیعاب مین لکھا ہی عن زید بن وہب قال لما بعث عثمان الی
عبد اللہ بن مسعود یامرہ بالخروج عن المدینۃ اجتمع علیہ الناس
وقالوا اقم ولا تخرج ونحن نمنعك ان یصل الیك شئ تکرهه
منه فقال لهم عبد اللہ ان له علی طاعة فانها ستکون امور
وفتن لا احب ان اکون اول من فتحها فرد الناس وخرج الیه یعنے
زید بن وہب سے منقول ہی کہ جب عثمان نے عبد اللہ بن مسعود کو مدینہ سے
نکلوانیکا حکم دیا تو لوگ عبد اللہ کے پاس جمع ہوے اور کہنے لگے تم مت جاؤ
یہین رہو ہم لوگ تمھاری مدد کرینگے کوئی برائی تم تک نہ آنے دینگے عبد اللہ نے
کہا جو اونسے حکم دیا ہی اوسکا قبول کرنا مجکو لابد ہی اور مین دیکھتا ہون قریب
ہی کہ فتنہ و فساد برپا ہو مین نہین چاہتا کہ اوس باب فساد کو پہلے مین کھولون

ص
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود
بعثمان
اخراج بلد کردن عثمان
عبد اللہ بن مسعود را

پس لوگونکو پھیر دیا اور آپ چلے گئے مخفی نرہے کہ یہ نکالدینا عثمان کا عبد اللہ
بن مسعود کو کچھ تعجب کی جگہ نہین ہی کیونکہ عثمان کی عادت یہی تھی چنانچہ صاحب
روضۃ الاحباب نے لکھا ہی امیر مومنان عثمان را دستورے چنان بود کہ چون
کسے پا از جادۂ اطاعت او بیرون نہادی اورا ببلای جلا مبتلا ساختی و بکربت
غربتش انداختی اِس مقام پر یہ کید عظیم اہلسنت کا قابل تماشا دیکھنے کے ہی کہ
جب شیعے بعض منافقین صحابہ کی شان مین جنکا نفاق پایۂ ثبوت کو بعلم الیقین پہونچا
ہی کہتے ہین تو یہ لوگ کسقدر برہم ہوتے ہین اور آمادۂ قتل ہوتے ہین بلکہ بعض
علمانے انکے لکھا ہی کہ جو ایک کو بھی صحابہ سے بُرا کہے وہ کافر ہی مگر جو عثمان نے
ایسے ایسے اصحاب جلیل القدر کو جنکی فضیلت مجمع علیہ فریقین ہی زد و کوب کی
کہ کوئی بیہوش ہو گیا کسیکے پہلو کی ہڈی شکستہ ہو گئی کسیکو ابغض مواضع مین
نکالدیا کہ غربت مین اوسنے انتقال کیا تو عثمان کو یہ لوگ کچھ نہین کہتے بلکہ خود
بھی توہین اور تحقیر ان اصحاب جلیل القدر کی کرتے ہین اور افعال ذمیمہ کے
ساتھ اونکو منسوب کرتے ہین اور کچھ تعظیم و توقیر صحابۂ رسول کی نہین کرتے بلکہ
اونکو قابل اسی توہین کے سمجھتے ہین جیسا کہ شاہصاحب کی عبارت سے
ظاہر ہوتا ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم و توقیر کل صحابہ کی جو یہ لوگ فرض سمجھتے
ہین وہ محض لسانی ہی بلکہ تعظیم و توقیر اونھین لوگونکی انکے نزدیک ہی جو منافقین
تھے اور اونھین کے عیبونکے چھپانیکے واسطے کیا کیا کوششین کرتے ہین اور
اپنی عمر عزیز کو شب و روز اسمین صرف کرتے ہین اونکے مان باپ کے عیب
چھپانیکو کیا پیغمبر کے مان باپ بھی معاذ اللہ کافر تھے اونکے گناہونکے چھپانیکو

صفحہ ۲۶۳ جلد دوم چھاپہ لکھنؤ

کید اہلسنت

[illegible]

کہا امام کو معصوم ہونا ضرور نہین ہی فاسق و فاجر بھی امام ہو سکتا ہی عثمان سے
جو جو بدعتین اصحاب کے حق مین ہوئین اوسکے چھپانیکو کہا یہ لوگ قابل اسی
سزا کے تھے مگر علماے شیعہ نے حقیقت حال بیان کر دیا اور حق کو باطل سے
جدا کر دیا ہرچند اہلسنت نے منافقین کے امورنکو درست کرنا چاہا مگر ٹھیک نہوا
ع ولن یصلح العطار ما افسد الدھر ۔ اگر عثمان کے یہ سب افعال
ناجائز نہوتے تو اصحاب رسول کبھی دشمن نہوتے اور عثمان کے قتل مین شریک
نہوتے چنانچہ مورخین لکھتے ہین کہ جب عثمان کو خلافت ہوئی تو بہت سے
اصحاب کو ناگوار تھا اسواسطے کہ عثمان کو اپنے عزیزونکا بہت خیال رہا کرتا تھا
اور بنی امیہ کے ساتھ جنکو رسولخدا سے کچھ واسطہ و سروکار نہ تھا بہت کچھ
سلوک کیا اور جو لوگ عثمان کیطرف سے جابجا صوبہ تھے اونکے ظلمونکی خبرین
برابر عثمان کے یہان پہونچا کرتی تھین اور اصحاب رسول عثمان پر اس امر مین
عتاب کرتے تھے مگر عثمان نے کچھ خیال نہ کیا اور ان لوگونکو معزول نہ کیا یہانتک
کہ تمام اپنے عزیزون کو اور بھائیونکو والی اور حاکم کر دیا عبداللہ بن ابی سرح کو
(جو رضاعی بھائی تھا) والی مصر کیا دو برس تک وہ مصر مین رہا اتنے
ہی عرصہ مین اوسنے وہان وہ ظلم کیے کہ تاب صبر و تحمل کسی مین نرہی آخر
اہل مصر نے آکر عثمان سے شکایت کی اور استغاثہ کیا تب بھی خلیفہ صاحب
نے کچھ خیال نکیا آخر الامر سات سو اہل مصر اپنے شہر سے نکلے اور آکر مسجد نبوی
مین جمع ہوے اور اصحاب رسول سے سب ظلمونکو عبداللہ کے بیان کیا
اوسوقت جناب امیر مع چند اصحاب کے وہانسے اوٹھے اور عثمان کے

پاس آئے اور فرمایا یہ لوگ آئے ہین چاہتے ہین کہ تو عبداللہ کو معزول کرکے اوسکی جگہ دوسرا کو بھیج اور اس بارہ مین انصاف کو ہاتھ سے نہ دے اوسوقت عثمان نے ناچار ہوکر کہا اچھا جسکو تم لوگ تجویز کرو اوسکو ہم بھیجدین لوگون نے محمد بن ابی بکر کو تجویز کیا عثمان نے اونکو خط لکھکر روانہ کیا اور عبداللہ کو معزولی نامہ لکھدیا غرض محمد بن ابی بکر چند مہاجرین و انصار کے ساتھ روانہ مصر ہوے جب تین منزل مدینہ سے نکل گئے تو دیکھا کہ ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار چلا جاتا ہی اور دیوانہ وار گھبرایا ہوا ادھرادھر دیکھتا جاتا ہی اصحاب نے جاکر اوسکو پکڑا اور پوچھا تو کہان جاتا ہی کیا ہوا کا جاتا ہی خلاصہ اوسنے کچھ ایسا گول مال بیان کیا کہ اون لوگونکو شبہہ ہوا اوسکو پکڑ کے محمد بن ابی بکر کے پاس لے آئے اونھون نے پوچھا تو کسکا غلام ہی اوسنے کبھی تو کہا مین غلام امیرالمومنین کا ہون اور کبھی کہا مروان کا غلام ہون غرض لوگون نے پہچانا کہ یہ عثمان کا غلام ہی تب محمد بن ابی بکر نے پوچھا کہان جاتا ہی اوسنے کہا عامل مصر کے پاس پیام لیکر جاتا ہون اونھون نے کہا کوئی خط بھی ہی اوسنے کہا نہین تب اون لوگون نے اوسکے پاس ڈھونڈنا شروع کیا مگر نہ پایا آخر ایک ڈوبچی سوکھی ہوئی ملی جب اوسکو ہلایا تو اوسمین کوئی چیز کھڑکھڑائی تب اوسکو خوب ہلایا مگر وہ چیز باہر نہ نکلی آخر اوسکو چاک کرکے نکالا دیکھا کہ ایک خط عثمان کا عبداللہ کے نام سے ہی محمد بن ابی بکر نے لوگونکو جمع کیا اور سبکے سامنے اوس خط کو چاک کرکے پڑھا اوسمین لکھا تھا اے عبداللہ جب تیرے پاس محمد بن ابی بکر اور فلان فلان مہاجرین اور انصار مین سے جائین تو تو اون سبکو قتل کرڈالنا اور اپنی جگہ پر مستقل باقی رہنا اور جو لوگ ہمارے پاس

فرستادن عثمان محمد بن ابی بکر را بمصر

گرفتار شدن غلام عثمان در راہ

مضمون خط عثمان

وہانسے تیری شکایت لیکر آئیں کا قصد کرین تو تو اُن سبکو قید کرنا خلاصہ جب اون لوگون نے اس مضمون کو پڑھا تو بہت شاق گذرا اور اون سب مین ایک تہلکہ پڑگیا آخر وہ سبکے سب وہین سے اولٹے پھرے اور مدینہ مین پہونچکر طلحہ و زبیر اور حضرت امیر اور سعد وغیرہ کو اصحاب رسول سے جمع کیا بعد اسکے وہ خط سبکے سامنے نکالا گیا اور پڑھا گیا اوسوقت کوئی ایسا نہ تھا جسکو عثمان کے اوپر غصہ نہ آیا ہوا اور رنج نہوا ہو خصوصاً جو عثمان سے ابوذر اور ابن مسعود اور عمار کے حق مین اذیتین پہونچی تھین اس سے اور بھی لوگ رنجیدہ تھے آخر کار لوگون نے جاکر عثمان کو گھیر لیا اوسوقت حضرت امیر مع طلحہ و زبیر و سعد و عمار و دیگر چند اصحاب کے عثمان کے پاس آئے اور خط اور اونٹ اور غلام کو ساتھ لیتے آئے بعد اسکے جناب امیر نے عثمان سے فرمایا یہ غلام تیرا ہی جواب دیا ہان فرمایا یہ اونٹ تیرا ہی کہا ہان پھر فرمایا یہ خط تو نے لکھا ہی عثمان نے قسم کھاکر کہا مین نے نہین لکھا ہی اور نہ مین جانتا ہون حضرت نے فرمایا اس خط پر مُہر تیری ہی عثمان نے کہا ہان تب حضرت نے فرمایا یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ تیرا غلام تیرے اونٹ پر سوار ہوکر وہ خط جسپر تیری مہر ہو لیکر جائے اور تجکو خبر نہو عثمان نے کہا شاید مروان نے لکھا ہو گا (اور مروان اوسوقت عثمان کے گھر مین تھا) تب اون لوگون نے کہا اچھا مروان کو ہمارے حوالے کر کہ ہم اوس سے اس امر کو دریافت کرین عثمان نے مروان کے دینے سے انکار کیا تب وہ لوگ غضبناک ہوے اور رنجیدہ ہوکر وہانسے چلے آئے اور کہنے لگے بغیر اسکے چارہ نہین ہی کہ عثمان مروان کو ہمارے حوالے کرے کہ ہم اس امر کو دریافت کرین اگر مروان نے بحکم عثمان لکھا ہی تو جیسا ہم مناسب

بھیجنگے ویسا کرینگے آخرکار جب عثمان نے نہ دیا تو اون لوگون نے عثمان کے
گھر کو محاصرہ کرلیا اور دیوار پھاند کر گھر مین گھس آئے محمد بن ابی بکر نے عثمان کی
ڈارھی پکڑی اوسوقت عثمان نے کہا ای فرزند اگر تمھارا باپ اسطرح دیکھتا
تو اوسکو بھی ناگوار ہوتا یہ سنکر اونھون نے داڑھی چھوڑ دی اور نیار بن عیاض
اور سودان بن عمران نے تلوار ماری کہ قرآن کے اوپر خون بہنے لگا اور عمرو
بن الحمق نے سینہ پر سوار ہوکر اسقدر مارا کہ تمام ہوگئے اور عمیر بن صابی نے پیٹ
ایسا مارا کہ دو ہڈیان پہلو کی مثل عبد اللہ بن مسعود کے شکستہ ہوگئین خلاصہ
جب عثمان کو لوگون نے مارڈالا تو بروایت مورخین و محدثین اہلسنت مثل
صاحب روضۃ الصفا و استیعاب و سیر حلبی و حیوۃ الحیوان و واقدی وغیرہ
لاش عثمان کی تین روز تک گھورے پر پڑی رہی اور ایک ٹانگ بھی کتے
کھاگئے آخر تین روز کے بعد خفیہ شب کو بعض لوگون نے ہواخواہان عثمان سے
مقبرہ یہود مین لیجاکر دفن کردیا جب معاویہ کا زمانہ ہوا تو اوسنے اوسکو احاطہ
مقبرہ مسلمانان مین داخل کردیا ہم نہین سمجھتے کہ حضرات اہلسنت اس مقام پر
کیون فخر نہین کرتے کہ حضرت عثمان ایسی متبرک جگہ مین دفن ہوے جیسا کہ
ابوبکر و عمر کے دفن مین فخر کرتے ہین کہ پہلوے رسول مین ہین حالانکہ اسمین کوئی
فخر کی بات نہین ہے یہ تو اپنے اختیار کی بات تھی جب ابوبکر نے رحلت
کی تو عمر نے کہ نائب و خلیفہ تھے اور ابوبکر نے خلافت کے واسطے وصیت بھی
کی تھی اگر اسکے صلہ مین عمر نے کہ اپنا زمانہ تھا ابوبکر کو پہلوے رسول مین دفن
کردیا تو کونسے فخر کی بات ہے اور عائشہ نے اپنے باپکو حجرہ رسول مین بغیر اذن

ودیگر در غصب اگر دفن کرادیا تو کیا فخر رہا بلکہ اور وبال ہوگیا ولنعم ما قیل ؎

تحملت تبغلت ولو عشت تفیلت	لک التسع من الثمن وبالکل تصرفت

اور اسی طرح عمر نے بھی اپنے مرنیکے پہلے ہی سے اسکی بندش کی کہ اپنے بیٹے عبد اللہ کو عائشہ کے پاس بھیجا اور پہلوے رسولؐ مین دفن ہونیکی اجازت طلب کی جب عائشہ نے اجازت دی تو کہا کہ مجکو بڑی فکر اسکی تھی الحمد للہ کہ وہ تمنا میری برآئی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے تو ایسی حالت مین زبردستی دفن ہونیمین کیا فخر ہے بلکہ اور وبال ہے ؎

دون شود از قرب بزرگان خراب	جیفہ وہد بوے بد از آفتاب

خانۂ کعبہ مین اگر لات وہبل کو کفار نے رکھدیا تو ان بتون کے واسطے کوئی بزرگی نہین ہوگئی منقول ہے کہ فضال بن حسین نے ابوحنیفہ سے کہا اے ابوحنیفہ میرا ایک بھائی ہے وہ کہتا ہے کہ بعد رسول خداؐ کے افضل ترین خلائق علیؑ ہین اور مین کہتا ہون نہین ابوبکر ہین تم اس امر مین کیا کہتے ہو ابوحنیفہ نے تھوڑی دیر تامل کرکے کہا کہ ابوبکر وعمر کی فضیلت اور بزرگی مین یہی کافی ہے کہ یہ دونون پہلوے رسولؐ مین دفن ہین فضال نے کہا مین نے اپنے بھائی سے یہ جواب کہا تھا وہ نے کہا اگر وہ زمین ملک پیغمبرؐ کی تھی تو ان دونون نے ظلم کیا کہ دوسرے کی زمین مین بغیر اذن اپنے دفن ہونیکا حکم دیگئے اور اگر وہ زمین انھین دونون کی تھی اور پیغمبر کو ہبہ کردیا تھا تب بھی خلاف حکم شرع کیا اور گناہ کیا کہ ہبہ کرکے پھر لیلیا ابوحنیفہ نے پھر تھوڑی دیر سر جھکایا اور سوچکر کہا یہ دونون اپنی بیٹیونکے حق مین جو پیغمبر سے میراث ہوپہنچی تھی دفن ہوے فضال نے کہا مین نے

اپنے بھائی سے اسکو بھی کہا تھا اوسنے کہا کہ پیغمبر نے جب انتقال کیا تو اونکی نو بیبیان تھین
اور ازواج کا حق متروکہ مین سے آٹھوان حصہ ہی تو اِسس صورت مین عائشہ کو
اور اسی طرح حفصہ کو نوان حصہ آٹھوین حصہ مین سے ہوئچا کہ شاید
بعد تقسیم اوس حجرۂ رسولؐ کے ایک ہاتھ زمین بھی نہوتی ہو لیس اتنی بڑی لمبی چوڑی
لاش اتنی سی زمین مین کیونکر دفن ہوئی علاوہ اسکے کیا وجہ ہی کہ فاطمہؑ دختر
رسولؐ تو میراث سے محروم کیجائین اور عائشہ وحفصہ پیغمبرؐ کی وارث ہون
یہ سنکر ابو حنیفہ نے پھر کچھ جواب نہ دیا نہایت افسوس کی بات ہی کہ اوس تربۂ
رسولؐ مین غیر لوگ جنکو کسی طرحکا حق نہ تھا وہ تو دفن ہون اور امام حسنؑ
فرزند رسولؐ جو اوسکے مستحق اور مالک تھے وہ دفن نہونے پائین بلکہ نعش اطہر پر
تیرباران کیے جائین چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھا ہی در بعضے روایات آمدہ است
کہ جہت امام حسنؑ قبرے نزد قبۂ جناب رسالتمآب کندیدند و جنازۂ آنجناب را
بر سر قبر نہادند و قبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافت و بر استر سوار
شدہ بآن موضع رفت و بمنع مشغول گشت شیعۂ حضرت امیرؑ بنیاد غوغا کردند
و گفتند روزے بر اشتر نشستہ با حضرت امیرؑ محاربہ میکنی و روزے بر استر
سوار شدہ بر جنازۂ نبیرۂ پیغمبر خدا منازعہ آغاز نہی و نگذاری کہ اورا دفن کنند
چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد چہ مردم بد و فرقہ متفرق شدند و بجانب یکدیگر
تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسید آنگاہ حضرت امام حسینؑ بنا بر وصیتیکہ
سابقا مذکور شد جنازہ را بگورستان بقیع بردہ دفن کرد اب ہم حضرات اہلسنت سے
پوچھتے ہین کہ عثمان کی لاش جو تین روز تک گھورے پر پڑی رہی کہ ایک

مانگ بھی گئے تھے بھاگے اور حضرت امیرؑ وہان موجود تھے کیون حضرت نے عثمان پر
نماز نہ پڑھی اور دفن نہ کیا دو حال سے خالی نہین ہی یا تو کہو کہ عثمان کو حضرت امیرؑ
قابل دفن کے اور نماز کے نہ جانتے تھے پس یہ عین مطلب ہمارا ہی یا کہو کہ حضرتؑ نے
بسبب خوف اون لوگونکے جنھون نے عثمان کو قتل کیا تھا دفن نہ کیا پس یہ عین
تقیہ ہی جس سے اہلسنت انکار کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ اسی طرح جناب امیرؑ نے
خوف سے اُن لوگونکے جنھون نے ثلثہ سے بیعت کی تھی اور اونکے ہوا خواہ تھے
حضرت امیرؑ سے دلمین کینہ رکھتے تھے اگر ان ثلثہ سے جہاد نہ کیا ہو تو کیا مضائقہ ہی
حکایت لطیف
بیان پر ایک حکایت نہایت لطیف ہی جسکا لکھنا مناسب معلوم ہوا کتاب صراط مستقیم مین
لکھا ہی کہ ابن جوزی بڑا عالم اہلسنت کا تھا ایک روز بدعوے مقابلہ و ہمسری عالم
علم ربانی واقف اسرار یزدانی یعنے علی عمرانی کے منبر پر جا کر لوگون سے
کہنے لگا سلونی قبل ان تفقدونی پوچھو تم لوگ مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہو قبل
اسکے کہ مجکو نہ پاؤ پس اوس مجلس مین سے ایک عورت اوٹھ کھڑی ہوئی اور
کہنے لگی لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سلمانؓ نے مدائن مین انتقال کیا تو حضرت
امیرؑ کو باعجاز خبر ہوئی پس وہ حضرت اوسی وقت شبکو باعجاز مدینہ سے
مدائن تشریف لائے اور سلمانؓ کو غسل دیا اور کفن کیا اور اونپر نماز پڑھی
اور دفن کیا اور پھر اوسی شبکو باعجاز مدینہ مین واپس گئے حالانکہ مدینہ سے
مدائن ایک مہینے کا راستہ ہی ابن جوزی نے کہا ہان یہ روایت صحیح ہی تب
اوس ضعیفہ نے کہا یہ بھی لوگ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت عثمان مدینہ مین
مارے گئے تو تین روز تک لاش گھورے پر پڑی رہی اور حضرت امیر وہین موجود تھے

مگر کفن و دفن نہ کیا اور نہ عثمان پر نماز پڑھی اِسکی کیا وجہ ہی یہ سُنکر عالم صاحب بہت گھبرائے اور کچھ جواب نہ آیا تب شرمندگی مٹانیکو کہنے لگے اگر تو اپنے شوہر کی اجازت سے یہان آئی ہی تو اوسپر لعنت خدا کی کہ اس مجمع مین اوسنے تجکو آنیکا حکم دیا اور اگر تو بے اجازت شوہر کے یہان آئی ہی تو تجھپر لعنت خدا کی کہ اتنے لوگون کے درمیان مین تو یہان آئی اوس عورت نے کہا کہ عائشہ جو حضرت علیؑ سے لڑنیکو لشکر کے مجمع کے ساتھ بصرہ گئی تھین تو پیغمبر خداؐ نے اونکو اجازت دی تھی یا خود ہی بلا اجازت تشریف لیگئی تھین یہ سُنکر ابن جوزی دم بخود ہو گیا کچھ جواب نہ بن سکا طریق چہارم مشتمل اوپر طعن مشترک کے مردانِ میدانِ شجاعت و دلاوری و شیرانِ نیستان جوانمردی و بہادری پر واضح و روشن ہو کہ حضرات ثلثہ جنکو اہلسنت اپنا امام اور پیشوا جانتے ہین اور خلیفہ رسول واجب الاطاعة سمجھتے ہین اونکا حال زمانہ رسولخداؐ مین یہ تھا کہ جب کسی جنگ مین ان صاحبونکو حضرت بیجاتے تھے تو ہنگام معرکۂ کارزار اور وقت گیر و دار جب مشرکین و کفار سے مقابلہ ہوتا تھا اور کہین ٹیڑھی پڑجاتی تھی تو یہ حضرات رسولخداؐ کو مجمع کفار مین تنہا چھوڑکر اپنی جانین بچا بچا کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور ایسا بدحواس بھاگتے تھے کہ ہرچند رسول خداؐ پکارتے تھے الیٰ این یا معشر المسلمین الیٰ این یا اصحاب البقرة مگر کوئی صاحب خیال نہ کرتے تھے بہت صاحبون کا تو تین تین روز تک پتا نہ ملتا تھا حضرت فرماتے تھے لقد ذھبتم فیھا عریضة بہت لمبے چوڑے تم لوگ بھاگے کتب تواریخ حاضر ہین بھلا اہلسنت تبلائین تو کس کا فرکوا ونکے ثلثہ نے میدانِ

جہاد

فرار ثلثہ از جہاد

جنگ مین زیر شمشیر کیا ہی مارنا تو جب ہوتا کہ ثابت قدم رہتے بھاگنے والا کسی کو کیا
مار یگا آب تفصیل اِسکی ہم اُنہین کی کتابون سے لکھتے ہین تاریخ الخمیس مین ہی قال ص ۲۳۱ چھاپہ مصر
ابوبکر لما صرف الناس یوم احد عن رسول الله فکنت اول من جاء
یعنے ابو حاتم کہتا ہی ابوبکر نے کہا جب اُحد کے روز رسولخدا کو چھوڑ کر لوگ بھاگ گئے
اور بعد بھاگنے کے پھرے تو مین سبکے پہلے پیغمبر خدا کی خدمت مین آکر موجود ہوا اور
در منثور مین سیوطی نے لکھا ہی قال لما کان یوم احد هزمنا ففررت ص در تفسیر سورہ آل عمران
حتے صعدت الجبل و قد رایتنے انزو کانی اروية یعنے عمر نے کہا اُحد
کی لڑائی کے روز ہم لوگون نے شکست کھائی اور مین بھاگ کر پہاڑ کے اوپر
چڑھ گیا اور اوس پہاڑ پر مین اسطرح اوچکتا تھا جسطرح پہاڑی بکری اوچکتی ہی
اور تفسیر کبیر مین بھی ہی و من المنهزمین عمر الا انه لم یکن من اوائل
المنهزمین یعنے منجملہ بھاگنے والونکے حضرت عمر بھی تھے مگر یہ کہ سبکے پہلے نہین
بھاگے اور صحیح بخاری مین جنگ حنین مین لکھا ہی وانهزم المسلمون وانهزمت ص ۶۱۸ جلد دوم چھاپہ میرٹھ
معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت له ما شان الناس
قال امر الله قتادہ سے منقول ہی کہ لوگون نے شکست کھائی اور بھاگے اور
مین بھی بھاگا پس دیکھتا کیا ہون کہ اون لوگونمین عمر بن خطاب بھی تشریف
رکھتے ہین مین نے کہا یہ کیا حال ہوا لوگونکا عمر نے جواب دیا جو خدا کو منظور تھا
وہ ہوا اور عثمان کا بھاگنا احد سے تو بتصریح تام صحیح بخاری مین بھی موجود ہی ص ۵۲۳ چھاپہ میرٹھ
کہ ابن عمر سے ایک شخص نے پوچھا هل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال
نعم تو تم جانتے ہو عثمان نے احد کے روز لڑائی سے فرار کیا تھا ابن عمر نے کہا

ہان بھاگ گئے تھے اور بھر صحیح بخاری مین ہی قال رجل للبراء بن عازب | ص ۱۰۸ جہارپارہ سیزدہم
افررتم عن رسول اللہ یوم حنین قال لکن رسول اللہ لم یفر
یعنے برا بن عازب سے کسی شخص نے پوچھا کیا تم سب جنگ حنین مین رسولخدا کو
تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اوسنے کہا کیا ہوا رسولخدا تو نہین بھاگے اور تاریخ
الخمیس مین ہی فی روایۃ لم یبق معہ علیہ السلام الا اربعۃ ثلثۃ من
بنی ھاشم علی والعباس وابو سفیان بن الحارث وواحد من
غیرھم وھو عبد اللہ بن مسعود یعنے ایک روایت مین آیا ہی کہ سب
لوگ بھاگ گئے پیغمبر خدا کے پاس فقط چار آدمی رہگئے تین بنی ہاشم سے
علیؑ اور عباسؓ اور ابوسفیان بن حارث (جو انحضرت کے پھوپھی زاد بھائی تھے)
اور ایک غیر بنی ہاشم سے یعنے عبد اللہ بن مسعود اور یہ روایت مواہب لدنیہ
اور فتح الباری مین بھی موجود ہی اور روضۃ الصفا مین لکھا ہی در بعضے از | ص ۵۱ جلد دوم جہارپارہ
کتب بنظر رسیدہ کہ دران روز ہولناک خالد بن ولید از کمین گاہ بیرون
آمدہ تیز دیاب بلشکر اسلام اصحاب راگر (حضرت نبوی) ندید بانگ بر مشرکان
زد کہ بگیرید این شخص را کہ طالب اوئید کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ جنگ
کردند اصحاب روگریز نہادند و در خدمت آن سرور پیغمبر از امیر المومنین
علیؑ وابو دجانہ وسہل بن حنیف دیگرے نماند وحالت غشی بر آن حضرت
طاری شدہ چون اندک افاقتی روی نمود از علی پرسید مردم چہ کردند گفت
نقض عہد نمودہ فرار کردند حضرت فرمود مہم جمعی کہ قصد من دارند کفایت
کن اسد اللہ تیغ کشیدہ وروے بر مخالفان نہادہ ایشان را منہزم ساخت

وبخدمت سید رسل وہادی سبل معاودت نمودہ دید کہ جمعے دیگر قصد آن
حضرت دارند آہنگ آن فرقہ کردہ ایشان نیز رو بگریز نہادند دران زمان
کہ حضرت امیر با کفار مبارزت می نمود ابو دجانہ وسہل بربالاے سر آن سرور
ایستادہ بودند وآن حضرت را محافظت می نمودند و در بعضے روایات آمدہ
کہ زید بن اسید بن وہب از عبد اللہ بن مسعود پرسید کہ چنان شنیدہ ام
کہ در روز احد بغیر از علی وابودجانہ وسہل بن حنیف کسی نزد پیغمبر نماندہ بود
بعد از ساعتی عاصم بن ثابت وطلحہ بن ثابت آمدہ در خدمت خیر البشر کمر بستند
آیا این خبر بیان واقع است گفت بلے پرسیدم کہ ابوبکر وعمر کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند و در روز سوم از جنگ بخدمت آنسرور
فائز شدند حضرت رسول فرمودند یعنیکہ درین واقعہ بعریض رفتہ اید
و در بعضے از اخبار آمدہ کہ عثمان بن عفان با دو کس از جنگاہ بیرون رفتہ
راہ گم کردند وبعریض رسیدہ بعد از سہ روز بخدمت حضرت رسالت پناہی
آمدند حضرت فرمود لقد ذہبتو فیہا عریضۃ اور جمال الدین نے
روضۃ الاحباب مین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور
ملا معین نے سیر مین لکھا ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ جب احد کے روز سب مسلمان
بھاگ گئے اور رسولخدا کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرت کو غصہ آیا دیکھا کہ حضرت
امیر بہلو مین کھڑے ہین فرمایا اے علی تم بھی ان لوگون کے ساتھ کیون نہیں
چلے گئے جناب امیر نے جواب دیا یا رسول اللہ ص لا کفر بعد الایمان
ان لے باث اسوۃ یا رسول اللہ ایمان کے بعد کیا مین کفر اختیار کرتا مین تو

انکا پیرو اور تابعدار ہون اِن روایتونکے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ حضرات ثلثہ لڑائیون سے بار بار بھاگا کیے اسکا کوئی سُنّی انکار نہین کرسکتا آب معلوم کرو کہ جناب امیرؑ نے اس بھاگنے کو کفر کہا ہی جیسا اوپر بیان ہوا آور یہ بھاگنا گناہ کبیرہ بلکہ اکبر کبائر ہی آور ابن عمر نے بھی اس بھاگنے کو گناہ عظیم کہا ہی آور یہ بھاگنا علامت نفاق کی ہی آور پیغمبر خداؐ نے بھاگنے والون پر لعنت کی ہی آور خداوند جبار نے بھاگنے والون پر عتاب فرمایا ہی دلیل اِن دعوونکی یہ ہی فخر الدین رازی نے لکھا ہی واعلم ان هذا الذنب لاشك انه كبيرة لانهم خالفوا صريح نص الرسول وصارت تلك المخالفة سببا لانهزام المسلمين وقتل جمع عظيم من اكابرهم ومعلوم ان كل ذلك من باب الكبائر وايضا ظاهر قوله تعالى ومن يولهم يومئذ دبره يدل على كونه كبيرة یعنے جان تو کہ یہ گناہ (یعنے بھاگنا) بیشک گناہ کبیرہ ہی کیونکہ اون لوگون نے صریح رسولؐ کی مخالفت کی اور یہ مخالفت سبب ہوئی مسلمین کے شکست کھانیکی اور ایک جماعت کثیر اصحاب کبار کے مارے جانیکی اور یہ بات ظاہر ہی کہ یہ سب باتین گناہ کبیرہ مین سے ہین علاوہ اسکے قول خدا کا (ومن یولھم یومئذ دبرہ) بھی دلالت کرتا ہی کہ یہ بھاگنا گناہ کبیرہ ہی آور کتاب استیعاب مین اور خصائص نسائی مین مذکور ہی کہ ابن عمر نے کہا اما عثمان فانه اذنب يوم احد ذنبا عظيما یعنے عثمان نے اُحد کے روز بہت بڑا گناہ کیا آور مشکوۃ مین علامات نفاق مین اور کبائر مین لکھا ہی والتولي يوم الزحف یعنے لڑائی سے بھاگنا علامت نفاق کی ہی آور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین

قال الله تعالى ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من الله ومأواه جهنم وبئس المصير

ص ۶۳ چھاپہ لاہور

ص ۹ چھاپہ دہلی

کتاب الغزوات غزوہ احد

لکھا ہی قیل انہ علیہ السلام سب الذین انہزموا یوم اُحُد وفیھم عثمان بن عفان یعنے بعضون نے کہا ہو کہ رسولخدا نے جو لوگ احد مین بھاگ گئے تھے اون سب پر سب کیا ہی اور اون سب مین عثمان بھی تھے اور حق تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتے اذا فشلتم وتنازعتم فے الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ تحقیق سچ کہا اللہ نے جسوقت کہ تم لوگ باجازت خدا اون لوگونکا استیصال چاہتے تھے یہانتک کہ جبن اور نامردی اختیار کی تم لوگون نے اور غنیمت کے لینے مین تم لوگون نے تنازع کیا اور گناہ اور نافرمانی تم لوگون نے کی بعد اسکے کہ دکھلا دیا تم لوگون کو جس چیز کو دوست رکھتے تھے بعضے تم مین سے دنیا کو چاہتے ہین اور بعضے تم لوگون مین سے آخرت کو چاہتے ہین اکثر اہلسنت جواب دیتے ہین کہ یہ گناہ (یعنے فرار عن الزحف) جو اصحاب سے واقع ہوا اسکو خدا نے معاف کر دیا اور آیت ولقد عفا اللہ عنھم سے استدلال کرتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہی ہم کہتے ہین کہ عنہم مین ضمیر جمع مذکر غائب کی ہی تین شخص پر بھی یا زیادہ پر لاعلے التعیین اطلاق ہو سکتا ہی استغراق لازم نہین ہی اور کچھ لوگون سے معاف ہونا اور کچھ لوگون سے معاف نہونا ان دونون امر مین کچھ منافات نہین ہی اور استغراق اور عموم کا دعوی کرنا محتاج دلیل ہی علاوہ اسکے اگر ہم اس مقام پر عموم کو مان بھی لین تو ہر لڑائی مین باوجود اصرار فرار بار بار بخشدینا کہانسے ثابت ہوتا ہی اُحد مین خیبر مین حنین مین ہر لڑائی مین تو بھاگ گیے ایک خطا

صد پارہ ۴ رکوع ۷

جواب اہلسنت از فرار بآیہ عفا اللہ عنہم یعنی معاف کردن و جواب تحقیقی آن

دو خطائین خطا کس کس خطا کہ خدا معاف کرتا اگر اسکو بھی مان لین تو ہم کہتے
ہین کہ اس معاف کر دینے سے یہ بات کہان ثابت ہوتی ہی کہ خدانے عذاب
آخرت کو بھی ان لوگون سے معاف کر دیا ہو سکتا ہی کہ خدانے فقط عذاب دنیا سے
ان لوگونکو محفوظ رکھا ہو نہ عذاب آخرت سے جیسا کہ خدانے قرآن مین (اون
لوگونکے بہ نسبت جنھون نے اسارای بدر کے بارہ مین جزیہ لیکر چھوڑ دینے کو کہا تھا)
فرمایا ہی تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم
لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم منقول ہی
کہ جنگ بدر مین جب اسرای بدر کہ وہ ستر آدمی تھے مقید ہو کر رسولخدا کے پاس
حاضر کیے گئے تو بعض اصحاب نے کہا یا حضرت انسے جزیہ لیکر چھوڑ دیجیے کہ ہم لوگ
اوس مال سے نفع اوٹھا دین انکے مار ڈالنے سے کیا ملیگا اور بعض اصحاب نے
کہا یہ کافر ہین انکو قتل ہی کرنا چاہیے آنحضرت نے اونھین لوگون کی راے پر
چھوڑ دیا پس اون سب لوگون نے جزیے لیکر سبکو چھوڑ دیا اوسوقت یہ
آیت باعتاب نازل ہوئی جسکا مطلب یہ ہی کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ مال دنیا ہاتھ
آئے اور خدا چاہتا ہی کہ تم لوگون کو ثواب آخرت حاصل ہو اور خدا عزیز حکیم ہی
اگر نوشتہ خدا پہلے سے نہوتا تو ہر آئینہ نازل ہوتا تم لوگو نپر بسبب جزیہ لینے کے
بہت بڑا عذاب اس سے ظاہر ہوا کہ خدانے ان لوگون کو بعض وجہو نسے
عذاب دنیا سے محفوظ رکھا اور معاف کر دیا اگر ہم یہ بھی مان لین تو ہم کہتے ہین
کہ معاف کر دینے سے خدا کے فعل ان لوگونکا مدوح نہو جائیگا اور طعن سے
یہ حضرات بری نہین ہو سکتے کیونکہ خدا کے معاف کر دینے سے اون لوگون کا

پیغمبر کو کفار مین چھوڑ کر جہاد سے بھاگ جانا یہ فعل اچھا نہین رہا معاف کرنا تو خدا کا
کام ہی ہی ان لوگون نے کون اچھا کام کیا تھا اور شیعون کا مطلب بھی یہی ہی کہ
جو لوگ ایسے تھے کہ سامنے پیغمبرؐ کے گناہ کبیرہ کیا کرتے تھے سلسلۂ عدالت سے باہر تھے
پیغمبر کی مخالفت کیا کرتے تھے اونکے حکم کو نہین مانتے تھے باوجودیکہ حضرتؐ پکارتے
تھے ای گروہ مسلمین کہان بھاگے جاتے ہو پھر آؤ مگر کوئی صاحب خیال مین نلاتے
تھے تو بعد پیغمبرؐ کے اگر خلافت کے لے لینے مین اور حدیث غدیر خم کو بھلا دینے مین
اور اِس خلافتِ باطلہ پر اجماع کرنیمین ان لوگونسے گناہ وقوع مین آوے تو
کونسے تعجب کی جگہ ہی اور کیا استبعاد کا مقام ہی

مسلک ششم دفع شبہ مین

واضح ہو کہ شبہ راسخۃ الاوہام اور وسوسۂ مزلۃ الاقدام امر خلافت مین جہاد نکرنا جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالبؑ کا خلفاے ثلثہ سے ہی تقریر اِس شبہ کی جسکو اہلسنت مقام اعتراض مین بیان کرتے ہین یہ ہی کہ شیعے جو کہتے ہین کہ یہ خلافت حق حضرت علی کا تھا خلفاء ثلثہ نے غصباً لے لیا یہ محض غلط ہی کیونکہ بقول شیعونکے حضرت علی غالب کل غالب اور ید اللہ اور اشجع الناس تھے بچپنے مین کلۂ اژدر کو چیر کر پھینکدیا پیغمبر خداؐ کو کفار سے جو لڑائی پیش آئی اوسکو حضرت علیؑ نے فتح کیا احد مین وہ جنگ کی کہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار کی آواز آئی خیبر مین مرحب ایسے پہلوان کو قتل کر ڈالا کہ صدمۂ ذو الفقار سے جبرئیل کے پر کٹ گئے جنگ خندق مین عمر بن عبدود ایسے پہلوان نامی کو دو کر دیا وہ جنگ کی کہ پیغمبر خداؐ نے اوس جنگ کو عبادت ثقلین سے بہتر فرمایا باین ہمہ شجاعت و بہادری و زور

در دفع شبہ ثمینہ

قال رسول اللہ صلعم لمبارزۃ علی ... یوم الخندق افضل من عبادۃ ...

ید اللّٰہی و قوت حیدری کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسا شخص اشجع اور اغلب ایک شخص بڈھے سے (جسکو یہ لوگ جبان اور بزدل بتلاتے ہین کہ غار مین کفار کے ڈرسے رونے لگے قبل از مرگ واویلا کرنے لگے برابر وقت مقابلہ کفار لڑائیون سے بھاگا کیے) ڈرجاوے اور مقابلہ نکرسے اور اپنے حق کو نہ لے یہ بات کب عقل میں آسکتی ہی با این ہمہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایک شخص کسی کا دشمن بھی ہو اور حق کو اوسکے غصب بھی کیے ہو پھر وہ شخص مظلوم اوس سے ربط و اختلاط بھی رکھے امور مہمہ مین شرع کے اوسکو رائے دے مسائل شرعیہ مین جہان دھوکا ہو وہان تعلیم کرے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر خلافت پر خلفاے ثلثہ کی راضی تھے اور اونکو بر حق سمجھتے تھے والا ضرور جہاد کرتے یہ ہی تقریر اہلسنت کی جسکو بہت زور شور کے ساتھ اہل حق کے مقابل مین بیان کرتے ہین اور باطمطراق بسیار انکے علما اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور بگمان فاسد و زعم باطل اپنے اسکات و افحام اہل حق کا تصور کرتے ہین جواب اس شبہ کا اوّلاً یہ ہی کہ اعظم جہاد جہاد بانفس ہی اور صدق غالب کل غالب جب ہی تمام ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر غالب ہو باوجودیکہ دل چاہتا تھا اور نفس کا تقاضا تھا کہ اپنے جہاد کیجیے مگر بوجہ عدم مصلحت باز رہے اور صبر کیا اور نفس پر غالب آئے تاکہ غالب کل غالب بوجہ اکمل صادق آوے ثانیاً ہم کہتے ہین کہ خدا تو سب سے زیادہ غالب کل غالب ہی انکار اسکا کفر ہی لامحالہ اقرار کروگے پھر کیا وجہ ہی کہ اپنے ادنی بندونکو جنھون نے اوسکی مخالفت کی استیصال نہ کیا شیطان نے جب اوسکی نافرمانی کی تو اوسکو چھوڑ دیا کہ سب لوگونکو گمراہ کیا کرے جہنم کا

راستہ تبلائے یا رجحیم مین کہینچکے لیجائے اوسکو ہلاک نکردیا نمرود نے اور فرعون نے
جب دعوی ہمسری کا کیا اور آوازہ خدائی کا اوسکی بلاد و امصار مین مشتہر ہوا
تو اوسکو فوراً مار نہین ڈالا کہ اتنے لوگ تصدیق اوسکی خدائی کی کرکے گمراہ
نہوتے اتنے کفار دشمن پروردگار موجود ہین کسی سے دنیا مین انتقام نہین لیتا
آخرت پر موقوف رکہا مگر یہ جواب دین کہ خدانے اسواسطے ان سبکو دنیا مین
مبتلا بلا نکیا اور انکا استیصال عاجلاً منظور نکیا کہ انکو آیات واضحہ و علامات
لائحہ اپنے دکہلا دیے با رسال صحف و رسل حجت تمام کردی اور ادراک و عقل
بہی دی اسپر بہی اگر اپنی بدعقلی اور شامت اعمال سے دنیا مین خدا کی خدائی
کے قائل نہوے تو خدا پر اعتراض نہین ہو سکتا اوسکی خدائی باطل نہین ہو سکتی
پس ہم بہی کہتے ہین کہ جب پیغمبر خداؐ نے بہ نسبت خلافت جناب امیرؑ کے
غدیر خم مین اور نیز اکثر مقامونمین سب سے بتاکید کہدیا اور خود حضرت امیرؑ نے
بہی دربارہ اپنی خلافت کے حجت تمام کی اور دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ
بیان کیے با اینہمہ اگر وہ لوگ اپنی بدعقلی اور حرص دنیا کی وجہ سے جناب
امیرؑ کی خلافت کے قائل نہوے تو حضرت پر کوئی الزام نہین آسکتا اور
دنیا مین انتقام نہ لینے سے خلافت جناب امیرؑ کی باطل نہین ہو سکتی ثالثاً
پیغمبر خداؐ بہی غالب کل غالب تہے اگر اسکا انکار کرو تو دائرۂ اسلام سے
باہر ہو جاؤگے پس کیون نہین پیغمبر خداؐ مکہ مین کفار سے لڑے باوجودیکہ
پیغمبر کے ساتہ اُسوقت بہی سیکڑون مسلمان تہے کہ اونمین جناب امیرؑ
و حمزہ و عبیدہ وغیرہ بہی تہے مگر کفار سے چہپکر شب تیرہ و تار مین نکلکر غار مین

عہ [illegible] ۱۲

چپکے اذیت اوٹھائی مشقت گوارا کی اور کیون پیغمبر خدا نے حدیبیہ مین باوجود
رہنے علی بن ابیطالبؑ کے اور کثرت اصحاب کے مشرکان قریش سے صلح مغلوبانہ
کی کیون نہین جہاد کیا بغیر حج کیے مدینہ مین پھر آئے صلح بھی کی تو اسطرح سے
کہ جو کوئی کفار سے مسلمانونکے پاس آوے تو اوسکو واپس کر دین اور جو کوئی
مسلمانونسے کفار کے ہاتھ آوے اوسکو وہ لوگ نہ دین اور نیز صلحنامہ سے بسم اللہ
الرحمن الرحیم کو محو کر دیا اور لفظ رسول اللہ چھیل دیا یہانتک کہ بعض صاحب کو
تو پیغمبر خدا کی نبوت ہی مین شک آگیا کہنے لگے جیسا آج مجکو اِنکی نبوت مین
شک آیا ویسا کبھی شک نہین آیا تھا رابعاً ہم کہتے ہین کہ جناب امیرؑ
اگر ابو بکر و عمر سے لڑتے بھی تب بھی اہلسنت ابو بکر و عمر سے ہاتھ نہ اوٹھاتے
بیشک یہ لوگ جناب امیرؑ ہی کی خطا ثابت کرتے اور کہتے کہ واسطے حاصل
کرنے حکومت و ریاست دنیا کے خلیفۂ رسول سے لڑے ظاہر ہے کہ عائشہ
سے اور معاویہ سے جو حضرت امیرؑ لڑے تو اِن دونون کو کب اہلسنت بُرا
کہتے ہین ہم ان لوگونکو اس اعتراض مین جب سچا سمجھتے کہ جن لوگونے
حضرت لڑے اونکو بُرا کہتے یہ جوابات ہمارے بطور اجمال و معارضہ کے تھے
اب ہم جواب تفصیلی اسکا لکھتے ہین اوّلاً انبیا اور امام سب تابع حکم خدا کے
ہوتے ہین انبیا کو بوحی اور امامونکو بالہام و اخبار نبی وغیرہ حکم ہوتا ہی پس
جبتک حکم خدا نہین ہوتا انبیا اور امام جہاد نہین کرتے یہی وجہ ہے کہ امام حسنؑ
باوجود سمجھنے اپنے حق کے (کما صرح بہ ابن الحجر) معاویہ سے جہاد نہ کیا اور
امام حسینؑ کو جب حکم خدا ہوا تو یزید پلید سے جہاد کیا ثانیاً مصلحت جہاد

نہ کرنیمین جناب امیرؑ کے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتی ہی کہ بہت سے لوگ مخالفین مین ایسے بھی تھے جنکے اصلاب مین سے مومنین دیندار وسوا انیان اہلبیت اطہارؑ (کما قال اللہ الحیّا ریخرج الحیّ من المیّت) پیدا ہونے والے تھے بھلا اونکے ساتھ کیونکر حضرت جہاد کرتے اور کیونکر اونکو قتل کرتے بلکہ جہاد نکرنے سے تو حق وباطل صاف ظاہر ہوگیا یعنے جو لوگ مومن کامل اور شیعہ خالص تھے وہ جناب امیرؑ اور اہلبیتؑ کی طرف ہوگئے اور جو منافق تھے اور اسلام ظاہری رکھتے تھے وہ کشتی نجات سے (جو اہلبیت رسول ہین) متخلف ہوکر بطمع مال وجاہ دنیا دار ونکی طرف ہوگئے پس یہ جہاد نکرنا جناب امتحان تھا قد امتحن اللہ قلوبھم اگر حضرت جہاد کرتے تو بہت سے لوگ [illegible] قتل سے علی ولی اللہ کہتے پس حال اونکا لوگو نپر اور اونکے اخلاف پر مشتبہ رہتا مذہب حق پہچانا نجاتا حق وباطل مشکوک رہجاتا البتہ جہاد نکرنے سے صاف حق ظاہر ہوگیا یعنے کچھ لوگ اہلبیت رسول کیطرف جنکے ساتھ تمسک کا پیغمبر نے حکم دیا تھا ہوگئے اور کچھ لوگون نے بخوف وخطر نفع دنیا وکینہ [illegible] دیرینہ کی وجہ سے اہلبیت رسول کے دشمنونکا ساتھ دیا اور بہت سے لوگ ایسے تھے جو شبہ مین پڑے تھے بعد تھوڑے دنون کے اونھون نے حق کیطرف رجوع کیا

ثالثاً یہ امر ثابت ہی کہ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے اگر ہمارے ساتھ چالیس اعوان وانصار بھی ہوتے تو مین اپنے جہاد کرتا اب یہ بات ظاہر ہی کہ حضرت کے ساتھ بہت کم لوگ رہگئے تھے جیساکہ اسکو ہم لکھ چکے پھر حضرت کیونکر جہاد کرتے کیونکہ احکام شریعت ظاہر حال کے موافق جاری ہوتے ہین تاکہ افعال

پیغمبر و امام محمول بشریت پر ہوتے والا ہو سکتا تا کہ رسول خدا صلعم بنفس نفیس تنہا
جنگ مین تشریف لیجایا کرتے اور سب کفار کو تنہا شکست دیتے اور قتل کرتے
اُحد مین بسبب طمع اصحاب طامعین کے نوبت شکست کھانیکی نہ آتی یا پیغمبر خدا صلعم
فقط جناب امیرؑ کو ہر لڑائی مین لیجایا کرتے کہ سب کافرون کا استیصال حضرت
امیرؑ ہی کے ہاتھ سے ہوتا کہ وہ غالب کل غالب تھے کیون پیغمبر خدا صلعم اصحاب کو
بھی جہاد مین ساتھ لیگئے کہ اتنے اصحاب آپکے شہید ہوئے رابعاً کتاب احتجاج — ص ۲۴ چھاپۂ طہران
طبرسی مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے راوی نے پوچھا یا حضرت
آیا اصحاب رسول سے کسی نے بیعت ابوبکر سے انکار بھی کیا تھا اور مسند خلافت پر
ابوبکر کے بیٹھنے کو مکروہ بھی سمجھا تھا یا نہین حضرت نے فرمایا البتہ بارہ شخصون
نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا خالد بن سعید اور سلمان فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ
اور مقداد اور عمار یاسر اور بریدہ اسلمی مہاجرین سے اور ابوالہیثم بن التیہان — انکار اصحاب از بیعت ابوبکر
اور سہل بن حنیف اور عثمان بن حنیف اور خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین
اور ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاری انصار مین سے جسوقت ابوبکر نے منبر پر جاکر
خطبہ پڑھنا شروع کیا تو ان لوگون نے آپسمین صلاح کی بعضون نے
کہا قسم خدا کی ہم جاتے ہین اور ابوبکر کو پکڑ کے منبر پر سے گرا دیتے ہین بعض
لوگون نے جواب دیا اگر ایسا کروگے تو تم سب مارے جاؤگے اور خدا
فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ تم لوگ اپنے کو ہلاکت مین
نہ ڈالو غرض وہ لوگ سبکے سب جناب امیرؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے
یا حضرت آپنے اپنے حق کو کیون چھوڑ دیا حالانکہ آپ حق پر ہین ہم لوگون نے

۱/۱۵۵

ارادہ کیا دکہ ابوبکر کو منبر رسول سے اوتارین آپکی کیا راے ہے حضرت نے فرمایا قسم خدا کی
اگر ایسا کروگے تو جنگ واقع ہوگی تلوارین کھنچ جائینگی جہاد برپا ہوجائیگا تو
ضرور ہوگا کہ ہم بھی اون لوگون سے جہاد کرین حالانکہ تم لوگ اونکے مقابل مین مثل
نمک کے ہو کھانے مین اور بمنزلہ سرمہ کے ہو آنکھ مین معلوم کرو کہ رسول خدا قبل وفات
اپنے مجھسے وصیت فرماگئے ہین یا ابا الحسن ان الامۃ ستغدر بک من
بعدی وتنقض فیک عہدی الخ یعنی لوگ میرے بعد تمسے بیوفائی
کرینگے اور تمہارے بارے مین جو مین نے ان لوگون سے عہد و پیمان لیا ہی اوسکو
توڑ والینگے تم بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے کہ بعد جانے موسیٰ کے بنی اسرائیل
اونکے پاس سے پھر گئے اسی طرح بعد میرے امت میری تم سے پھر جائیگی مین نے
کہا یا رسول اللہ مین اوسوقت کیا کرونگا فرمایا اگر تمکو اعوان و انصار ملجائین
تب تو جہاد کرنا نہین تو صبر کرنا خلاصہ جناب امیرؑ بموجب وصیت سب مہاجرین
وانصار کے گھر پر گئے اور اپنی حقیقت بیان کی اور سب سے مدد چاہی پس چالیس
آدمیون نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کل صبح کو تم لوگ مسلح و مہیاے جنگ ہوکر
آو جب صبح ہوئی تو سواے چار آدمیون کے کوئی نہ آیا دوسری شب کو بھی حضرت نے
اون لوگون سے کہا اون لوگون نے صبح کا وعدہ کیا جب صبح ہوئی تو کوئی نہ آیا
تیسری شب کو پھر حضرت نے ایسا ہی کیا اون لوگون نے صبح کا وعدہ کیا مگر
کوئی نہ آیا جب حضرت امیرؑ نے یہ بیوفائیان اون لوگونکی دیکھین تو صبر کرکے
گھر مین بیٹھ رہے اور فرماتے تھے اگر چالیس شخص بھی میری مدد کرتے تو مین اونسے
جہاد کرتا **خامسًا** جناب امیرؑ خطبۂ شقشقیہ مین (جو بتصریح علماے اہل سنت

بیان بعض از خطبۂ شقشقیہ

مثل ابن ابی الحدید اور صاحب مصباح الانوار اور صاحب نہایہ اور سبط ابن جوزی
وغیرہ کے کلام جناب امیر کو نقل فرما کر فرماتے ہیں وطفقت ارتای بین
ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیة عمیاء (الی ان قال) فرایت
ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی
اری تراثی نهبا یعنی میں نے سوچنا شروع کیا کہ آیا باوجود بے دستی و بے یاری وقلت
انصار وناپیدی مددگار کے ان لوگوں پر حملہ کروں اور جہاد کروں اور اپنے حق کو
لیلوں یا یہ کہ صبر کروں اس حال پر کہ دنیا میں کہ حق لوگوں کی نظروں سے
چھپا ہوا ہے پس بعد فکر کے میں نے دیکھا کہ صبر کرنا بہتر ہے اس سبب سے میں نے
صبر کیا حالانکہ آنکھ میری غبار آلودہ تھی اور حلق میرا افسردہ تھا یعنے میں نہایت
کوفت و رنج میں تھا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ میراث خلافت اور
باغ فدک لٹ رہا ہے اس کلام سے حضرت کے بخوبی ثابت ہوا کہ صبر کرنیکو حضرت نے
جہاد کرنے سے بہتر سمجھا کیونکہ باوجود قلت اعوان و انصار اگر حضرت جہاد کرتے
اور حق خلافت کے لینے میں کوشش کرتے تو بیشک تنہا سکو قتل کر کے لے سکتے تھے
اور یہ امر باعث اضمحلال دین اسلام کا ہوتا کیونکہ ابتدا زمانہ انتقال رسول خدا کا
تھا اگر جناب امیر دس پانچ آدمی کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے تو لوگ نفسانیت
اور طمع ریاست و حکومت پر محمول کرتے اور کفار دین اسلام پر استہزا کرتے
اور کہتے کہ یہ لوگ طالب ریاست و حکومت کے واسطے جہاد کرتے ہیں معلوم ہوا
کہ مذہب اسلام کوئی چیز نہیں تھا سب اسی کی تھی بلکہ یہ دین ان لوگوں نے فقط
واسطے تحصیل دنیا کے اختراع کیا تو پھر کوئی شخص دین اسلام کی طرف

رجوع نکرتا و نیز اگر حضرت جہاد کرتے تو ضرور تھا کہ ہزارون قتل ہوتے پس جو لوگ
مسلمان تھے اور اسلام کے نام لیوا تھے وہ بھی کم ہو جاتے کیونکہ زمانہ انتقال
پیغمبر خدا ص تک کما ینبغی اسلام کو ترقی نہین ہوئی تھی بلکہ کفار کہتے یہ کیسا مذہب ہے
کہ یہ لوگ خود ہی سبکو مسلمان کرتے ہین اور خود ہی مسلمانون کو قتل کرتے ہین پھر
کیونکر کوئی اسلام قبول کرتا انھین وجوہ سے حضرت نے صبر کو بہتر سمجھا اور اسکی
طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے فرایت ان الصبر علی ہاتا احجی یعنے
دیکھا مین نے کہ صبر کرنا اس مادہ مین بہتر ہے جہاد سے یہی وجہ ہے کہ چونکہ حضرت نے
اسوقت جہاد نکیا اور مسلمانون کا کشت و خون اس زمانہ مین نہوا تو دین
اسلام کو کسی طرحکا اضمحلال بھی نہوا بلکہ ترقی ہوئی جبکہ خلفاے ثلثہ خصوصاً
عمر کے زمانہ مین ملک و بلاد فتح ہوے تو بہت سے لوگ اسلام بھی لائے اور دین
محمدی کو اختیار کیا جسپر اہلسنت بڑا فخر کرتے ہین کہ شیخین کی وجہ سے کسقدر بلاد
فتح ہوے اور کسقدر لوگ مسلمان ہوے اور کتنا دین نبی نے رواج پایا سبحانہ
جہاد کی نسبت شیخین کیطرف کرنا تو بہت بے موقع معلوم ہوتا ہے انکا جہاد کرنا
اور ثابت قدم رہنا تو جنگ احد و خیبر و حنین کے فرار سے بخوبی ظاہر ہے اگر محض
فتح بلاد باعث فوز مراتب جلیلہ و فضائل جمیلہ کا ہو تو چاہیئے کہ یزید اور دوسرے
بادشاہان جور جنکے زمانہ مین فتح بلاد کفار ہوئی وہ بھی مستحق مراتب رفیعہ و فضائل
منیعہ کے ہون و اذ لیس فلیس پس دیکھو اور سمجھو کہ اسمین شیخین کے واسطے
کوئی فخر کی بات نہین ہے مال مفت جمع تھا لوگ تابع کثرت سے تھے بیٹھے بیٹھے
حکم دیدیا کہ فلان ملک پر چڑھائی کرو لشکر اسلام نے جب چڑھائی کی تو خدا نے

اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی جو مال غنیمت ہاتھ آیا کچھ آپ لیا باقی سب خلیفہ صاحب
کے یہان روانہ کیا ہمتوا ان حضرات کی جانفشانی سبب سمجھتے کہ خود بھی یہ لوگ
مثل پیغمبر خدا کے لڑائیون مین جا کر شریک رہا کرتے اور لڑتے اور تیغ زنی کرتے
وانیٰ لھم ذٰلک علاوہ اسکے صحیح بخاری مین ہے ان اللہ لیؤید ھذا الدین
بالرجل الفاجر یعنے رسولخدا نے فرمایا کہ حق تعالے تائید کرتا ہے اور قوت
دیتا ہے اس دین اسلام کو ہاتھ سے شخص فاجر کے اور احیاء العلوم مین
غزالی نے لکھا ہے قال النبی صلعم ان اللہ تعالیٰ لیؤید ھذا الدین باقوام
لاخلاق لھم یعنے رسولخدا نے فرمایا کہ حق تعالے تائید کرتا ہے اس دین اسلام
کی اون لوگونکے ہاتھ سے جنکو کوئی بہرہ خوبی سے نہین ہے اور عبد الرؤف مناوی
نے فیض القدیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہے جسکے متن کی عبارت یہ ہے ان
اللہ تعالیٰ لیؤید الاسلام برجال ما ھم اھلہ یعنے خداوند تعالیٰ تائید کرتا ہے
اسلام کی اون لوگونسے جو اہل دین مین سے نہین ہین تو جب فاسق و فاجر
بے بہرہ و بے دین کے ہاتھ سے بھی اس دین نبی کی تائید و ترقی ہوتی ہے تو
اسمین کونسے فخر کی بات ہے علاوہ اسکے جتنے اعمال خیر ہین اونپر اجر و ثواب
جب مترتب ہوتے ہین کہ جب ایمان درست ہوا ور شیعے ان لوگونکو اصل
ایمان ہی سے بے بہرہ جانتے ہین اور نیز چونکہ شیعے انکو غاصب حق خلافت
سمجھتے ہین پس انسے اگر اس قسم کے اعمال ہونگے بھی تو وہ بھی گناہ مین داخل
ہونگے جیسے کوئی شخص کسی کا مال لوٹ کے یا چوری کرکے مدرسہ یا مسجد بنوائے
یا فقراء و مساکین کو خیرات دے اور کھانا کھلائے سا دسا احتجاج طبرسی مین

ص ۱۱ کتاب الجہاد جابر بن عبد اللہ

وغیرہ الروایت بعض فیہ لفظ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر وقال الہیثمی رجالہ ثقات ... والاسلام ... والالف واللام ... فیض القدیر ...

ص ۹۵ چھاپہ طہران

مذکور ہی کہ جب جناب امیرؑ کو بعد جنگ نہروان کے یہ بات معلوم ہوئی کہ لوگ کہتے
ہین کہ علی بن ابیطالبؑ اگر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے تو ابوبکر و عمر سے کیون نہین
جہاد کیا جسطرح طلحہ و زبیر اور عائشہ سے جہاد کیا تو یہ سُنکر حضرت نے اون
لوگون سے فرمایا کہ مین نے اس جہاد نکرنے مین سات پیغمبرون کی متابعت کی
اوّل حضرت نوحؑ ہین کہ اونھون نے فرمایا ربّ انّی مغلوب فانتصر
پروردگارا مین مغلوب ہون تو مدد کر اگر یہ کہو کہ نوحؑ مغلوب نہ تھے تو
قرآن کی تکذیب ہوتی ہی اور اگر مغلوب تھے تو یہی عذر میرا بھی سمجھو دوسرے
حضرت ابراہیمؑ ہین کہ اونھون نے کہا و اعتزلکم و ما تدعون من
دون اللہ یعنے مین کنارہ کشی کرتا ہون تم لوگون سے اور اوس چیز سے
جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو سوا اللہ کے پس اگر تم سب یہ کہو کہ حضرت ابراہیمؑ
نے بغیر مجبوری باوجود قدرت کے کافرون سے کنارہ کیا پس یہ کلام کفر ہوگا اور
اگر کہو کہ بمجبوری کنارہ کشی کی پس اسی طرح مجھے بھی سمجھو تیسرے حضرت
لوطؑ ہین کہ اپنی قوم سے فرمایا لو انّ لی بکم قوۃ کاش مجھے تمھارے دفع کی
قوت ہوتی اگر یہ کہو کہ اونکو قوت تھی کافرون سے جہاد کرنیکی تو قرآن کی تکذیب
ہوتی ہی اور اگر کہو کہ البتہ اونکو قوت نہ تھی پس اسی طرح وصی پیغمبر کو بھی
سمجھو چوتھے حضرت یوسفؑ ہین کہ اونھون نے کہا ربّ السّجن احبّ
الیّ ممّا یدعوننی الیہ ای پروردگار میرے قیدخانہ بہتر ہی میرے نزدیک
اوس چیز سے جسکی طرف مجکو یہ سب عورتین بلاتی ہین پس اگر یہ کہو
کہ اونکو اون سبنے بلایا اوس چیز کی طرف جو بُری نہ تھی اور باعث عتاب

خدا نہ تھا تو یہ کلمہ کفر کا ہی کہ اِس سے تکذیب کلام خدا کی لازم آتی ہی اور اگر
یہ کہو کہ البتہ اون بیبی نے حضرت یوسفؑ سے ایسی بات کی خواہش کی جو باعث
غضب خدا کا تھا اس سبب سے حضرت یوسفؑ نے انکار کیا اور بمجبوری
زندان مین رہنا قبول کیا پس اسی طرح میرا عذر بھی سمجھو پانچوین حضرت
موسیٰ ہین کہ اونھون نے کہا ففررت منکم لما خفتکم یعنی بہاگا مین تم لوگون
جبکہ ڈرا مین تم سب سے اگر یہ کہو کہ موسیٰ نے بغیر خوف کے فرار کیا تو کافر
ہو جاؤگے اور اگر یہ کہو کہ بسبب خوف کے فرار کیا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو
چھٹے حضرت ہارونؑ ہین کہ اونھون نے کہا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی ای بھائی اِس قوم نے مجکو ضعیف
سمجھا اور قریب تھا کہ مجکو قتل کر ڈالین اگر یہ کہو کہ قوم نے اونکو ضعیف
نہین سمجھا پس کافر ہو جاؤگے اگر کہو البتہ ہارون وصی موسیٰ کو اونکی قوم نے
ضعیف سمجھا پس یہی عذر وصی پیغمبر کا بھی سمجھو ساتوین رسول خدا محمد مصطفیٰ صلعم
ہین کہ خوف سے کفار کے غار مین چھپے اگر یہ کہو کہ بیخوف کے چھپے تو کافر ہو جاؤگے
اگر کہو کہ بسبب خوف کے تھا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو یہ کلام معجز نظام
حضرت کا سُنکر سب لوگ وہانسے اوٹھے اور کہنے لگے البتہ حق آپکے ساتھ ہی
اور قول آپکا بہت درست ہی یہ جوابات ہین اِس شبہ کے فاحفظہا
وتلک عشرۃ کاملۃ اب رہا یہ قول ان لوگون کا کہ حضرت امیر خلفاے
ثلثہ کو جہان کہین اون لوگونکو نہ معلوم ہوتا تھا مسائل شرعیہ بتلایا کرتے
تھے اور اکثر امور مہمہ مین راے دیا کرتے تھے اگر خلیفہ رسولؐ اونکو نہ سمجھتے

جواب شبہ پنجم

تو کیون مسائل بتاتے اور کیون رائے دیتے اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر
نے بھی خلافت کو اون حضرات کی مان لیا تو اب ہم لوگونکو چون وچرا
کرنیکی جگہ نہین رہی جیسا کہ مولوی حمید الدین نے بھی لکھا ہی اسکے جواب
مین ہم کہتے ہین کہ جناب امیر کا ثلثہ کو مسائل شرعیہ تعلیم کرنا اور امور
مہمہ مین جہان اون حضرات کی عقل کام نکرتی ہو رائے دینا اسی سے
ظاہر ہی کہ یہ لوگ قابل خلافت کے نتھے باوجود اعلم وافقہ اور افضل کے
جو شخص جاہل ہو مسائل شرعیہ نہ جانتا ہو غلط مسئلے بتلایا کرتا ہو ایک
ایک عورت سے اور شراب خوار سے قائل ہو جایا کرتا ہو وہ کب خلیفۂ رسول
اور امام ہو سکتا ہی جناب امیر اسی واسطے تعلیم کیا کرتے تھے تاکہ لوگونپر
افضلیت وحقیت حضرت کی ثابت ہو اور اتمام حجت ہو جائے
اور نیز احکام شرع باوجود رہنے امام اصل کے معطل نہونے پائین اور
لوگ دین اسلام پر استہزا نہ کرنے پائین اور خلافت کا مان لینا تو جب ہوتا
کہ جناب امیر اس خلافت پر راضی ہوتے اور خوشی خوشی جاکر ابوبکر سے
بیعت کرتے حالانکہ دیکھنے سے کتب تواریخ اور احادیث کے معلوم
ہوتا ہی کہ ہرگز جناب امیر بیعت وخلافت ابوبکر بلکہ ثلاثہ پر راضی نتھے
اور ہر ایک کے سامنے حقیت اپنی خلافت کی بیان کی ہی چنانچہ عبد اللہ
بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین لکھا ہے

عدم رضائے جناب امیر بخلافت ثلثہ

فاخرجوا علیّاً ومضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان لم
افعل فمہ قالوا اذاً والذی لا الہ الا ہو نضرب عنقک قال

اذاً تقتلون عبد اللہ واخا رسول اللہ ﷺ قال عمر اما عبد اللہ فنعم
واما اخو رسولہ فلا وابوبکر ساکت لا یتکلم فقال لہ عمر الا تامر فیہ
بامرک فقال لا اکرھا علی شیٔ ما کانت فاطمۃ الی جنبہ فلحق
علی بقبر رسول اللہ ﷺ یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنے آخر کار لوگون نے علیؑ کو مکان سے
زبردستی باہر نکالا اور ابوبکر کے پاس لے آئے اور کہا بیعت کرو جناب امیرؑ
نے فرمایا اگر مین بیعت نہ کرون تو تم لوگ کیا کروگے اون سب نے کہا اگر
بیعت نہ کروگے تو قسم اوس خدا کی جو وحدہ لا شریک ہے تمھاری گردن مارینگے
تمکو قتل کر ڈالینگے حضرتؑ نے فرمایا تو تم ایک بندۂ خدا اور برادر رسولؐ کو
قتل کروگے عمر نے کہا تم بندۂ خدا تو البتہ ہو مگر برادر رسول نہین ہو اور یہ
سب کلام ابوبکر نے سنا مگر منھ سے کچھ نہ کہا عمر نے کہا چپکے کیا بیٹھے ہو انکے
بارے مین حکم کیون نہین دیتے (یعنے قتل کا) ابوبکر نے کہا چونکہ فاطمہؑ بیٹی
رسول کی انکی زوجیت مین ہے اس سبب سے مجھکو حکم دینے مین تامل ہوتا ہے
یہ سنکر جناب امیرؑ وہانسے چلے آئے اور قبر رسول خداؐ سے لپٹکر رونے لگے اور
نالہ و فریاد کرنے لگے اور فرماتے تھے ای بھائی اس قوم نے مجھکو ضعیف سمجھا
اور قریب ہی کہ یہ لوگ مجھکو قتل کرین اس روایت سے کالشمس فی رابعۃ
النہار ہویدا و آشکار ہوگیا کہ جناب امیرؑ خلافتِ ابوبکر پر راضی نہ تھے
کیونکہ جب حضرت نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا اور گھر مین بیٹھ رہے
تو لوگ اون حضرت کو زبردستی گھر مین سے نکالکر ابوبکر کے پاس بیعت کے

واسطے لیگئے اور قریب تھا کہ قتل کرڈالین اور کتاب کنز العمال مین ہی فلما
قعد ابوبکر علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیا فسال عنہ
فقام ناس من الانصار فاتوا بہ فقال ابن عم رسول اللہ وختنہ
اردت ان تشق عصا المسلمین یعنے ابوبکر نے منبر پر جاکر لوگونکی طرف
خیال کیا حضرت علیؑ کو اون لوگونمین نہ دیکھا پوچھا علی کہان ہین وہ کیون
نہ آئے پس چند شخص انصارمین سے اوٹھ کھڑے ہوے اور جاکر حضرت امیرؑ کو
لے آئے اوسوقت ابوبکر نے کہا ای برادر رسولؐ وای زوج بتولؑ تم چاہتے
ہو کہ گروہ مسلمین مین تفرقہ ڈالکر میری خلافت کو درہم وبرہم کرڈالو اس
روایت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیرؑ بیعت وخلافت ابوبکر سے
انکار کرکے گھرمین بیٹھ رہے مگر کچھ لوگ زبردستی حضرت کو پکڑکے لے آئے
اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ چاہتے تھے کہ خلافت ابوبکر کی
درہم وبرہم ہوجائے جیسا کہ قول حضرت صدیق کا اردت ان تشق
عصا المسلمین اسپر دلالت کرتا ہی اور صحیح مسلم مین ہی وکان لعلی من
الناس جھۃ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس
فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشھر یعنے
جبتک فاطمہؑ زندہ رہین اوسوقت تک علیؑ کے واسطے ایک رعب اور دبدبہ
تھا اور لوگونکی نظرونمین وقعت تھی جب سیدہ نے انتقال کیا تو اوسی
وقت سے لوگونکے رنگ بدل گئے اور جناب امیرؑ نے اپنی طرف سے سبکے
رُخ پھرے ہوے دیکھے پس مجبور ہوے ابوبکر سے مصالحہ وبیعت کرنے پر

ص کتاب الامارۃ
ص ۱۵۲ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

اور ابھی تک کہ چھ مہینے گذرے تھے بیعت نہین کی تھی اِس روایت سے بھی
رضامندی بیعت ابی بکر پر نہین ثابت ہوتی اسلئے کہ مصالحہ بعد لوگون کے
منحرف ہونیکے بمجبوری تھا بہرکیف بروایت شارح مقاصد جب حضرت نے
ابوبکر سے بیعت کی (اگرچہ مجبوراً ہو) تو بعد اسکے جب وہان سے اوٹھنے لگے
تو فرمایا بارک اللہ فیما ساءنی وسرکم لو خدا مبارک کرے تمکو جس سے
تم لوگ خوش ہوے مگر مجکو ناگوار ہوا اور میرا حق ضائع ہوا اس سے بھی
ظاہر ہوا کہ حضرت نے بمجبوری بیعت کی نہ برضا و رغبت اور جمال الدین ص ۳۳ جلد دوم چھاپہ لکھنو
محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی جمعے از اہل تواریخ آوردہ اند کہ
چون از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق از وجوہ مہاجر و اعیان
انصار مجمعے ساختہ فرستاد و علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ را بآن مجلس طلبید
وے اجابت فرمودہ دران مجمع حاضر شد و در محلے لائق خود بہ نشست واز
موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست کہ میخواہم کہ
چنانچہ سائر اصحاب با ابوبکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی علیؑ گفت من
ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید بشما حجت میگردانم
راست گوئید کہ بحضرت رسالتؐ کہ اقرب بود کیست عمر گفت ترا نگذاریم
تا بیعت نکنی علیؑ فرمود اول این سخن مرا جواب باصواب بگوئید بعد از ان
از من بیعت جوئید ابو عبیدہ گفت ای ابو الحسنؑ تو بواسطہ سبقت در
اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سید انام علیہ الصلوۃ والسلام سزاوار
حکومت و خلافتی ولیکن چون صحابہ بر ابوبکر اجماع و اتفاق نمودہ اند

مناسب انیست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق درآری علیؑ گفت ای ابو عبیدہ تو امین این امتے بقول رسول مختارؐ و مقتضاے امانت راستی است در گفتار و کردار سو ہیچ کہ حق سبحانہ تعالےٰ بخاندان نبوت کرامت فرمودہ در بندآن میباشید کہ بجاے دیگر نقل کنید مہبط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم ما ایم و بواسطۂ این امور خلافت را شائستہ و امارت را سزا ایم بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابو الحسنؑ اگر داعیۂ کہ توامروز ظاہر میکنی پیش ازین معلوم مردم شدی ہر آئینہ با تو مضائقہ و منازعہ نمیکردند و با تو بیعت می نمودند ولیکن چون در خانۂ خود نشستی و در اختلاط با مردم سستی ایشان را گمان این شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی و دفع اعتنای این امور از خود چارہ میکنی اکنون کہ جماعتے از مسلمانان کسے دیگر را قبول کردہ اند بہر پیشوائے از پے در می آئی و خود را طرز دیگر مینمائی علیؑ فرمود ای بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالمؐ را غسل ندادہ و تجہیز و تکفین وے نہ نمودہ و از دفن وے فراغت حاصل نکردہ دم در طلب خلافت و حکومت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت شدمی ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از انہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا درآمد و گفت ای ابو الحسنؑ مرا گمان این بود کہ ترا با من درین امر مضائقہ نباشد اگر مے دانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمیکردم اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق

بعدم اعتنای ظ

واقع ساختہ باشی واگر حالا توقف کنی وخواہی کہ درین امر تفکر وتامل نمائی ہیچ
جرمے بر تو نیست پس علی از مجلس برخواست ومتوجہ خانۂ خویش گشت اور ۱۹ تقدم جناب کو بھی
صاحب روضۃ الصفا نے بھی اسی طرح لکھا ہی اور بعد چند سطر کے لکھا ہی
در بعضے اقوال چنین آمدہ کہ حضرت امیرؑ در بیعت ابو بکر تاخیر وتوقف می نمود
صدیق با و مکتوبے نوشت مضمون آنکہ از ابی بکر خلیفۂ رسول خدا ام بجانب علی بن
ابیطالبؑ بدرستیکہ مسلمانان با من بیعت کردند وبامارت من راضی شدند
تو نیز بایشان موافقت نمائی امیر المومنین علیؑ در جواب نوشت کہ بمکتوبے
بمن نوشتہ بودی و درآن ذکر کردہ کہ مسلمانان با تو بیعت کردند وبحکومت
تو راضی شدہ اند وحالانکہ من پیش از ہمہ خلائق بدولت اسلام مشرف
شدہ ام وتصدیق رسول او کردہ ومن خدا را گواہی میخواہم کہ بخلافت تو
راضی نیستم آور مولوی وحید الدین خان نے حد تحقیق مین لکھا ہی ہفتم یہ کہ ۳۵۹
حضرت عمر ایک بڑے ہوشیار اور مزاجدار حضرت رسولخداؐ کے تھے کہ
جب حضرت رسولخداؐ نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی
تو حضرت عمر نے بتقاضائے مصلحت وقت اور مزاجداری اور خوش آمد
رسولؐ کے بے تکلف حضرت علیؑ کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد
اوسکے جب حضرت رسولؐ بیمار ہوئے تو اوسی وقت سے رنگ بدل گیا
اور وصیت تحریری کرنیمین خلل انداز ہوئے اور جب حضرت رسولؐ نے
انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علیؑ کو بلا بھیجا
اور دھمکایا کہ اِس مجلس سے نہین جانے پاؤگے جبتک کہ بیعت ابو بکر کی

نہین کروگے اور حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ اس دھمکی سے ہنین ڈرتے ہین اور جبتک جان باقی ہی طلب حق اپنا کرینگے تب حضرت ابوبکر نے بغیر بیعت لینے کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجا یہ زبردستی انتہے یہ حال ہی بیعت ابوبکر کا کہ حضرت امیرؑ کی نارضامندی خلافت ابی بکر پر ہر کتاب سے ہر عبارت سے ظاہر ہی اب رہی بیعت جناب امیرؑ کی عمر کے ساتھ پس ظاہر ہی کہ جب حضرت امیرؑ بیعت ابوبکر پر راضی نہ تھے تو بیعت عمر پر جو اوسپر متفرع ہی اور مصداق بناء فاسد علی الفاسد ہی کب راضی ہونگے علاوہ اسکے خلافت عمر کی تو بوصیت ابوبکر کے بمو داے هل جزآء الاحسان الا الاحسان کے قرار پائی پس کب جناب امیرؑ نے عمر کے ساتھ بیعت کی اب حال بیعت عثمان کا سنیے کہ جناب امیرؑ ہرگز خلافت عثمان پر راضی نہ تھے اور اوسکو باطل سمجھتے تھے جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی در بعضے از کتب تواریخ بنظر رسیدہ کہ چون عبدالرحمان بن عوف با امیرالمؤمنین عثمان بیعت نمود حضار مجلس با و دران امر موافقت کردند علی مرتضیؑ تاَمل وتعلل ورزیدہ فرمود سوگند میدہم شمارا ومیخواہم کہ با من راست گوئید کہ درمیان اصحاب رسولؐ ہیچ احدے ہست کہ آن سرور وقتیکہ سلسلہ عقد مواخات رامیان یاران خویش استحکام میداد با وعقد اخوت بستہ فرمودہ باشد انت اخی فی الدنیا والاخرۃ غیر از من جملہ حضار مجلس گفتند نے بعد ازان فرمود ہیچ کس درمیان شما ہست کہ حضرتؐ درشان او

عدم رضامندی جناب امیر از بیعت عمر

ص ۲۳۳ جلد دوم چھاپہ لکھنؤ

عدم رضامندی جناب امیر از خلافت عثمان

فرموده باشد من کنت مولاه فهذا علی مولاه غیر از من همه گفتند نی انگاه
فرمود هیچ احدی در میان شما هست که آن سرور یا فرموده انت منی بمنزلة
هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی غیر از من جمیع حضار از صحابه کبار
گفتند نے پس فرمود در میان شما هیچ مرد هست که امین وحی و هبیط امر و نهی او را
در سورهٔ براة مؤتمن داشته علیٰ الشان گردانیده باشد باین کلمهٔ کافیه و جملهٔ
وافیه لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی غیر از من زمرهٔ حضار با جمعهم
گفتند نے دیگر فرمود آیا نمیدانید که سید البشر و شفیع روز محشر بر جمله مهاجرین
و کل انصار مرا تعین فرموده برسم امیر سرایا بجانب یمن فرستاد و ایشان را
وصیت بانقیاد و متابعت امیر جیش نمود و بر من هرگز کسے را امیر نگردانید
طائفه حاضرین با جمعهم گفتند بلے همچنین بوده که میفرمائی دیگر گفت آیا میدانید
که معلم معلمه علمت علم الاولین والآخرین اعلا را اعلام علم من فرموده یاران را
اعلام کرد باین طریقه که انا مدینة العلم و علی بابها و بروایتے انا ص ۵۵۶ مشکوة چهاپه دهلی
دار الحکمة و علی بابها گفتند آرے میدانیم دیگر فرمود آیا نمیدانید که اصحاب
رسول مکرراً او را در مقام مخاطره با عدا گذاشته از معرکه محاربه فرار نمودند و من
هرگز در هیچ موطن مخوف از آن سرور تخلف نه نموده نفس خویش را وقایهٔ
نفس النفس و جنهٔ اقدس آنحضرت کردم گفتند بلے همچنین است باز فرموده
آیا نمیدانید که اول مردیکه قدم در دائره ایمان و اسلام در آورد منم همه گفتند
بلے میدانیم آنگاه فرمود کدام یک از ما اقرب است برسول از روے نسب
جمله گفتند مرتبهٔ اقربیت ترا ثابت و مسلم و قدم مزیت تو در راه قربت و قرابت

بآن سرور بنہایت راسخ و محکم است اِس سے ثابت ہوا کہ جناب امیر ہرگز خلافت
عثمان پر راضی نہ تھے بلکہ اوسکو ناحق جانتے تھے اور سبکے آگے حجت اپنی پیش
کرتے تھے اور تاریخ ابو الفدا مین ہی ثم جمع عبد الرحمٰن الناس بعد ان (ص ۱۷۴ ربع اول چھاپہ مصر)
اخرج نفسه عن الخلافة فدعا عليا فقال عليك عهد الله وميثاقه
لتعملن بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الخليفتين من بعده
فقال ارجو ان افعل واعمل مبلغ علمي وطاقتي ودعا بعثمان فقال (ص ۱۳ انتخاب الشہادتین ۱۲)
له مثل ما قال لعلي فعاهده على ذلك فرفع عبد الرحمٰن راسه
الى سقف المسجد ويده في يد عثمان وبايعه فقال علي ليس هذا
اول يوم تظاهرتم علينا فيه فصبر جميل والله المستعان على
ما تصفون یعنے بعد اسکے عبد الرحمن نے جب اپنے کو خلافت سے خارج کیا
تو لوگونکو جمع کیا اور حضرت علیؑ کو بلایا اور کہا تم اقرار کرو اور خدا سے عہد کرو
کہ ہم بموجب کتابِ خدا و سنت رسولؐ اور سیرۂ شیخین کے عمل کرینگے حضرت
علیؑ نے کہا ہمسے جہانتک ہوسکیگا بموجب علم و طاقت اپنے عمل کرینگے بعد اسکے
عبد الرحمن نے عثمان کو بلایا اور عثمان سے بھی وہی کہا جو حضرت امیرؑ سے
کہا تھا پس عثمان نے فوراً قبول کرلیا اور عہد کیا کہ ہم ویسا ہی کرینگے اوس وقت
عبد الرحمن نے سر اپنا مسجد کی چھت کیطرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا پکڑا
اور بیعت کی پس حضرت علیؑ نے یہ دیکھکر کہا یہ کچھ پہلا روز نہین ہی جو تم
لوگون نے آپسمین ملکر ہمپر اس خلافت کے بارےمین غلبہ کیا ہی خیر ہم صبر
کرتے ہین خدا ہمارا مدد کرنے والا ہی اور روضة الصفا مین بھی ہی عبد الرحمن (ص ۲۲۴ جلد دوم چھاپہ بمبئی)

روبجانب آسمان آورده گفت خدایا گواه باش که من قلادهٔ خلافت در گردن عثمان انداختم امیر المومنین علی گفت ای پسر عوف غرض تو ازین حرکت که کردی آن بود که مرجع خلق گردی این نه اول روز است که شما برمن غلبه کرده باشید فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون

اِس سے ظاہر ہوا کہ جناب امیرؑ تینوں خلافتوں کو ناحق سمجھتے تھے اور خود کو اوسکا مستحق جانتے تھے کہ حضرت نے فرمایا تم لوگوں نے کچھ آج ہی خلافت کو ہمسے نہین لے لیا بلکہ پیشتر ہی سے بزور و ظلم تم لوگوں نے ہمسے لے لیا اور حضرت نے اوپر صبر جمیل فرمایا **بہرکیف** جب بعد عثمان کے خلافت جناب امیرؑ کو ہوئی ہی تو حضرت نے کس شد و مد سے خطبہ پڑھا ہی کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ تینوں خلافتین باطل تھین چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہی وچون مبالغه از حد گذشت امیر المؤمنین علیؑ فرمود اگر با من بیعت میکنید بدانید که من از حد شرع تجاوز نخواهم کرد و میان و محابا از من واقع نخواهد شد و فصل امور بمشاورت جمهور خواهد بود و یکدرم از بیت المال برای خود صرف نکنم و میان شما ترجیح ننهم بلکه هر یک را بنظر مرحمت و عاطفت ملاحظه نمایم و احکام بین العباد موجب کتاب الله و مقتضای حدیث وسنت رسول الله امضا واجرا کنم آنگاه فرمود بمسجد روید که این امر بخفیه بمقطع نتوان رسانید پس بمسجد رفتند واول کسیکه با او بیعت کرد طلحه بود وبعد از وزبیر آن سعادت دریافت آنگاه اهل مصر بیکبار بعد از آن مهاجر وانصار واهل مدینه گروه گروه شرف بیعت با او دریافتند پس ص ۵ جلد ۳ چھاپہ لکھنو

امیر المومنین علی روز جمعہ بر سر منبر رسول اللہ بر آمد و خطبہ در غایت بلاغت و فصاحت انشا فرمود و گویند اول آن خطبہ این بود الحمد للہ علے احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ یعنے شکر خدا کا اوسکے احسان پر کہ حق نے اپنی جگہ پر رجوع کیا اور اپنے ٹھکانے پر پہونچ گیا ہم کہتے ہین جس شخص کے دلمین ذرا بھی انصاف ہوگا اور کچھ بھی عقل رکھتا ہوگا وہ اس کلام سے جناب امیر کے سمجھیگا کہ خلافت خلفاے ثلاثہ کی حق پر نہ تھی البتہ جب حضرت امیر خلیفہ ہوے تب خلافت اپنے مرکز پر پہونچ گئی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اور نیز جناب امیر نے خطبۂ شقشقیہ مین جو باقرار علما و محدثین اہلسنت مثل ابن ابی الحدید و سبط ابن جوزی و صاحب قاموس و صاحب نہایہ وغیرہ کلام جناب امیر ہی شکایت وظلم کو خلفاے ثلاثہ کے بشرح و بسط بیان کیا ہی حضرت فرماتے ہین اما واللہ لقد تقمصہا ابن ابی قحافۃ ایہا الناس آگاہ ہو قسم خدا کی ابو بکر نے پیراہن خلافت کو باوجودیکہ اوسکے بدن پر ٹھیک نہین آتا تھا مگر کھینچ کھانچ کے بتکلف پہن لیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی خلافت کا دار و مدار علی کے ساتھ ہی چونکہ یہ خطبہ طولانی ہی اس سبب سے ہمنے اس وجیزہ مین تمامہا لکھنا مناسب نہ سمجھا ومن شاء الاطلاع فلیرجع الیہ فے نہج البلاغۃ ہم حضرات اہلسنت کی سمجھ پر نہایت تعجب کرتے ہین کہ کسقدر اونکی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہی اور دیدۂ بصیرت پر جالا چھایا ہوا ہی نہ کچھ سوچتے ہین نہ دیکھتے ہین خواہ مخواہ انصاف کے گلے پر چھری پھیرتے ہین باوجودیکہ جناب امیر خلافت ثلاثہ کو باطل سمجھتے تھے اور برابر طلب حق

اپنا کرتے تھے اور بنص نبوی خلیفہ رسول بھی تھے اور بشہادت محدثین اہلسنت
سب سے اعلم اور افقہ اور افضل ترین خلائق بھی تھے اور بروایت ابن مسعود
پیغمبر خدا نے اپنی زندگی مین ابوبکر اور عمر کے خلیفہ ہونے سے انکار بھی کیا تھا
یہ لوگ ابوبکر اور عمر کو خلیفہ رسول کہے جاتے ہین اور جناب امیر کی خلافت کو
باطل ٹھہراتے ہین فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا حالانکہ
انکی کتابو نہین بلکہ صحاح مین موجود ہی کہ پیغمبر خدا نے جناب امیر کو اپنے بعد
خلیفہ بلا فصل مقرر کیا تھا صحیح ترمذی مین ہی جبکہ پیغمبر خدا کے پاس چند اصحاب نے
اگر جناب امیر کی شکایت کی تو پیغمبر خدا غضبناک ہوئے اور مکرر فرمایا تم لوگ
کیا علی کی شکایت کرتے ہو ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن
بعدی یعنی علی سے ہون اور علی مجھ سے ہی اور علی ہمارے بعد حاکم اور مالک
اور آقا ہر مؤمن کا ہی اور یہ روایت خصائص نسائی مین بھی ہی اب
خیال کرو کہ پیغمبر خدا نے ولایت جناب امیر کو اپنے بعد فرمایا ہی ابوبکر
وعمر وعثمان کے بعد نہین فرمایا ہی اور سید علی ہمدانی نے کہ علماے
اہلسنت سے ہی کتاب مودۃ القربی مین لکھا ہی قال دخلت علی رسول
اللہ ص وھو فی غمرات الموت فقلت یا رسول اللہ ص ھل اوصیت
قال یا سلمان اتدری من الاوصیاء قلت اللہ ورسولہ اعلم
قال آدم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ وکان وصی نوح
سام وکان افضل من ترکہ وکان وصی موسی یوشع وکان
افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان آصف بن برخیا وکان

افضل من ترکہ وکان وصی عیسے شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترک بعدہ وانی اوصیت الی علیؑ وھو افضل من اترک بعدی

یعنے سلمان فارسی سے منقول ہی وہ کہتے ہین وقت انتقال پیغمبر خدا ص کے مین حضرت کے پاس گیا اور مین نے کہا یارسول اللہ ص آپنے وصی اپنا کسی کو قرار دیا یا نہین حضرتؐ نے فرمایا ای سلمان تم پیغمبرونکے اوصیا کو جانتے ہو مین نے کہا خدا ورسول بہتر جانتے ہین فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے اور وہ سب اولاد آدم سے بعد آدمؑ کے افضل تھے اور وصی نوحؑ کے سامؑ تھے اور وہ افضل تھے بعد اونکے سب لوگونسے اور وصی موسیٰؑ کے یوشعؑ تھے اور وہ افضل تھے سب سے بعد موسیٰؑ کے اور وصی سلیمانؑ کے آصفؑ بن برخیا تھے اور وہ افضل تھے ہر ایک سے بعد اونکے اور وصی عیسیٰؑ کے شمعونؑ بن فرخیا تھے اور وہ سب مین افضل تھے بعد عیسیٰؑ کے اور مین نے اپنا وصی علیؑ کو کیا اور وہ افضل ہی ہر شخص سے بعد میرے اب ہم نہین سمجھتے کہ حضرات اہلسنت اس حدیث مین کیا تاویل کرینگے اس سے تو صریح خلیفۂ بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا پایا جاتا ہی از انجا کہ سُنّی کامل وہی شخص ہے جو اہلبیت رسول ص سے کسی قدر اگرچہ برابر تخم کنجشک کے ہو عداوت ضرور رکھے والا جناب امیرؑ کو خلفاے ثلثہ سے کم رتبہ وکم علم اور حقیر تو ضرور سمجھے اور جہان کہین فضیلت جناب امیرؑ اور رضا مین خلافت کو اون حضرت کے دیکھے تو ضرور اوسمین تاویل کرکے غلط کر دے اگرچہ مخالفت حکم خدا ورسول ص کی ہو جائے مگر خلافت ثلاثہ ہاتھ سے نہ جانے پاے ایسی

حالت مین بعید نہین ہی کہ اس حدیث مین بھی یہ لوگ کچھ نہ کچھ بات بنائین لیکن
نہایت تعجب کی بات ہی کہ جسکو پیغمبر خداؐ نے اپنا وصی اور افضل خلائق فرمایا
ہو وہ تو خلیفہ نہوا اور جو لوگ جھوٹے گنہگار دغاباز خائن ہون وہ خلیفہ رسول
ہوجائین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی قال فلما توفی رسول اللہؐ قال ابوبکر
انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب
ھذا میراث امراتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہؐ لا نورث
ما ترکنا صدقۃ فرایتماہ کاذبا اثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ
لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ
وولی ابی بکر فرایتمانی کاذبا اثما غادرا خائنا انتھی موضع الحاجۃ
یعنے عمر نے کہا جب رسولخداؐ نے انتقال فرمایا تو ابوبکر نے کہا مین خلیفہ رسول
اللہ ہون اوسوقت تم لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور تمنے ای عباسؓ میراث
اپنی اپنے بھتیجے کے مال سے طلب کی اور انھون نے (یعنے علیؑ نے) میراث
اپنی زوجہ کی جو اوسکے باپ سے اوسکو پہونچتی ہی طلب کی اوسوقت ابوبکر نے
جواب دیا کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہی ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑ
جائین وہ سب صدقہ ہی اوسوقت تم دونون نے ابوبکر کو جھوٹا گنہگار
بیوفا دغاباز خائن جانا اور خدا جانتا ہی کہ وہ سچے نیک سیدھے تابع حق
تھے بعد اوسکے جب ابوبکر مرے اور مین خلیفہ ہوا تو تم دونون نے مجکو بھی
اوسیطرح جھوٹا گنہگار بیوفا دغاباز خائن جانا الحمدللہ کہ بشہادت عمر کے
یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ ابوبکر اور عمر دونونکو جھوٹا گنہگار دغاباز

ص ۱۵۰ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

خائن جانتے تھے والا جناب امیرؑ اِس کہنے پر عمر کے انکار کرتے اور سکوت نہ فرماتے
بلکہ کہتے کہ مین تم دونونکو ایسا نہین سمجھتا ہون تم مجھپر کیون جھوٹی تہمت کرتے ہو
واضح ہو کہ یہ سب صفتین جو شیخین مین پائی گئین یہ سب علامت نفاق کی ہین
مشکوۃ مین لکھا ہی عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ص اربع من
کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت
فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان واذا حدث
کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ یعنے خلیفہ زادہ
عبد اللہ بن عمر سے منقول ہی کہ رسولخدا ص نے فرمایا جس شخص مین چار باتین ہون
وہ پکا منافق ہی اور جس شخص مین ایک بات ہوا وسمین ایک خصلت نفاق
کی پائی جائیگی جبتک کہ باز نہ آوے جب امین قرار دیا جاوے تو خیانت کرے
اور جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو بیوفائی کرے اور
جب کسی سے مخاصمہ کرے تو راہ فسق و فجور پر چلے یہ حدیث متفق علیہ ہی ہم
کہتے ہین اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو شخص خائن اور کاذب اور
غادر ہو وہ منافق ہی شاید یہی وجہ ہی کہ حضرت عمر حذیفہ سے (جو صاحب
اسرار رسولخدا کے تھے اور پیغمبر خدا نے نام سب منافقین کے اونکو بتا دیے
تھے) اکثر پوچھا کرتے تھے ای حذیفہ ہمکو تو پیغمبر خدا ص نے منافقین مین سے نہین
کہا ہی جیسا کہ احیاء العلوم مین غزالی نے لکھا ہی ولقد کان عمر یبالغ فی
تفتیش قلبہ حتی کان یسئل حذیفۃ انہ ھل یعلم بہ من اثار
النفاق شیئا اذ کان حذیفۃ قد خصہ رسول اللہ ص بعلم المنافقین

ص ۹ چھاپہ دہلی [illegible]

ص ۸۸ فی بیان فضیلۃ الخوف والترغیب فیہ من کتاب الخوف والرجاء ربع [illegible] جلد چہارم [illegible]

یعنے عمر کو اپنے دلکا حال دریافت کرنیکے واسطے بہت کد رہا کرتی تھی یہانتک کہ حذیفہ سے اکثر پوچھا کرتے تھے ای حذیفہ ہم مین بھی علامت نفاق کی تم پاتے ہو اور حذیفہ سے پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ اونکو پیغمبر خداؐ نے منافقونکے نام اور علامات سب بتلا دیے تھے اب اہلسنت کو چاہیے کہ پیروی منافقین کاذبین آثمین غادرین خائنین کی چھوڑ دین اور شیعیان علی بن ابیطالبؑ اور دوستداران اہلبیت طاہرین مین داخل ہون اگر یہ کہین کہ ہم لوگ بھی علیؑ سے محبت رکھتے ہین پس یہ قول ان لوگونکا محض لسانی ہی اور اس دعوے مین اپنے یہ لوگ ہرگز سچے نہین ہین کیونکہ محب کامل وہی ہی جو دوست کے دشمنون سے دشمنی اور دوستون سے دوستی رکھے نہ یہ کہ اوسکو بھی دوست رکھے اور اوسکے دشمنونکو بھی دوست رکھے ایسی دوستی کب معتبر ہی مثلاً اگر کوئی شخص نمرود اور فرعون اور شداد کی خدائی کا بھی قائل ہوا اور اللہ تعالے کی الوہیت کا بھی اعتقاد رکھتا ہو وہ کبھی اپنے اعتقاد مین کامل نہوگا اور یہ عقیدہ اوسکا بکار آمد نہوگا جبتک کہ آلہہ باطلہ سے برائت نکرے چنانچہ کلمہ لا الہ الا اللہ اسپر شاہد عادل ہی کہ اول اوسکا تبرا ہی کل آلہہ سے اور آخر اوسکا تولی ہی اللہ واحد سے پس یہی دو جزو ایمان کے ہین (یعنے تبرا اور تولی) اور اسی طرح اگر کوئی شخص مسیلمہ کذاب کی نبوت کا بھی قائل ہوا اور خاتم النبیینؐ کی پیغمبری کا بھی معتقد ہو وہ ہرگز اپنے دعوے مین سچا نہین ہی اور یہ اعتقاد اوسکا محض باطل ہوگا پس اسی طرح اگر کوئی شخص دشمنان جناب امیرؑ کی خلافت کا بھی قائل ہوا اور

بیان اینکہ محبت علی بدون
برائت از دشمنانش مفید نیست

اونکو دوست رکھے اور جناب امیرؑ کی دوستی کا بھی دعوی کرے وہ ہرگز
اپنے دعوے مین سچا نہین ہی اور نہ یہ عقیدہ اوسکا بروز قیامت کچھ نفع بخشیگا

تو بتاریکی علیؑ را دیدہ	زین سبب غیرے برو بگزیدہ

در اثبات امامت

مسلک ہفتم اثبات مین امامت اور خلافت باقی امامونکے

جاننا چاہیے کہ بعد رسولخدا صلعم کے بعد د نقباء بنی اسرائیل بارہ امام اونکے
خلیفہ اور حجت خدا اور پیشواے خلق اور ہادی امت ہین اور انھین کے
ساتھ پیغمبرؐ نے تمسک کرنیکا حکم دیا ہی **پہلے** امام امیر المومنین علی علیہ السلام
دوسرے امام حسن علیہ السلام **تیسرے** امام حسین علیہ السلام **چوتھے**
امام زین العابدین علیہ السلام **پانچوین** امام محمد باقر علیہ السلام
چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام **ساتوین** امام موسی کاظم علیہ
السلام **آٹھوین** امام علی رضا علیہ السلام **نوین** امام محمد تقی علیہ السلام
دسوین امام علی نقی علیہ السلام **گیارھوین** امام حسن عسکری علیہ السلام
بارھوین امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام اور دلیل اِن حضرات
کے امام اور خلیفہ بحق ہونیکی علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعۂ اثنا عشریہ
کثرہم اللہ فی البریہ کی کئی طرح سے ہی **اول** صحیح بخاری مین ہی عن جابر
بن سمرۃ قال سمعت النبیؐ یقول اثنا عشر امیرا فقال کلمۃ
لم اسمعھا فقال ابی انہ قال کلھم من قریش جابر بن سمرہ سے
منقول ہی وہ کہتا ہی سُنا مین نے کہ رسولخدا نے فرمایا میرے بعد بارہ
امیر ہونگے بعد اِسکے حضرتؐ نے ایسا کلمہ فرمایا جسکو مین نے نہ سُنا میرے

اسماے متبرکہ دوازدہ امام

دلیل اول

ص ۱۰۷۲ جلد دوم چھاپہ میرٹھ

باب نے کہا کہ حضرت ص نے فرمایا کل قریش سے ہونگے اور بعض روایات مین اثنا عشر خلیفۃ کا لفظ واقع ہی یعنے حضرت نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے دوسرے باتفاق فریقین حضرت نے فرمایا مین تم لوگو نمین دو چیز چھوڑکے جاتا ہون ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیت ہین جبتک انکا دامن پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہوگے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ص نے جو اہلبیت ع کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا تو اون لوگونکو چاہیے کہ معصوم ہون کیونکہ اگر وہ معصوم نہون تو ممکن ہی کہ اونسے گناہ وقوع مین آوے پس اگر ہم اوس گناہ مین اونکی اطاعت وپیروی کرین تو یہ خلاف مرضی خدا ورسول ص کے ہوگا اور اگر اونکی اطاعت نکرین تو بھی خلاف حکم رسول ص کے ہوگا اور تفصیل کا قائل ہونا دعوائے بلا دلیل ہی کیونکہ یہ حدیث مطلق ہی پیغمبر ص نے یہ نہین کہا ہی کہ جو انکے ساتھ نیک کام مین تمسک کریگا وہ گمراہ نہوگا اور باتفاق فریقین یہ بات ثابت ہی کہ بعد حضرت رسول ص کے سوائے ان بارھون بزرگوار کے جو اہلبیت رسول ص سے ہین کوئی شخص تمام عمر گناہو نسے پاک ومنزہ نہین ہی پس یہی امام ہونگے اور خلفائے ثلاثہ سنیان پہلے کافر تھے پرابریت پوجا کیے شراب پیا کیے ایسے لوگ کب قابل امامت (جو کہ تالی مرتبۂ نبوت ہی) ہو سکتے ہین۔ تیسرے ان حضرات معصومین سے موافق دعوے کے معجزات ظہور مین آئے کہ جنکا ثبوت شیعونکے یہان متواتر ہی بلکہ اہلسنت نے بھی انکے معجزات کا اقرار کیا ہی جیسا کہ ابن طلحہ نے مطالب السؤل مین اور ابن صباغ نے فصول مہمہ مین اور ملا جامی نے شواہد النبوۃ مین لکھا ہی پس یہ دلیل ہی انکے امام بحق ہونیکی

صحیح مسلم ص ۱۱۹ جلد دوم کتاب الامارۃ

صواعق محرقہ ص ۸۹ اخرج الترمذی عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ ص انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما ۱۲

چوتھے یہ کہ ان اماموںکے زمانہ سے آجتک کتنے لوگ ان حضرات کے مخالف و معاند گذرے ہین جیسا کہ بنی امیہ وعباسیہ کے زمانہ مین جو لوگ انسے اتحاد وارتباط رکھتے تھے اونکو قتل کر ڈالتے تھے گھر بار لوٹ لیتے تھے یہانتک کہ اون ملاعین نے کل اماموںکو کسی کو تیغ ظلم سے کسی کو زہر دغا سے شہید کیا ایک حضرت صاحب العصر رہگئے جنکو خدا نے (بسبب اسکے کہ دنیا حجت خدا سے خالی نرہے) دشمنونکی نظروںسے پوشیدہ کر دیا اور ابتک یہ حال ہی کہ بہت سے اہل اسلام انکی امامت کے قائل نہین ہین باانیہمہ کسی نے ان حضرات مین کسی قسم کا عیب نہ لگایا کسی کی مجال نہوئی کہ انمین قدح وجرح کرسکے انکی عدالت مین نقص لگا سکے پس اسکو منجملۂ معجزات ان حضرات کے سمجھنا چاہیے کہ انکے مراتب کو خدا نے دوست ودشمن سب پر ظاہر کر دیا کہ کوئی شخص انکے حق مین کوئی تہمت نہین لگا سکتا۔

مسلک ہشتم بیان مین اثبات وجود امام دوازدہم کے

جاننا چاہیے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ صلوات اللہ المنان بارھوین امام ہین اور بنا بر مشہور شنہ دو سو پچپن ہجری مین شعبان کی پندرھوین شبکو پیدا ہوے اور زندہ ہین مگر نظر بمصالح چند لوگونکی نظروں سے پوشیدہ ہین اور اون حضرت کا امام اور خلیفہ بحق ہونا اہلسنت کی کتابوں سے بھی ثابت ہے مسند ابی داؤد و ترمذی مین ابن مسعود سے منقول ہی قال رسول اللہ لولم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعم ذلک الیوم حتے یبعث فیہ رجلا من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی یملأ الارض

درا ثبات وجود امام دوازدہم

ص ۲۳۲
ص ۳۷۱ چھاپہ نولکشور باب ماجاء فی المہدی
یملک العرب رجل

قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یعنے فرمایا رسولخداؐ نے اگر ایام دنیا سے
نہ باقی رہے مگر ایک روز تو حق تعالے اوس روز کو بڑھا دیگا یہانتک کہ مبعوث ہو
اوس روز ایک شخص میرے اہلبیت مین سے کہ نام اوسکا موافق ہوگا میرے
نام کے وہ شخص بھر دیگا زمین کو عدل وانصاف سے جسطرح کہ بھر گئی ہوگی ظلم
وجور سے اس قسم کی بہت سی حدیثین علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعہ کے
اہلسنت کی کتابون مین موجود ہین جن سے یقین حضرت صاحب الزمانؑ
کی امامت کا ہوتا ہی مگر فرق اسقدر ہی کہ اہلسنت کہتے ہین کہ مہدی موعود
اب پیدا ہونگے حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ وہ حضرتؑ پیدا ہو چکے جیساکہ جامی نے
شواہد النبوۃ مین اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی
اور ابھی تک زندہ وباقی ہین مگر بمصالح چند خدا نے خلائق کی نظرون سے
الیٰ یوم الوقت المعلوم اونکو پوشیدہ رکھا ہی اور دلیل حضرتؑ کے
موجود ہونیکی کئی طرح سے ہی **اوّل** یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہی
کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات
میتۃ جاھلیۃ جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافرونکی
موت مرتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ مین امام کا ہونا ضرور ہی کوئی
زمانہ امام سے خالی نہین ہو سکتا کیونکہ زمانہ کو حضرت نے اوس شخص کیطرف
مضاف فرمایا ہی اس سے ظاہر ہوا کہ ہر شخص کے زمانہ مین امام کا موجود
ہونا ضرور ہی اور یہ بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ حضرت صاحب الزمانؑ
کے وجود کے قائل ہون دوسرے اس بات کو ہم مسلک اوّل میز

صہ ۱۱۰ شرح عقائد نسفی چھاپہ لکھنؤ

ثابت کرچکے ہین کہ امام کو چاہیے کہ منصوص ہو یعنے رسولؐ یا امام اوسکی امامت پر نص کرے بتصریح اپنی زندگی مین لوگونسے کہدے کہ یہ ہمارے بعد امام ہوگا پس اگر حضرت صاحب العصرؑ اب پیدا ہون تو چاہیے کہ اونکے واسطے (چونکہ نبی اور امام سب انتقال کرچکے) کوئی نص نہو واللازم باطل فالملزوم مثلہ بعض اہلسنت اعتراض کرتے ہین کہ ایسا امام جو نظرون سے غائب ہو اوسکے ہونے سے کیا فائدہ دوسرے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ کوئی شخص اتنی مدت تک ہزارون برس زندہ رہے جواب پہلے شبہ کا یہ ہی کہ یہ بات ثابت ہی کہ پیغمبر خداصؐ نے فرمایا جو جو باتین امم سابقہ مین واقع ہوئین اوسیطرح اس امت مین بھی واقع ہونگی پس یہ ظاہر ہی کہ حضرت ابراہیمؑ ایک زمانہ دراز تک خوف نمرود سے غار مین رہے اور وہین پرورش پائی اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے بھی مخفی ولادت پائی اور جب فرعون کے خوف سے بھاگے تو سالہا سال حوالی مصر مین مخفی رہے اسی طرح پیغمبرؐ آخر الزمان ابتدا مین بہت دنون تک خوف کفار سے شعب ابیطالبؑ مین مستور رہے اور جب مکہ سے ہجرت کی تو کئی روز تک غار مین پوشیدہ رہے پس اس استتار مین انبیاؑ کے اوتنے روز تک کیا فائدہ ہوا جو فائدہ وہان سمجھوگے ویسا ہی یہان بھی سمجھو یہ بات ظاہر ہی کہ جسطرح اون انبیا کو خدانے بسبب سرکشی اکثر عباد کے اونکی نظرون سے پوشیدہ رکھا جب مصلحت ہوئی تو ظاہر کیا اسی طرح امام آخر الزمانؑ کو بھی بسبب ظلم وعدوان خلائق بے ایمان کے خدانے لوگون کی نظرون سے پوشیدہ کیا

جواب شیعہ از اہل سنت نے بعض نے بھی عذر شبہ

جب مصلحت ہوگی تو ظاہر کریگا اور حضرت کے پوشیدہ رہنے مین بھی ایسا فائدہ
ہی جسطرح آفتاب کے ابر مین رہنے سے خلائق کو نفع پہونچے اور تاکہ زمین پر
حجت خدا کے قدم کی برکت سے اوگونکو امن و امان رہے مؤمنین انتظار
مین ثواب پائین جیساکہ احادیث مین موجود ہی باینہمہ اکثر ایسا ہوا ہی
کہ حضرت کے وجود ذیجود سے لوگونکو نفع پہونچا ہی جب کسی مشکل مین پڑے
ہین تو حضرت ع نے آکر مدد کی ہی چنانچہ کتاب بحار الانوار مین منقول ہی کہ ایک
زمانہ مین ایک شخص سُنّی نہایت متعصب بحرین کا حاکم و بادشاہ ہوا اور
وزیر اوسکا اوس سے بھی زیادہ تر متعصب و ناصبی تھا اور اہل بحرین سے
چونکہ وہ سب شیعیان اہلبیت اطہار سے تھے نہایت عداوت رکھتا تھا
اور ہر دم فکر مین اونکی ایذا رسانی کے رہا کرتا تھا یہانتک کہ ایک روز وہ
وزیر بادشاہ کے پاس گیا اور اپنے ساتھ ایک انار لیتا گیا اور بادشاہ کو
دیا بادشاہ نے جب اوس انار کو دیکھا تو اوسپر یہ نقش تھا لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و علے خلفاء رسول اللہ
جب اوس حاکم نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ نقش خودبخود انار پر ہوا
ہی کسی آدمی نے نہین بنایا ہی یہ دیکھکر وہ نہایت خوش ہوا اور وزیر سے
کہا یہ دلیل مذہب روافض کے باطل کرنے کے واسطے نہایت قوی ہی اب
اہل بحرین کے باب مین تیری کیا راے ہی وزیر نے کہا یہ لوگ نہایت متعصب
ہین خلفاے ثلاثہ کو بُرا کہتے ہین اونکی خلافت سے انکار کرتے ہین ضروری
کہ یہ انار اونکو دکھلایا جاے اگر وہ ہمارا مذہب اختیار کرین فہو المراد نہین تو

تین باتون سے ایک بات اختیار کرین یا ایسا ہی کوئی انار وہ بھی اپنی حقیقت
مین لائین یا جزیہ دین یا وہ قتل کیے جائین اور عورتین اونکی قید کیجائین
بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور علما اور سادات بحرین کو بلا بھیجا اور
وہ انار دکھایا اور کہا اب تمکو لازم ہی کہ تم لوگ اِسکا جواب دو یا جزیہ دینا
قبول کرو یا اپنا قتل ہونا گوارا کرو یہ سنکر وہ لوگ بہت گھبراے چہرے
اونکے متغیر ہوگئے خوف سے کانپنے لگے آخر جو لوگ اونمین سن رسیدہ تھے
اونھون نے حاکم سے کہا ہمین تین دن کی مہلت ملے اگر اس عرصہ مین
ہمسے جواب ہو سکا تو بہتر ہی نہین تو آپکو اختیار ہی غرض اوسنے قبول کیا
اور وہ لوگ نہایت متردد و پریشان اپنے گھر آئے اور آپسمین مشورہ
کرکے دس شخصونکو جو نہایت عابد و زاہد تھے تجویز کیا بعد اسکے اونمین سے
بھی تین آدمیونکو جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور طاعت گذار تھے چُنا
اور ایک شخص سے کہا تم صحرا مین جاکر عبادت جناب باری اور گریہ وزاری
اور استغاثہ و بیقراری مین مشغول ہوا ور دعا کرو کہ خدا تمھاری فریاد
کو پہونچے اور امام دوجہان حجۃ اللہ فی الدوران صاحب العصر والزمان ؑ
کو ظاہر کرے کہ وہ کوئی تدبیر ایسی بتائین جس سے ہم سبکو اس بلا سے
نجات ہو غرض وہ صحرا مین گئے اور تمام شب بتضرع وزاری جناب
باری مین مشغول عبادت رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے یہانتک کہ
صبح ہوگئی بے نیل مقصود او س صحرا سے واپس آے دوسرے روز
اون لوگون نے دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی تمام شب مشغول عبادت

نام پوچھے اونھون نے یکے بعد دیگرے سبکے نام بیان کیے اوسنے کہا تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ مین تمسے بیعت کرون مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود نہین ہی اور محمد مصطفےٰ اوسکے رسول ہین اور علی مرتضیٰ اونحضرت کے خلیفہ بلافصل ہین غرض وہ بادشاہ شیعۂ کامل اور دوستداران اہلبیت مین شامل ہوگیا بعد اسکے حکم دیا کہ وزیر کو قتل کرین اور اہل بحرین سے معذرت کی اور اونکی نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگا اس قسم سے بہت سے مقامات ایسے ہوے ہین جہان حضرت ظاہر ہوے ہین اور مومنین کی مدد کی ہی اون کو مسائل تعلیم کیے ہین بعد اسکے پھر نظرونسے غائب ہوگئے ہین اب رہا جواب دوسرے شبہ کا پس نہایت تعجب کی بات ہی کہ یہ لوگ قائل ہین کہ صلحا مین سے حضرت خضرؑ اور ادریسؑ اور الیاسؑ اور عیسےٰؑ یہ سب زندہ ہین اور اشقیا مین سے دجّال اور ابلیس ابتک دونون موجود ہین اور حضرت نوحؑ کی عمر اڑھائی ہزار برس کی تھی اور لقمان بن عاد کی عمر تین ہزار برس کی تھی ان لوگون کی اسقدر زندگانی کرنے پر یہ لوگ تعجب نہین کرتے اور ایک شخص جو کہ ذریت پیغمبر آخر الزمانؐ مین سے ہی اوسکی اسقدر زندگانی کرنے پر تعجب کرتے ہین اِنّ هٰذا الشَّیءُ عجاب۔

مسلک نہم بیان مین رجعت کے جاننا چاہیے کہ رجعت کا بھی اقرار کرنا منجملہ ضروریات مذہب کے ہی اور مراد رجعت سے یہ ہی کہ قبل قیامت کے حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ مین کچھ لوگ جو بالکل نیک ہین اور کچھ لوگ جو بالکل بد ہین وہ زندہ ہونگے نیک تو اسواسطے کہ اپنے اماموں کے دیکھنے سے

خوشش ہون آنکھین اونکی روشن ہون اپنی نیکیونکی جزا دنیا مین بھی پا دین اور بدا سواسطے کہ اہلبیتؑ کی شان و شوکت کو جسکے مٹانے کے درپے رہا کرتے تھے مشاہدہ کرین دِل اونکا غمگین ہوا پنی بُرائیونکی سزا دنیا مین بھی دیکھ لین اور رجعت کا ہونا اجماعیات اور متواترات سے ہی اسکا انکار کرنا باعث خروج مذہب تشیع سے ہی اور اس رجعت کا استبعاد کرنا محض نادانی ہی کیونکہ امم سابقہ مین بھی ایسا ہوا ہی کہ بہت سے لوگ بعد مرنیکے پھر زندہ ہوے ہین اور مدت تک زندہ رہے ہین بعد اسکے اون سبنے انتقال کیا ہی خدا فرماتا ہی فقال لهم الله موتوا ثمّ احیاهم یعنے جو لوگ وبا کے ڈر سے گھر چھوڑکر بھاگ گئے تو اونسے خدا نے کہا تم سب مرجاؤ پس وہ لوگ مرگئے بعد ایک مدت کے دعا سے حزقیل پیغمبرکی وہ سب زندہ ہوے پھر اپنی اپنی موت سے مرے اسی طرح حضرت عُزیر کو خدا نے بعد مرنیکے پھر زندہ کیا اور ایک مدت تک وہ زندہ رہے بعد اسکے انتقال کیا اسی طرح حضرت موسیٰ نے جب اپنی قوم کے کہنے سے رویت خدا کا سوال کیا تو تجلیٔ نور کے سبب سے وہ سب ہلاک ہوگئے پھر جب موسیٰ نے دعا کی تو وہ لوگ زندہ ہوے اور دنیا مین رہے بعد اسکے اپنی اپنی موت سے مرے اور اسی طرح بہت سے مُردونکو حضرت عیسیٰ نے زندہ کیا اور وہ سب بہت دنون تک دنیا مین رہے بعد اسکے انتقال کیا پس اگر اس امت مین بھی ایسا ہو کہ بعد مرنیکے کچھ لوگ زندہ ہون تو کون سے تعجب کی جگہ ہی حالانکہ پیغمبر خداؐ نے فرما دیا ہی کہ جو جو باتین امم سابقہ مین ہوئین

لطیفہ

وہ سب باتین ہماری امت مین بھی ہونگی مگر حضرات اہلسنت اِس رجعت کا انکار کرتے ہین چنانچہ ابوحنیفہ نے ایک روز مؤمن طاق سے (جو کہ اصحاب امام جعفر صادقؑ سے تھے) بطور استہزا کے کہا تم لوگ قائل رجعت کے ہو پس ہمکو اسوقت رجعت کے وعدہ پر کچھ روپیہ دو جب ہم رجعت مین زندہ ہونگے تو تم ہمسے اپنا روپیہ لینا مومن طاق نے کہا یہ سچ ہی مگر حدیث مین یہ بھی ہی کہ بہت سے لوگ کتے اور سور اور بندر وغیرہ کی شکل پر مبعوث ہونگے کیا معلوم تو کس شکل مین ہوگا ہم تجکو کیونکر پہچانینگے اپنا روپیہ کیونکر وصول کرینگے۔ اور حالات مین رجعت کے حدیث مفضل نہایت مفصل ہی اوسمین اکثر حالات رجعت کے بتفصیل امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہین منجملہ اوسکے یہ ہی کہ مفضل نے پوچھا یا مولا بعد اسکے حضرت صاحب الامرؑ کہان جائینگے فرمایا بعد اسکے مدینہ جائینگے وہان اونسے وہ امر ظاہر ہوگا جو باعث مومنونکی خوشی کا اور سبب کافرونکی ذلت کا ہوگا مفضل نے پوچھا وہ کیا امر ہی فرمایا جب صاحب العصرؑ پیغمبر خداؐ کی قبر مطہر کے پاس پہونچینگے تو کہینگے یہ قبر تو ہمارے جد بزرگوار رسول مختارؐ کی ہی وہ سب کہینگے ہان پھر صاحب العصرؑ کہینگے یہ سب کون ہین جو ہمکو رسولؐ مین دفن ہوے وہ لوگ کہینگے یہ دونون صحابی رسول کے ابوبکر وعمر ہین صاحب العصرؑ مصلحتاً پوچھینگے کون ابوبکر اور کون عمر ان سبکو یہان کیون دفن کیا شاید کوئی دوسرا ہوگا وہ سب کہینگے ای مہدی آل محمدؐ سواے ابوبکر وعمر کے کوئی دوسرا دفن نہین ہی ان لوگونکو اسواسطے

یہان دفن کیا کہ یہ خلیفہ اور سسرے رسول کے تھے صاحب العصرؑ کہینگے
اگر تم مین سے کوئی انکو دیکھے تو پہچان سکتا ہی وہ سب کہینگے البتہ اونکے
حلیہ سے ہم پہچان سکتے ہین اوسوقت صاحب العصرؑ کہینگے اچھا دونونکو
قبرونسے باہر نکالو وہ دونون اوسی صورت اصلی سے تر و تازہ قبرونسے
باہر نکلینگے تب حکم کرینگے کہ کفن کو ان سیکے اوتارلو بعد اسکے اون دونونکو
ایک درخت خشک پر لٹکا وینگے بس واسطے امتحان خلق کے وہ درخت
ہرا ہوجائیگا پتے نکل آئینگے جو لوگ انکی محبت کا دم بھرتے ہین وہ بہت
خوش ہونگے غرض جو لوگ کچھ بھی انسے محبت رکھتے ہونگے وہ سب اِس
ماجرائے عجیب کے دیکھنے کو وہان موجود ہوجائینگے تب صاحب الامرؑ
کیطرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ جو لوگ انکے دوست ہین وہ سب
ایک جگہ علٰحدہ کھڑے ہون بس اوسوقت دو قسم کے لوگ ہوجائینگے
ایک وہ جو اونکے دوست ہین دوسرے وہ جو اونکو بُرا کہتے ہین اونکے
دوستونسے صاحب الامرؑ کہینگے تم لوگ ان سے تبرّا کرو اور انکی محبت
اپنے دلونسے نکال ڈالو نہین تو عذاب خدا مین مبتلا ہوگے وہ سب کہینگے
واہ یہ کیونکر ہوسکتا ہی جبکہ ہمنے انکی کوئی بات نہین دیکھی تھی اوسوقت
تو انکی محبت سے ہاتھ نہ اوٹھایا ابتو ایسی کرامت بھی انسے دیکھ چکے اب
کیونکر انسے بیزاری کرسکتے ہین بلکہ آپسے ہم لوگ علٰحدہ ہین اور اونسے بیزار
ہین جنھون نے اِس خواری و ذلت کے ساتھ ان لوگونکو قبرون سے
باہر نکالا اوسوقت حضرت حکم کرینگے ایک آندھی سیاہ چلیگی کہ وہ سب

دوستداران شیخین ہلاک ہوجائینگے

سبیل پنجم معاد مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور چودہ مسلک اور ایک خاتمہ ہی شعبہ معنی معاد مین معاد کے معنے لغت مین عود کے یا مکان عود یا زمان عود کے ہین اور اصطلاح مین عود کرنا روح کا ہی طرف جسم کے یا عود کرنا حیات کا تاکہ دنیا مین جو اعمال نیک یا بد کیے ہین اونکی جزا پاوے نیک لوگ جنت مین جاوین بدلوگ جہنم مین سزا پاوین۔

مسلک اول اثبات معاد مین جاننا چاہیے کہ معاد کا بھی اقرار کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہی اور اوسکا انکار کرنا کفر ہی اسی سبب سے سب اہل اسلام بلکہ کل اہل ملل اس معاد کے قائل ہین مگر بعض حکماء فلسفین بعض شبہات مین پڑکر اس معاد جسمانی کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین جو چیز معدوم ہوگئی اوسکا پھر اعادہ ہونا محال ہی حالانکہ کوئی دلیل اور برہان اسپر قائم نہین ہی اور جو شبہات کیے ہین وہ سب مخدوش ہین جیسا کہ کتب مبسوطہ مین مذکور ہی یہ نہین سمجھتے کہ جو خلاق عالم ایسا قادر ہی کہ عدم بحت سے وجود مین لایا وہی قادر حکیم ہی اگر بعد معدوم ہونیکے پھر موجود کردے تو کونسے تعجب کی جگہ ہی علاوہ اسکے ممکن ہی کہ اجزائے اصلیہ اوس میت کے موجود ہون اور خداوند دانائے جزئیات عالم السر والخفیات اون سبکو جمع کرے اور حیات بخشے وھو علے کل شئ قدیر آور دلیل معاد کے ہونیکی دو طرح سے ہی عقلی ونقلی

دلیل عقلی یہ ہی کہ خدا وند حکیم نے اس دنیا کو دار تکلیف و مشقت و مزرعۂ آخرت بنایا ہی اور اس بات کو ہم بحث عدل مین لکھ چکے ہین کہ خدا نے جو اپنے بندونکو تکلیف دی تو اسکا عوض بھی خدا کو دینا ضرور ہی کیونکہ اگر اس مشقت و تکلیف کا عوض نہ ملے تو اس سے خدا کا ظلم لازم آتا ہی حالانکہ خدا عادل ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہین پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہی بلکہ خود بندونکو پہونچتا ہی اور ظاہر ہی کہ اس نفع سے نفع دنیا مراد نہین ہی کیونکہ یہ لذات دنیا جو کہ مخلوط ساتھ انواع مصائب و آلام روحانی و جسمانی کے ہین در حقیقت نفع نہین ہین قطع نظر اسکے بہت سے کفار دشمن پروردگار ایسے ہین جو کبھی نیک کام نہین کرتے باانیہمہ تمام عمر عیش و عشرت آرام و لذت کے ساتھ بسر کرتے ہین کبھی اونکو تکلیف نہین ہوتی اور بہت سے مؤمنین مخلصین ایسے ہین جو کبھی خلاف حکم خدا نہین کرتے باانیہمہ تمام عمر رنج و تکلیف مین فقر و فاقہ مین بسر کرتے ہین کسی قسم کی راحت اونکو نہین ملتی اس سے معلوم ہوا کہ دنیا دار الجزا نہین ہی دار العمل ہی اور دار الجزا کوئی دوسرا مکان ہی کہ وہان ہر شخص اپنے اعمال کا عوض پاوے اور وہ بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ انسان بعد مرنیکے پھر زندہ ہو اسی کو معاد کہتے ہین

اور **دلیلین نقلی** بہت سی ہین یہانپر ہم ایک ہی آیت پر اکتفا کرتے ہین خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من یحیی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاءها

؎ مشقت متناہی و قلیل باشد و مدت نعمت و راحت غیر متناہی ۱۲

اوّل مرّۃ وھو بکل خلق علیم مفسرین نے سبب نزول اس آیہ کا یہ لکھا ہی
کہ اُبی بن خلف ایک ہڈی بوسیدہ پیغمبر خدا ص کے پاس کہین سے آیا
اور ہاتھ پر رکھکر اوسکو مل ڈالا کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگئی پھر کہنے لگا ای محمدؐ
تم اسی کو کہتے ہو کہ خدا قیامت مین زندہ کریگا حضرتؐ نے فرمایا البتہ بلکہ
خدا تجکو بھی زندہ کریگا اور جہنم مین ڈالدیگا او سوقت یہ آیت نازل ہوئی
جسکے معنے یہ ہین کہ ہمارے واسطے وہ شخص ضرب المثل لایا اور اپنی خلقت
کو بھولگیا کہنے لگا اس ہڈی کو جو بوسیدہ ہی کون زندہ کرسکتا ہی کہ ای
رسول زندہ کریگا اوسکو وہ جسنے پیدا کیا اوسکو پہلی مرتبہ اور وہ ہر شئی
مخلوق کو جانتا ہی۔

مسلک دوم اس بات کا یقین کرنا چاہیے کہ جتنی چیزین دنیا مین
زندہ ہین اون سبکے واسطے سوائے ذات خدا کے موت ضرور ہے
کل من علیھا فان ویبقے وجہ ربک ذوالجلال والاکرام حدیث
مین یعقوب احمر سے منقول ہی وہ کہتا ہی مین امام جعفر صادقؑ کی خدمت
مین گیا کہ اونکے فرزند اسمٰعیل کی تعزیت دون حضرت نے اسمٰعیل کے
حق مین دعا کی پھر فرمایا خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو جو باعث ایجاد
خلق تھے خبر دی انک میت وانھم میتون تو بھی مریگا اور یہ سب
بھی مرینگے اور فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت جتنے لوگ ہین سب
موت کا مزہ چکھینگے بعد اسکے حضرتؐ نے فرمایا قیامت مین اہل زمین
سبکے سب مرجائینگے کوئی باقی نرہیگا بعد اسکے اہل آسمان مرینگے سوائے

ملک الموت اور حاملانِ عرش اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے کوئی نہ رہیگا
اوسوقت ملک الموت کہینگے خداوندا اب سواے میرے اور حاملانِ
عرش کے اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے کوئی باقی نہین ہی حکم ہوگا کہ جبرئیلؑ
اور میکائیلؑ سے کہ تم سب بہی مرجاؤ ملائکہ کہینگے بارالہا یہ دونون تیرے
برگزیدہ وامین ہین حکم ہوگا ہمنے سبکے واسطے موت کو مقرر کیا ہی پس وہ
دونون بہی مرجائینگے تب ملک الموت کہینگے خداوندا اب سواے میرے
اور حاملان عرش کے کوئی باقی نہین ہی حکم ہوگا حاملان عرش بہی
مرجائین جب وہ سب بہی مرجائینگے تو اوسوقت ملک الموت خائف
وترسان آکر کہڑے ہونگے پس حکم ہوگا ای ملک الموت تو بہی مرجا جب
وہ بہی مرجائینگے اوسوقت خداوند جبار ندا کریگا کہان ہین آج وہ لوگ
جو دعوی خدائی کا کرتے تہے کہان ہین وہ لوگ جو ہمارا شریک دوسرے کو
قرار دیتے تہے اب بتلائین کہ یہ ملک کسکے واسطے ہی پہر فرمائیگا یہ سب اوسی
خدا کے واسطے ہی جو واحد و قہار ہی لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

حکایت شہرستانی نے ملل ونحل مین اور مورخین ومحدثین اہلسنت نے
اپنی کتابون مین لکہا ہی کہ جب رسولخدا نے انتقال فرمایا تو عمر نے کہا
پیغمبرؐ نے انتقال نہین کیا ہی بلکہ مثل عیسیؑ کے زندہ آسمان پر چلے گئے ہین
جو شخص کہیگا کہ پیغمبرؐ نے انتقال کیا ہی تو مین اوسکی گردن مارونگا آخر
ابوبکر نے سمجہایا اور کہا تو نہین جانتا کہ خدا فرماتا ہی انک میت
وانہم میتون اوسوقت عمر نے کہا مین نے تو یہ آیت آجتک سنی ہی نہ تہی

تشریف آوری رسولخداؐ وائمہ ہدیٰ وقت احتضار

مسلک سوم اِس بات کا بھی اقرار کرنا چاہیے کہ وقت احتضار دوستدار ائمہ جانکندنی کے جناب رسولخداؐ اور ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام تشریف لاتے ہین مومنونکو بہشت کی بشارت دیتے ہین کافرون اور مخالفونکو عذاب دوزخ سے ڈراتے ہین اور یہ بات مذہب امامیہ مین باحادیث مستفیضہ ومتواترہ طریقۂ اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہی حدیث مین ہی کہ جب زبان محتضر کی بند ہوتی ہی تو رسولخداؐ اور علی مرتضےٰ تشریف لاتے ہین پیغمبر خداؐ داہنی طرف اور امیر المومنینؑ بائین طرف بیٹھتے ہین حضرت رسولؐ اوس شخص سے کہتے ہین کہ جسکا تو امیدوار تھا وہ تیرے سامنے ہی اور جس سے تو خائف تھا اوس سے بخوف ہوا پس بہشت کے دروازیکو کھولدیتے ہین اور اوس سے کہتے ہین دیکھ یہ تیری جگہ ہی اگر تو چاہے تو پھر دنیا مین تجکو پھیر دین وہ شخص کہتا ہی اب مجکو دنیا مین جانیکا کچھ کام نہین ہی بعد اسکے رنگ اوسکا سفید ہوجاتا ہی پیشانی پر اوسکی پسینہ آنے لگتا ہی لب اوسکے کھنچ جاتے ہین ناک اوسکی دراز ہوجاتی ہی آنکھونسے اوسکی آنسو جاری ہوتے ہین جب جان اوسکے بدن سے نکلجاتی ہی تو پھر دنیا مین جانیکو اوس سے کہتے ہین وہ قبول نہین کرتا اور روح برابر اوسکے ساتھ ساتھ رہتی ہی یہانتک کہ غسل دیتے ہین اور کفن کرتے ہین اور تابوت مین رکھتے ہین جب اوسکو لے چلتے ہین تو روح بھی آگے آگے چلتی ہی اور مومنونکی روحین اوسکے استقبال کے واسطے آتی ہین اور اوسپر سلام کرتی ہین اور بہشت کی بشارت دیتی ہین۔

در احوال برزخ

مسلک چہارم احوال مین عالم برزخ کے برزخ اوس زمانہ کو
کہتے ہین جو مرنے سے قیامت تک ہی اور سوال وضغطہ و فشار قبر یہ سب اسی
زمانہ مین بدن سے متعلق ہوتے ہین اور باقی امور زمانہ برزخ کے روح سے
متعلق ہوتے ہین حدیث مین ہے کہ روحین مومنین کی اکثر اپنے اہل

آمدن ارواح برای دیدن اہل و عیال خود

وعیال کے دیکھنے کو آتی ہین اور جس چیز کو دوست رکھتی ہین اوسکو ملاحظہ
کرتی ہین اور جس چیز سے کراہت رکھتی ہین وہ اونکے دیکھنے مین نہین آتی
اور کافر کی روح بھی اپنے اہل وعیال کو دیکھنے آتی ہی جس چیز کو نہین چاہتی
وہ اوسکے دیکھنے مین آتی ہی اور جس چیز کو چاہتی ہی وہ اوسکے دیکھنے مین نہین آتی
غرض بعض روحین ہر جمعہ کو آتی ہین اور بعض کم آتی ہین جیسے جسکے اعمال
ہون آور ایک حدیث مین ہی کہ بعض ارواح ہر سال اور بعض ہر مہینے
اور بعض ہر ہفتہ مین اور بعض تیسرے روز اور بعض ہر روز جیسا جسکا مرتبہ
ہو اپنے اہل وعیال کے دیکھنے کو آتی ہی اور عزیز و اقارب کو دیکھتی ہی
اگر اونکو خیر وخوبی مین پاتی ہی تو خوش ہوتی ہی اگر گناہ و پریشانی مین

سوال قبر

دیکھتی ہی تو غمگین ہوتی ہی اور اسکا بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ سوال قبر حق ہی
اور مشہور اکثر متکلمین کے نزدیک یہ ہی کہ سوال قبر عام نہین ہی بلکہ مخصوص
اوسی سے سوال ہوگا جو مومن کامل یا کافر محض ہی اور جو لوگ مستضعف
یا مجنون یا اطفال ہین اونسے سوال نہین ہوگا اسی طرح اوس میت سے
بھی سوال نہو گا جس میت کے واسطے تلقین پڑھی گئی ہو جیسا کہ حدیث مین ہی
کہ جب میت کو قبر مین تلقین کرتے ہین تو فرشتے آپسمین کہتے ہین آؤ پھر چلین

آمدن منکر و نکیر در قبر و سوال کردن

جو عقیدہ نیک اسکا تھا وہ تو معلوم ہو چکا اسکو تعلیم کر چکے اور حدیث مین ہی کہ جب مُردیکو دفن کر چکتے ہین تو اوسکی قبر مین دو فرشتے منکر و نکیر آتے ہین کہ آوازین اونکی مثل رعد کے اور آنکھین اونکی مثل برق کے ہین اور بال اونکے زمین پر لٹکتے ہین وہ اوس مردیکو کمر تک زندہ کرتے ہین اور پوچھتے ہین بتا پروردگار تیرا کون ہی اور دین تیرا کیا ہی اگر مؤمن ہی تو کہتا ہی اللہ پروردگار میرا ہی اور اسلام دین میرا ہی اور قرآن کتاب میری ہی اور کعبہ قبلہ میرا ہی بعد اسکے پیغمبر اور امام کا سوال کرتے ہین جب سبکا جواب ٹھیک دیتا ہی تو وہ فرشتے اوس سے کہتے ہین ؎

سُو تو آرام سے نہ کہ کچھ بات		جیسے سویا تھا اپنے بیاہ کی رات

اور اوسکی قبر کو کشادہ کر دیتے ہین قبر اوسکی نورانی ہو جاتی ہی اور ایک دروازہ بہشت کا اوسکے سامنے کھولدیتے ہین جہانتک اوسکی نظر کام کرے اور اوس سے خوشبو پہونچا کرتی ہی نسیم بہشت آیا کرتی ہی اور اگر وہ میت کافر ہی تو جب وہ دونون فرشتے اوس سے اِن سب باتونکو پوچھتے ہین تو کہتا ہی مین نہین جانتا پس ایک دروازہ جہنم کا اوسکے واسطے کھولدیتے ہین کہ ہمیشہ اوس سے حرارت جہنم پہونچا کرتی ہی

در علامات قیامت حقیقت یاجوج و ماجوج

مسلک پنجم بیان مین بعض علامات قیامت کے پہلے خروج کرنا یاجوج اور ماجوج کا ہی مفسرین نے حذیفہ سے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے فرمایا یاجوج ایک گروہ ہی اور ماجوج بھی ایک گروہ ہی ہر ایک چار سو طائفے ہین اور ایک شخص انمین کا نہین مرتا ہی جبتک ہزار اولاد ذکور اپنے

صلعم

صاحب سے نہ دیکھے اور انکی تین قسمین ہین ایک قسم کے لوگ تو مثل درخت کے
بلند ہین اور ایک قسم کے لوگ ایسے ہین جو طول اور عرض مین برابر ہین اور یہ لوگ
ایسے ہین کہ کوئی پہاڑ یا لوہا انکے سامنے نہین ٹھہر سکتا اور ایک قسم کے وہ لوگ
ہین جنکے کان بہت بڑے ہین کہ ایک کان کو بچھاتے ہین اور دوسرے
کان کو اوڑھتے ہین اور جس جانور کے پاس گذرتے ہین جیسے ہاتھی اور اونٹ
اور سور وغیرہ اوسکو کھا لیتے ہین بلکہ انمین سے جب کوئی مرتا ہی تو اوسکو بھی
وہ لوگ کھا جاتے ہین دوسرے ظاہر ہونا دابۃ الارض کا ہی اکثر احادیث
مین وارد ہوا ہی کہ مراد دابۃ الارض سے جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین
کہ قریب قیامت کے ظاہر ہونگے اور اونکے ساتھ عصاے موسیٰ اور انگشتر
سلیمانؑ ہوگی عصا کو مومن کی دونون آنکھونکے درمیان مین مارینگے
اوسپر نقش ہو جائیگا ھٰذا مؤمن حقّا اور انگوٹھی سے کافر کی دونون
آنکھونکے درمیان مین مارینگے کہ اوسپر لکھ جائیگا ھٰذا کافر حقّا اور بعض
حدیث مین ہی کہ اوس عصا کو پیشانی پر مومن کی مارینگے پس ایک سفیدی
مثل ستارے کے ظاہر ہوگی کہ تمام چہرہ اوسکا نورانی ہو جائیگا اور انگوٹھی سے
کافر کی ناک پر مارینگے کہ سیاہ ہو جائیگی اور تمام چہرہ اوسکا کالا ہو جائیگا
تیسرے آفتاب مغرب سے طلوع کریگا چوتھے مشرق کی جانب سے
دھوان بلند ہوگا حق تعالےٰ فرماتا ہی یوم تاتی السماءُ بدخان مبین
اور وہ دھوان مشرق سے لیکر مغرب تک تمام بھر جائیگا اور چالیس روز تک رہیگا مومنین کے
لیے مثل زکام کے ہوگا اور کافرونکے لیے مثل صاحب نشہ کے اور وہ دھوان اونکے دماغ سے اور کان سے

دھوعدا ندابتہ الارض

اور پیچھے سے نکلیگا۔

مسلک ششم بیان مین نفخ صور اور فنائے اشیاء کے

جاننا چاہیے کہ نفخ صور آیات و حدیث سے ثابت ہی خدا وند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا یعنے اوس روز کہ جب صور پھونکا جائیگا تو تم لوگ آؤگے اپنی قبرون سے محشر مین فوج فوج بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ جناب رسولخدا سے معاذ بن جبل نے پوچھا یا حضرت افواجا سے کیا مراد ہی فرمایا اے معاذ تو نے بڑے امر عظیم کا سوال کیا یہ فرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا میری امت کے لوگ دس قسم سے محشور ہونگے کچھ تو بندر کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہین جو چغلخوری کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ سور کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہین جو حرام کھاتے ہین اور کسب حرام کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ منھ کے بل محشور ہونگے اور فرشتے اونکو دوزخ کی طرف کھینچتے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو سود کھایا کرتے ہین اور کچھ لوگ اندھے محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو حکم مین جور و ظلم کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ بہرے اور گونگے محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو اپنے اعمال پر غرور کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ اسطرح محشور ہونگے کہ اپنی زبان کو چباتے ہونگے اور وہ زبان اونکے سینون تک لٹکتی ہوگی اور اونکے منھ سے پیپ جاری ہوگی کہ اہل محشر اوس سے پناہ مانگینگے اور یہ وہ لوگ ہین جو عالم ہین مگر قول اونکا خلاف اونکے عمل کے ہوتا ہی اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے ہاتھ اور پاؤن کٹے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو اپنے

نفخ صور

ہمسایہ کو اذیت پہونچایا کرتے ہین اور کچھ لوگ آگ کی سولی پر دار کشیدہ محشور ہونگے
اور یہ وہ لوگ ہین جو بادشاہ ہونگے یہان لوگونکی بدگوئی کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ
ایسے محشور ہونگے جنکے بدنسے مثل مردار کے بدبو آئیگی اور یہ وہ لوگ ہین جو بموجب
شہوات نفسانی اپنے عمل کیا کرتے ہین اور حق خدا کہ مثل زکوۃ وغیرہ کے نہین
دیتے ہین اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے جبّے سر سے پیر تک قطران کے ہونگے
اور بدنسے ملے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو تکبر کیا کرتے ہین اور حدیث مین ہی
کہ خدانے اسرافیل کو ایک صور بہت بڑا حوالہ کیا ہی کہ ایک سرا اوسکا
مشرق مین پہونچتا ہی اور دوسرا مغرب مین اور جب سے پیدا ہوے ہین
اوس بوق کو منھ مین لیے برابر منتظر حکم خدا کے ہین کہ جب اوسکا حکم ہو تو صور
پہونکین منقول ہی کہ دو شخص کپڑا نکالکر خرید و فروخت کرتے ہونگے اور ابھی
کپڑے کو تہ نکیا ہوگا کہ قیامت ہو جائیگی اور کسی نے لقمہ اوٹھایا ہوگا ابھی منھ
تک نہ پہونچا ہوگا کہ مرجائیگا اسقدر مہلت نہ ملیگی کہ اپنے گھر پھر کر آئے یا کچھ وصیت
کرے جب پہلی مرتبہ صور پہونکا جائیگا (جسکو نفخہ کہتے ہین) تو جتنے ذیحیات
زمین اور آسمان مین ہین وہ سب مرجائینگے الا من شاء اللہ جب دوسری
مرتبہ پہونکا جائیگا (جسکو نفخہ کہتے ہین) تو وہ سب زندہ ہو جائینگے اور
حیران کھڑے ہو کر دیکھینگے کہ اب انکے ساتھ کیا ہوتا ہی جیسا کہ حق تعالے
فرماتا ہی ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض
الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون اور
امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ خدا حکم کریگا اسرافیل کو

۵۴ القطران یا پکیس از انم الاربل فتیح نیلی و الابل ایلی و دایس بدخشاں فیروزہ افتاد ۲۰ب

کہ دنیا مین جاؤ پس وہ صور لیکر آوینگے اور صور مین ایک سر اور دو شاخین
ہین کہ درمیان اون دونون شاخونکے مثل آسمان اور زمین کے فاصلہ ہی
جب ملائکہ اسرافیل کو دیکھینگے کہ صور لیے جاتے ہین تو کہینگے معلوم ہوتا ہی
کہ خدانے اہل زمین اور اہل آسمان کے مرنیکا حکم دیا ہی جب اسرافیل زمین پر
آئینگے تو بیت المقدس مین جائینگے اور منہ کعبہ کیطرف کرینگے جب اہل زمین
اسرافیل کو دیکھینگے تو کہینگے معلوم ہوتا ہی کہ خدانے اہل زمین کے مرنیکا حکم
دیا ہی غرض اسرافیل اوس شاخ سے جو زمین کیطرف ہی صور پھونکین گے
پس اوس سے ایسی آواز نکلیگی کہ زمین پر جتنے ذی روح ہین سب مرجائینگے
اور اسی طرح اوس سرے سے جو آسمان کیطرف ہی جب صور پھونکین گے
تو ایسی آواز نکلیگی کہ سب اہل آسمان ذی روح سوائے اسرافیلؑ کے
ہلاک ہوجائینگے اوسوقت اسرافیل کو حکم ہوگا تم بھی مرجاؤ پس وہ بھی
مرجائینگے اور اسی کیفیت پر باقی رہیگا جبتک کہ خدا چاہے

مسلک ہفتم بیان مین حشر وحوش کے خداوند عادل فرماتا ہی

واذا الوحوش حشرت اِس بات پر سبکا اتفاق ہی کہ قیامت مین
سب جانور بھی محشور ہونگے تاکہ وہ مصیبت و رنج جو دنیا مین اونکو پہونچا ہی
جیسے بیمار ہونا اور مرنا اور ذبح ہونا اور مثل اِن سبکے اوسکی جزا پاوین جس
حیوان کو کسی حیوان سے اذیت پہونچی ہو جیسے شاخدار نے حیوان بے شاخ کو
مارا ہوا اوسکا قصاص لے بعد اِسکے خدا کو اختیار ہی کہ بعض کو بہشت مین
لیجائے اور بعض کو فنا کردے اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا تم لوگ

حشر وحوش

ابن بابویہ

در احوال مجانین و اطفال

قربانی کو اچھی طرح کیا کرو کہ صراط پر جانیکے واسطے وہ تمہاری سواریان ہونگی

مسلک ہشتم بیان مین احوال مجانین و اطفال کے

حدیث مین ہے کہ مومنین کے لڑکونکو رب العالمین حضرت ابراہیمؑ اور سارہؑ کے سپرد کرتا ہے کہ وہ اونکی پرورش کرتے ہین اور ایک درخت سے (جو بہشت کے ایک قصر مروارید مین ہی اور اوسمین پستان مثل گائے کے پستانونکے بنے ہوئے ہین) دودھ پلایا کرتے ہین جب لڑکے کے مُنھ سے نکل جاتا ہی تو پھر اوسکے مُنھ مین لگا دیتے ہین جب روز قیامت ہوگا تو اون اطفال کو لباسہاے پاکیزہ پہنا کر خوشبو لگا کر اونکے باپکو دیدینگے اور بعض حدیث مین ہی کہ شیعونکے لڑکونکو حضرت فاطمہؑ پرورش کرتی ہین جب قیامت ہوگی تو اونکے باپکو تحفہ دینگی وہ سب اپنے باپکے ساتھ بہشت مین رہا کرینگے اور کفار کے لڑکونمین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین وہ سب بھی مثل اپنے باپکے جہنم مین جائینگے اور بعضونکا قول ہی کہ سب بہشت مین جائینگے اور بعضون نے لکھا ہی کہ اعراف مین رہینگے اور بعضون نے کہا ہی کہ خدا بموجب اپنے علم کے عمل کریگا جنکو جانتا ہی کہ اگر یہ زندہ رہتے تو سعید ہوتے وہ تو بہشت مین جائینگے اور جنکو جانتا ہی کہ اگر یہ زندہ رہتے تو شقی ہوتے وہ جہنم مین جائینگے اور بعض حدیث مین ہی کہ جب روز قیامت ہوگا تو خداوند عالم آگ روشن کریگا اور لڑکونکو اور مجنونونکو اور گونگے کو اور ابلہ اور مستضعف کو اور اوس شخص کو جو زمانہ فترت مین ہوا اور اوسپر حق ظاہر نہوا (مثل زمانہ جاہلیت کے) حکم کریگا اس آگ مین چلے جاؤ جو شخص چلا جائیگا اوسپر وہ آگ سرد ہوجائیگی اور جو لوگ تامل کرینگے

وہ کہینگے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم دیدہ و دانستہ آگ مین کود پڑین اوسوقت خدا اونسے فرمائیگا جب ہمنے بلا واسطہ ایک امر کے واسطے تمسے کہا تو تمنے اوسکو قبول نکیا اگر بواسطہ کسیکے ہمارا حکم تم تک پہونچتا تو اوسکو کب مانتے آخرالامر وہ سب جہنم مین جائینگے۔

مسلک نہم بیان مین میزان وحساب ومواخذہ رب الارباب کے

جاننا چاہیے کہ میزان کا ہونا حق ہی حق تعالے فرماتا ہی والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم بما کانوا بآیاتنا یظلمون یعنے وزن بروز قیامت حق ہی پس جس کسی کا پلہ نیکی کا بھاری ہوگا وہ لوگ رستگار ہین اور جس کسی کا پلہ ہلکا ہوگا پس وہ لوگ وہ ہین جو ہمارے آیات اور احکام کو نہین مانتے تھے اور اپنے نفسو پر ظلم کرتے تھے اور اوسکو ضایع کرتے تھے اور وزن مین اعمال کے اختلاف ہی کہ اس سے کیا مراد ہی بعضون نے کہا ہی کہ اعمال مجسم ہوکر تولے جائینگے اور بعضون نے کہا ہی کہ صحیفۂ اعمال تولے جائینگے اور مثل اسکے اور بھی اقوال ہین جنکا لکھنا خالی طوالت سے نہین ہی اعتقاد اجمالی کافی ہی حدیث مین ہی جب روز قیامت ہوگا تو دو بندۂ مومن ایک فقیر اور ایک امیر کو حساب کے واسطے کھڑا کرینگے اوسوقت فقیر کہیگا پروردگارا مجکو کسواسطے روک رکھا ہی تو خوب جانتا ہی کہ تونے مجکو کوئی حکومت اور ریاست نہین دی تھی جسکے سبب سے مین کسی پر ظلم کرتا یا عدالت کرتا اور نہ بہت زر و مال تونے مجکو دیا تھا جو مین نے

تیری زکوۃ نذی تیری راہ مین خرچ نکیا یا بیجا صرف کیا اسی قدر تو نے مجکو
دیا جس سے مین اپنی زندگی بسر کرتا رہا اپنی جان کی حفاظت کرتا رہا اوسوقت
خداوند جلیل فرمائیگا یہ بندہ میرا سچ کہتا ہی چھوڑ دو اسکو کہ بہشت مین جائے
آور وہ مالدار اوسی طرح برابر حساب کے واسطے کھڑا رہیگا اسقدر پسینہ
اوس سے جاری ہوگا کہ اگر چالیس اونٹ پئین تو اونکے واسطے کافی ہو
بعد اس خرابی کے بہشت مین جائیگا وہ فقیر اوس سے پوچھیگا اتنی دیر تجکو
کیون ہوئی وہ کہیگا حساب دیتے دیتے برا حال ہوا برابر ایک قصور کے
بعد دوسرا قصور ظاہر ہوتا تھا آخر خدا نے اپنی رحمت سے بخشدیا پھر وہ
امیر اوس سے پوچھیگا تو کون ہی وہ کہیگا مین وہی فقیر ہون جو تیرے ساتھ
عرصۂ محشر مین کھڑا کیا گیا تھا آور اسی طرح جب مومن گنہگار اور شیعیانِ
اہلبیت اطہار کو قیامت کے روز مقام حساب مین لاکر کھڑا کرینگے تو خداوند
کریم خود متوجہ حساب ہوگا اور ایک ایک گناہ پر اوسکے اوسکو آگاہ کرتا
جائیگا بندہ کہتا جائیگا ہان ای ستار العیوب یہ گناہ مجھ سے ہوا ہی پس
خدا اون گناہونکو کسی پر ظاہر نکریگا نہ کسی پیغمبر پر نہ کسی فرشتہ پر بلکہ بعض
گناہ کو اوسکے اوس شخص پر بھی ظاہر نکریگا تا باعث اوسکی زیادتی ندامت کا
نہو بعد اسکے کاتبانِ اعمال کو حکم کریگا کہ اسکے گناہونکو محو کرکے نیکیونسے اوسکو
اور سب پر ظاہر کرو جب لوگ دیکھینگے تو کہینگے اللہ اللہ یہ ایسا بندہ ہی
جسنے ایک گناہ بھی نہین کیا پس حکم ہوگا اسکو داخل بہشت کرو اور یہی
معنے ہین قول خدا کے فاولئك یبدل اللہ سیئاتہم حسنات

بیان آمرزیدن غفور الرحیم
بیان عوض سیئات با حسنات

وکان اللہ غفوراً رحیماً اور حدیث مین جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب روز قیامت ہوگا تو لوگ اپنی قبرون سے پابرہنہ عریان بدن بے ریش دبے عیب نکلینگے اور ایک عقبۂ محشر مین یہ سب جمع ہونگے اوس سے باہر جانے نہین پائینگے اِسقدر مجمع ہوگا کہ ایک دوسرے پر سوار ہونگے یہانتک کہ دم گھٹنے لگے گا اور بے انتہا پسینہ جاری ہوگا نالہ وفریاد کی آوازین بلند کرینگے پس ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ایسی آواز دیگا جسکو سنکر سب چپ ہو جائینگے خوف سے کانپنے لگینگے آنکھونسے آنسو جاری ہونگے حیرت سے آسمان کیطرف دیکھتے ہونگے اوسوقت خدا وند جبار کہیگا مین ہون وہ خدا جسکا کوئی شریک نہین ہی اور مین عادل ہون آجکے روز تم لوگونمین عدالت وانصاف کے ساتھ حکم کرونگا حق ضعیف کا قوی سے لونگا گناہونکو نیکیونسے بدل دونگا جو کوئی کسیکے ظلم کو معاف کریگا اوسکو ثواب عطا کرونگا آجکے روز اس عقبہ سے کوئی ظالم نگذریگا مگر وہ جسکو مظلوم بخشدے اور مین اوسکے عوض مین ثواب عطا کرون اب تم لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر اپنا اپنا مظلمہ طلب کرو جسکو جس سے دنیا مین ظلم پہونچا ہو وہ دادخواہ ہو مین گواہ ہون یہ سنکر سب مظلوم دوڑینگے اور اپنے اپنے ظالمونکو ڈھونڈھکر نکالینگے اور اونسے مواخذہ چاہینگے اسی حال پر ایک مدت ہوجائیگی کہ سبکے سب پریشان ہونگے اور پسینہ مین بھر جائینگے بہت سے کہینگے مین اپنے مظلمہ سے باز آیا کہین جلد اس عقبہ سے نجات ملے اوسوقت آواز آئیگی اگر چاہو تو اپنے مظلمہ کو بخشدو اور اس عقبہ سے گذر جاؤ اور اگر نہین بخشدوگے

تو ٹھہرے رہو کہ مین تمھارا مظلمہ ظالم سے لون یہ سنکر بہت سے لوگ خوش ہونگے
اور اپنے مظلمہ کو بخشدینگے کہ جلدی نجات پاوین اور بعضے کہینگے یا غیاث
المستغیثین ہمارا مظلمہ بہت بڑا ہی ہم نہ بخشینگے اوسوقت رضوان خازن جنا کو
حکم ہوگا کہ ایک قصر چاندی کا قصرہاے بہشت سے انواع نعمت والوان
ظروف طلا ونقرہ اور حور وغلمان سے آراستہ کرے جب آراستہ ہوگا
تو ایک منادی آواز دیگا اِس مکان کیطرف دیکھو اوسکو دیکھکر ہر شخص
تمنا کریگا کہ یہ مکان مجکو ملتا آواز آئیگی یہ مکان اوسکا ہی جو اپنے مظلمہ کو معاف
کرے یہ سنکر اکثر معاف کر دینگے اور کچھ لوگ نہین معاف کرینگے اوسوقت
اون لوگونکو میدان حساب مین عرش خدا کے پاس لاکر کھڑا کرینگے
اور صحیفہ اعمال کھولے جائینگے میزان کھڑی کیجائیگی خدا وند عادل مظلومونکی
دادرسی کریگا ظالم اگر کافر ہی تو اوس مظلوم کے گناہ کو اوسکے اوپر زیادہ
کر دیگا کہ باعث اوسکے زیادتی عذاب کا ہوگا اور اگر ظالم مسلمان ہی تو بقدر
اوسکے ظلم کے اوسکی نیکیان لیکر مظلوم کو دیدیگا اور ظالم کے گناہ کو اوسقدر
زیادہ کر دیگا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ قیامت کے
روز کچھ لوگ جب اونکے اعمال قبیحہ اونکو دکھلاے جائینگے تو اوس سے
اِنکار کرینگے کہینگے ہمنے تو ان کامونسے ایک بھی نہین کیا ہی پس وہ فرشتے
جنھون نے لکھا ہی گواہی دینگے وہ کہینگے پروردگارا یہ سب تیرے فرشتے ہیں
تیری ہی ایسی گواہی دینگے قسم تیری مین نے اِن کامونکو نہین کیا ہی اوسوقت
اونکی زبانین بند ہو جائینگی اور اعضا وجوارح گواہی دینگے کان گواہی دیگا

انکار اہل محشر اعمال قبیحہ خود و شہادت اعضا وجوارح

جوحرام چیز انکو سنا ہی مثل غنا اورغیبت وغیرہ کے آنکھ گواہی دیگی جواشیاء حرام کو دیکھا ہی مثل ناچ وغیرہ کے ہاتھ گواہی دینگے جو اونسے حرام کام ہوئے ہین جیسے چوری وقتل نفس وغیرہ پانوٗن گواہی دینگے جوحرام کام مین چلے ہین فروج گواہی دینگے جو اونسے حرام ہوا ہی جیسے زنا ولواطہ وسحق وغیرہ اوریہی معنے ہین قول خدا کے حتی اذا ماجاؤھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم

وجلودھم بما کانوا یعملون

مسلک دہم بیان مین حوض کوثر کے خداوندمجید فرماتا ہی انا اعطیناک الکوثر ای رسول ہمنے تمکو کوثر عطا کیا اکثر عامتہ وخاصتہ کا اسپر اتفاق ہی کہ مراد اس سے حوض کوثر ہی عامتہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ حضرت امیرؑ نے پیغمبر خداؐ سے حوض کوثر کو پوچھا فرمایا ایک نہر ہی جو عرش کے نیچے جاری ہی اور کوزے اوسکے کنارے مثل ستارونکے رکھے ہین پانی اوسکا دودھ سے سفید اور شہد سے شیرین اور مسکہ سے زیادہ نرم ہی اور سنگریزے اوسکے مروارید اور زبرجد ویاقوت کے ہین اور گھانس اوسکی زعفران سے خاک اوسکی مشک سے زیادہ خوشبو ہی بعد اسکے حضرت نے جناب امیرؑ کے شانہ پر ہاتھ مارکر فرمایا ای علیؑ وہ نہر میرے واسطے ہی اور میرے بعد جو تمھارے دوست ہین اونکے واسطے ہی اور حضرت ابوذرؓ سے منقول ہی کہ رسولخداؐ نے فرمایا میری امت حوض کوثر پر وارد ہوگی پانچ علم کے ساتھ پہلا رایت عجلؒ ہی (یعنے پہلے صاحب کا) پس مین اوٹھکر اوسکا ہاتھ پکڑونگا یہ دیکھکر اوسکا رنگ سیاہ ہوجائیگا پانوٗن تھرانے لگینگے بدن کانپنے لگےگا اور

بیان حوض کوثر

[illegible]

عدد پنجم رایات

جو اوسکے شریک ہین اون سبکا بھی یہی حال ہوگا مین اونسے پوچھونگا دو چیز بزرگ
جو تم لوگونمین ہم چھوڑ گئے تھے اونکے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کو (یعنے قرآنکو)
تو ہمنے غلط سمجھا اور اوسکی تکذیب کی اور چھوٹے کو (یعنے اہلبیتؑ کو) آزار دیے
اونپر ظلم کیے مین کہونگا تم سب بائین جانب جاؤ پس اونکو فرشتے جانب شمال
(جو محل اہل عذاب ہی) اوسی طرح پیاسا با روے سیاہ لیجائینگے اور
ایک قطرہ آب کوثر سے نہ دینگے بعد اسکے رایت فرعون (یعنے دوسرے
صاحب کا) آئیگا اور اس رایت کے ساتھ بہت سے لوگ ہونگے ابوذرؓ نے
جب یہ سنا کہا یہ سب گمراہ ہونگے فرمایا بلکہ دین کو میرے یہ سب فاسد
کردینگے حق کو باطل کرینگے غیر کے حق کو دنیا کے واسطے غصب کرینگے انکی جلتی باتین
ہونگی سب دنیا کے واسطے ہونگی حضرت فرماتے ہین جب مین اوسکا ہاتھ
پکڑونگا تو اوسکا بھی رنگ سیاہ ہوجائیگا قدم کانپنے لگینگے بدن لرزنے
لگے گا اوسکے ساتھیونکا بھی یہی حال ہوگا انسے بھی مین پوچھونگا ثقلین کے
ساتھ تمنے کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کو ہمنے جھوٹا سمجھا اور پھاڑ ڈالا اور
چھوٹے کے ساتھ جنگ کی اور اونکو قتل کرڈالا اوسوقت مین کہونگا تم سب
بھی بائین جانب جاؤ پس یہ سب بھی اوسی طرح پیاسے با روے سیاہ
وہانسے نکالے جائینگے بعد اسکے رایت فلان (یعنے تیسرے صاحب کا) آویگا اور
اوسکے ساتھ پچاس ہزار آدمی ہونگے اونسے بھی اوسی طرح سوال وجواب
ہوگا جیسا اون دونوسے ہوگا اور اونکا بھی وہی حال ہوگا جو اون دونونکا
ہوگا بعد اسکے رایت محمد (یعنے سردار خوارج کا) آویگا اوسکے ماتحت ستر ہزار آ

آدمی میری امت سے ہونگے اون سبکا بھی بعد سوال وجواب کے وہی
حال ہوگا جو ان تینونکا ہوا بعد اسکے آویگا رایت امیر المومنین وقائد
الغر المحجلین (یعنے علی بن ابیطالبؑ کا) جب مین اونکا ہاتھ پکڑونگا توچہرہ
اونکا اور اونکے اصحاب کا نورانی اور سفید ہوجائیگا اونسے پوچھونگا تمنے
ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کی تصدیق کی اور اوسکی پیروی
کی اور چھوٹے کی مدد کی اور اوسکے دشمنونسے جہاد کیا اوسوقت مین کہونگا تم لوگ
آؤ اس نہر سے پیو جب وہ لوگ اوس نہر سے پانی پئین گے تو پھر کبھی پیاسے
نہونگے اور بعض کے چہرے مانند چاند کے اور بعض کے مانند ستاریکے روشن ہوجائینگے
اس روایت کو دیکھکر اہلسنت کو تعجب ہوگا ابتداءً اسکو قبول نکرینگے مگر ہم اسی
روایت کے موافق انکی کتابونسے بھی ملایہ صحاح سے لکھتے ہین جس سے بموداے
الحدیث یفسر بعضه بعضاً بخوبی سمجھا جائیگا کہ بیشک حضرات ثلاثہ
اصحاب بدعت وضلالت سے ہین صحیح بخاری مین ہی عن عبد اللہ
عن النبیؐ قال انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن رجال منکم ثم
لیختلجن دونی فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک یعنے عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہ جناب رسولخداؐ نے
اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا مین تم سبکے پہلے حوض کوثر پر جاؤنگا وہان
دیکھونگا کہ تم لوگونمین سے کچھ لوگ ظاہر ہونگے پس اونکو فرشتے پکڑکر جہنم کی
طرف کہینچتے ہوے میرے پاس سے لیجائینگے اوسوقت مین کہونگا پروردگارا
یہ تو میرے اصحاب ہین حکم ہوگا تم نہین جانتے کہ ان سبنے تمہارے بعد

ص ٩٧٤ جلد دوم چھاپہ مصر

کیا کیا بدعتین کین اور ایک روایت مین ہی فاقول الھم صحبی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی یعنے حضرتؐ نے فرمایا اوسوقت مین کہونگا یہ سب تو مجھسے ہین (یعنے میرے اصحاب ہین) آواز آئیگی تم نہین جانتے کہ ان لوگون نے تمھارے بعد کیا کیا بدعتین کین پس مین کہونگا دوری ہو دوری ہو رحمت خدا سے اوس شخص کے لیے جسنے

ص ٦٦٦ جلد دوم چھاپہ کلکتہ

میرے بعد میرے دین کو تغیر دیا اور خراب کر دیا اور صحیح مسلم مین ہی الا وانہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علے کل شیٔ شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال لھم انھم لم یزالوا مرتدین علے اعقابھم مذ فارقتھم یعنے ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ پیغمبر خداؐ نے ایک روز منبر پر جاکر خطبہ پڑھا اور اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ قیامت مین کچھ لوگ میری امت سے لائے جائینگے پس فرشتگان ذات الشمال (جو عذاب کے واسطے مقرر ہین) اونکو جہنم مین لیجانیکے واسطے پکڑینگے اوسوقت مین کہونگا خداوندا یہ تو میرے اصحاب ہین حکم ہوگا تم نہین جانتے کہ بعد تمھارے ان لوگون نے کیا کیا بدعتین کین پس مین کہونگا وہ کلام جو حضرت عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ خداوندا مین جبتک ان لوگونکے ساتھ تھا انکا نگران حال

جب تونے مجکو بلالیا پھر تو ان سبکا نگران حال تھا اور تو ہر چیز کا واقف کار ہی اگر تو ان لوگونکو عذاب کریگا تو تیرے بندے ہین اور اگر بخشدیگا تو تو عزیز وحکیم ہی حضرت نے فرمایا اوسوقت جواب ملیگا کہ جب سے تم ان لوگونسے جدا ہوے برابر یہ لوگ اولٹے پانوٴن دین سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ ان حدیثون مین تو کہین ثلاثہ کا نام نہین ہی یہ حدیث اصحاب ثلاثہ مین سے کسی پر بعینہٖ کیونکر صادق ہو سکتی ہی تو ہم کہینگے کہ ہم اوپر لکھ چکے کہ یہ بات مسلم الثبوت ہی کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہی اور ہم اوپر حدیث خمسہ روایات کی لکھ چکے ہین کہ ان تینونکو بعد سوال وجواب کے فرشتے پکڑکر جہنم مین لیجائینگے اور یہ روایت ہمارے یہان بطرق متعددہ وارد ہی اور جناب حیدر صفدر ساقی کوثر نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہی پس یہ بات نہایت بے انصافی کی ہی کہ شیعونکے یہان کی روایات جو ماخوذ از اقوال اہلبیت طاہرینؑ اور ائمہٴ معصومینؑ سے ہین وہ سب غلط ٹھہرائی جائین خصوصاً اوس صورت مین بھی جبکہ اہلسنت کے یہانکی روایات سے معاضد وموافق ہون اسپر بھی اگر کوئی متعصب کہے کہ ہم ہرگز شیعونکی روایات کو نہین مانتے ہمکو تصریح نام کی اہلسنت کی کتاب سے دکھادو تو ہم بحمد اللہ رب العالمین واعانت ومدد ائمہٴ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین تصریح نام کی بھی اہلسنت کی کتاب سے ثابت کیے دیتے ہین کہ پھر اونکو جاے کلام باقی نرہے موطا ابن مالک مین لکھا ہی مالك عن ابی النضر مولےٰ عمر بن عبید اللہ بلغہ ان

رسول اللہ صلعم قال لشھداء احُد ھٰؤلاء اشھد علیھم فقال ابو بکر
الصدیق یا رسول اللہ صلعم الستا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا
کما جاھدوا فقال رسول اللہ صلعم بلے ولا ادری ما تحدثون بعدی
قال فبکی ابو بکر ثم بکی ثم قال انا لکائنون بعدک یعنے مالک نے ابو نضر
سے روایت کی ہے کہ جو لوگ جنگ احد مین شہید ہوے تھے اونکی لاشونکے پاس
جناب رسولخدا صلعم تشریف لاے اور فرمایا مین گواہی دیتا ہون انکے بارےمین
(یعنے یہ سب جنتی ہین) یہ سنکر ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم لوگ انکے
بھائی نہین ہین ہم بھی اسلام لائے جسطرح یہ لوگ اسلام لائے ہہنے بھی
جہاد کیا جسطرح ان لوگون نے جہاد کیا (یعنے آپ ہمارے واسطے کیون نہین
جنتی ہونیکی گواہی دیتے ہین) پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہان یہ سب ہو مگر مین نہین جانتا
کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعتین کروگے راوی کہتا ہی یہ سنکر ابو بکر نے
پے درپے رونا شروع کیا بعد اسکے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم لوگ بعد آپ کے
ہونیوالے ہونگے اس سے ظاہر ہوا کہ محدثین و مبدعین سے مراد حدیث حوض
مین بھی یہی حضرات ثلاثہ اور اونکے اتباع ہین اگر ابو بکر کا شمار اون لوگون مین
نہوتا تو بیشک ابو بکر کے رونے پر حضرت رسول صلعم سکوت نکرتے بلکہ فرما دیتے کہ
تم کیون روتے ہو تم اون لوگون مین نہین ہو بلکہ تم جنتی ہو جسطرح حضرت نے
ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے ازواج مین سے ایک عورت ہوگی کہ میرے بھائی
اور وصی سے لڑیگی اور جب مقام حوأب پر پہونچیگی تو کتے وہانکے بھونکین گے
اور وہ ناحق پر ہوگی یہ سنکر ام سلمہؓ رونے لگین حضرت نے اونکو تسلی دی

اور فرمایا تم کیون روتی ہو تم اونمین نہین ہو اور صحیح ترمذی مین عائشہ سے
منقول ہے قال رسول اللہ ﷺ قد کان یکون فی الامم محدثون فان یک
فی امتی احد فعمر بن الخطاب یعنے زمانہ سابق مین ہر امت مین کوئی
شخص احداث اور بدعت کرنے والا ہوا کرتا تھا اور میری امت مین اگر کوئی
ایسا ہوگا تو وہ عمر ہوگا۔

مسلک یازدہم بیان مین صراط کے جاننا چاہیے کہ صراط ایک پل ہے
جو جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے اور اوسکے نیچے جہنم ہے اور وہ صراط بال سے باریک
تلوار سے تیز آگ سے زیادہ گرم ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ صراط پر ہزار برس کی راہ چڑھاو ہے اور ہزار
برس کی راہ برابر ہے اور ہزار برس کی راہ اتار ہے پس بعض لوگ جو مومن
خالص ہین وہ بہت آسانی کے ساتھ مثل برق کے گذر جائینگے اور بعض لوگ
مثل گھوڑے کے دوڑ کے اوس پر سے چلے جائینگے اور کچھ لوگ اوس پر کھڑے ہو کر چلینگے
اور کچھ لوگ چارون ہاتھ پانون سے مثل لڑکون کے چلینگے اور کچھ لوگ اوس سے
لٹکتے ہوئے جائینگے کہ آگ تھوڑا سا اونکے بدن سے لیگی اور تھوڑا چھوڑ دیگی
جسکے جیسے اعمال ہون اور تفسیر امام مین رسول انام سے منقول ہے کہ جب
پروردگار عالم تمام خلائق کو زندہ کریگا تو ایک منادی زیر عرش ندا کریگا
ای خلائق اپنی آنکھین بند کر لو تا فاطمہ دختر میرے حبیب کی صراط پر سے
گذر جائے پس سب لوگ آنکھین بند کر لینگے سوائے محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ و حسن
مجتبیٰ و حسین شہید کربلا صلوات اللہ علیہم ما دامت الارض والسماء کے اور

جو لوگ کہ اولاد طاہرین سے اون معصومۂ کے ہونگے جب وہ حضرت بہشت
مین داخل ہونگی تو ردائے مبارک صراط پر ہوگی اور ایک سرا اوسکا حضرت کے
ہاتھ مین ہوگا اور دوسرا سرا عرصۂ محشر مین پس خدا کی جانب سے آواز آئیگی اسے
دوستداران فاطمۂ تم سب ایک ایک تار سے اس چادر کے لپٹ جاؤ پس
جتنے دوستداران سیدۂ زنان ہین سبکے سب ایک ایک تار سے لپٹ جائینگے
یہانتک کہ تین ہزار فئام سے بھی زیادہ اوس سے لپٹ جائینگے کہ ہر فئام
ہزار ہزار (یعنے دس لاکھ) آدمی کا ہوگا اور یہ سبکے سب ببرکت وشفاعت
اون معصومۂ کے آتش جہنم سے نجات پائینگے اور منقول ہے کہ جب عصاۃ
مؤمنین جہنم مین جائینگے تو کفار و مشرکین طعنے دینگے کہینگے تمھاری مسلمانی کچھ
کام نہ آئی ہم تم برابر ہوگئے تم بھی جہنم مین آئے اور ہم بھی جہنم مین ڈالے گئے
اوسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آئیگا خداوند رحیم فرشتون سے
کہیگا تم ان لوگونکی شفاعت کرو فرشتے اونکی شفاعت کرینگے جسقدر کہ خدا
چاہے بعد اسکے پیغمبر ونسے کہیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی شفاعت کرینگے
جتنا خدا چاہیگا پس مؤمنین مخلصین سے فرمائیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی
شفاعت کرینگے جنکے واسطے خدا چاہیگا بعد اسکے خداوند کریم فرمائیگا مین سب سے
زیادہ رحم کرنے والا ہون تم سبکے سب جہنم سے باہر آؤ پس وہ لوگ جہنم سے
اسطرح باہر نکلینگے جسطرح پروانے چراغ کے گرد جمع ہوتے ہین

مسلک دوازدہم بیان مین بہشت کے

جاننا چاہیے کہ بہشت کا بھی اعتقاد رکھنا منجملہ ضروریات دین کے ہے اور بہشت کا موجود ہونا اعتقاد ثابت

طعن کردن کفار بعصاۃ مؤمنین در جہنم

در بیان بہشت

اوصاف بہشت

اور آیات قرآنی سے بتصریح و تواتر ثابت ہی اور بہشت دار بقا ہی اوسمین
کبھی موت نہین ہی اور بہشت مین بوڑھاپا اور بیماری اور رنج و غم اور فکر
و تردد یہ سب نہین ہی اور آپسمین بغض و حسد و عداوت و نزاع و فساد
یہ سب باتین بھی نہین ہین بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مرتبہ پر جو خدا کی طرف سے
ملا ہی راضی رہیگا اور دوسرے کے مرتبہ کی تمنا نہین کریگا اور ایک حدیث
مین ہی کہ اوپر کے درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ مین آئینگے اور نیچے کے درجہ والے
اوپر کے درجہ پر نہین جائینگے تاکہ اونکو درجۂ اعلے دیکھکر تمنا وافسوس نہو
اور اسی طرح لوگونکو بہشت مین بول و براز نہوگا جیسے جنین کو شکم مادر مین
غذا پہونچتی ہی اور بول و براز اوسکو نہین ہوتا بلکہ مثل عطر کے پسینہ بنکر نکلجائیگا
اور جو عورتین بہشت مین ہونگی اونکے واسطے بھی حیض و نفاس و استحاضہ
اور ولادت یہ سب نہوگا اور رشک و حسد و عداوت و بدخلقی جو عورتونکی
عادت ہوتی ہی یہ باتین بھی اونمین نہونگی اور ازواج مطہرۃ سے
یہی مراد ہی اور بہشت کی روشنی آفتاب و ماہتاب و ستارہ وغیرہ سے
نہین ہی بلکہ جو کیفیت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتی ہی ویسا ہی
وقت ہوگا اور ظل ممدود سے یہی مراد ہی اور بہشت کی شراب میں
مستی اور بیہوشی اور لغو اور فحش نہین ہی حدیث مین ہی کہ اہل بہشت کرسیونپر
جو طلا سے بنی ہونگی اور مرصع مروارید و جواہر سے ہونگی تکیہ دیے ایک دوسرے
کیطرف منہ کیے بیٹھے ہونگے اور گرد اونکے غلام اور لڑکے کانونمین گوشوارے
پہنے پیالے اور آفتابے سونے اور چاندی اور جواہرات کے ہاتھونمین لیے

کھڑے ہونگے جس میوہ کی خواہش کرینگے جس چڑیا کے کباب کو جی چاہیگا فورًا موجود ہو جائیگا اور حورین سیمتن نازک بدن مثل مروارید ناسفتہ کے مصاحبت مین ہونگی اور بہشت کے مکانات اکثر کوٹھے ہونگے اسواسطے کہ کوٹھے کے اوپر سے باغ و نہر گل و سبزہ وغیرہ کی بہار دیکھنے کا زیادہ لطف ہوتا ہی حدیث مین ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا مولا جب زن و شوہر دونون مؤمن ہون تو وہ دونون بہشت مین جائینگے اور اسمین زن و شوہر باقی رہینگے یا نہین فرمایا خداوند حکیم عادل ہی اگر مرد افضل ہی عورت سے تو اوس مرد کو اختیار دیا جائیگا اگر اوسنے خواہش کی تو وہ عورت بھی اوسکی بیبیونسے ہوگی اور اگر نہین چاہا تو اوسکی بی بی نہوگی اور اگر عورت افضل ہی مرد سے تو خدا اوس عورت کو اختیار دیگا اگر وہ چاہیگی تو مرد اوسکا شوہر ہوگا اور اگر نہین چاہیگی تو وہ اوسکا شوہر قرار نہین پاویگا پھر حدیث مین ہی کہ ام سلمہؓ نے حضرت رسولؐ سے پوچھا کہ اگر کسی عورت نے دو شوہر کیے ہون تو وہ کسکو ملیگی فرمایا جو اونمین سے خوش خلق ہوگا اور اپنی بی بی کے ساتھ خوش خلقی اور احسان کرتا ہوگا اوسیکو ملیگی اور ایک حدیث مین ہی کہ شوہر آخر کو ملیگی اور ایک حدیث مین ہی کہ عورت کو اختیار دیا جائیگا جسکو چاہے اختیار کرے اور ابوبصیر سے منقول ہی کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی یا مولا مجکو بہشت کا مشتاق کیجیے فرمایا بہشت کی خوشبو ہزار برس کی راہ سے معلوم ہوگی اور جس کسی کا بہشت مین کم سے کم بھی درجہ ہوگا

وہ ایسا ہوگا کہ اگر تمام جن وانس اوسکے مہمان ہون تو بھی وہ اون سبکو
طعام وشراب سے سیر کرسکتا ہی اور پھر وہ نعمت کم نہو اور ادنی درجہ
اور مرتبہ کا بھی کوئی شخص جب داخل بہشت ہوگا تو تین باغ اوسکو دکھلائی
دینگے جب ادنے باغ مین جائیگا تو وہان اسقدر عورتین اور خدمتگار اور
میوے اور نہرین اوسکے دیکھنے مین آئینگی کہ آنکھین اوسکی روشن ہوجائینگی
دل خوش ہوجائیگا حمد وشکر الٰہی بجا لائیگا فرشتے کہینگے اوپر نظر کر جب
وہ دیکھے گا تو پہلے باغ سے بھی اسکو زیادہ آراستہ پائیگا اور اون چیزونکو
دیکھے گا جو پہلے باغ مین نتھین کہیگا واہب العطایا یہ باغ بھی مجکو ملے
آواز آئیگی اگر اسکو ہم دین تو شاید پھر تیسرے کی بھی تو خواہش کرے وہ
کہیگا بار الٰہا اب تجھ سے زیادہ کا طالب نہونگا اسیقدر کافی ہی پس خدا
اوسکو وہ باغ عطا کریگا جب وہ بندۂ مؤمن اوس باغ مین جائیگا تو
خوشی اوسکی دونی ہوجائیگی اور شکر خدا بجا لائیگا اوسوقت بھوا ہی
لئن شکرتم لازیدنکم ایک دروازہ جنت الخلد کا اوسکے سامنے
کھولدینگے پہلے سے بھی زیادہ اوسمین نعمتونکو دیکھے گا اوسوقت کہے گا
پروردگارا شکر ہی تیرے احسانات کا کہ تونے مجکو جہنم سے نجات دی اور
اپنی نعمتونسے مالا مال کر دیا آبو بصیر نے عرض کی یا مولا شوق میرا اور
زیادہ کیجیے فرمایا بہشت مین ایک نہر ہی کہ اوسکے کنارے لڑکیان زمین سے
جمی ہوئی ہین جب مؤمن کسیکو اونمین سے پسند کرکے لے لیتا ہی تو خلاق عالم
اوسکی جگہ پر دوسری کو پیدا کر دیتا ہی اور بہشت مین ہر مؤمن کو سات ہزار

نہر زعفران و ریحان و زنجبیل

پھول

صفت حورالعین

صفت غناء بہشت

دختران باکرہ اور چار ہزار زنان ثیبہ اور سات حورالعین ملینگی آبو بصیر نے
پوچھا حورالعین کس چیز سے پیدا ہوئی ہین فرمایا خاک نورانی سے بہشت کی
کہ شعاع وچمک اونکے بدنکی ستر حلّے کے نیچے سے دکھلائی دیگی آور ایک
روایت مین ہی کہ مغز استخوان ساق پا کا اونکے ستر حلّے کے نیچے سے
دکھلائی دیتا ہی اگر اونکے گیسو ونکو آسمان وزمین کے درمیان مین لٹکادین
تو نور سے اونکے آنکھین خیرگی کرنے لگین اور آفتاب و ماہتاب کی ضرورت
نہو آور حدیث مین ہی کہ بہشت مین ایک درخت ہی حکم خدا سے جب ہوا چلتی ہی
اور اوس درخت سے ملتی ہی تو اوس سے انواع واقسام کی آواز اور
راگ پیدا ہوتے ہین کہ کبھی کسی نے ویسا نہ سنا ہوگا فرمایا یہ اوس شخص کے
واسطے ہی جسنے دنیا مین خوفِ خدا سے گا نا سننا ترک کیا ہوگا آور حدیث
مین ہی کہ جب مؤمن بہشت مین اپنے مکان مین داخل ہوگا تو اوسکے
سر پر ایک تاج کرامت جو مرصع یاقوت و مروارید سے ہوگا رکھا جائیگا
اور اوسکو ستر حلّے برنگہاے گوناگون واقسام مختلف جو سونے اور چاندی
اور مروارید اور یاقوت سے مزین اور مرصع ہونگے عنایت ہونگے اور
لباس اونکا حریر کا ہوگا جب مؤمن اپنے تخت پر جلوس کریگا تو وہ
تخت مارے خوشی کے حرکت مین آئیگا اور جب دوست خدا بہشت مین
رہنے لگے گا تو وہ فرشتہ جو بہشت کا موکل ہی اجازت چاہیگا کہ اوسکو
بہشت کی مبارکباد دے خدمتگار وکنیز وغلام سب اوس سے کہینگے ابھی
ٹھہرو اسوقت ولی خدا اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور اپنی زوجہ حوریہ کے

ساتھ آرام کا قصد رکھتا ہی پس حوریہ اپنے خیمہ سے اوسکی طرف ٹہلتی ہوئی نکلیگی کنیزین
گرد اوسکے احاطہ کیے ہونگی اور وہ حوریہ ستر حلے جو یاقوت و مروارید و زبرجد سے
بنے ہونگے مشک و عنبر سے رنگے ہونگے پہنے ہوگی سر پر اوسکے ایک تاج کرامت
ہوگا پاؤنمین اوسکے دو موزے طلائی مکلل بیاقوت و مروارید ہونگے جب نزدیک
پہونچیگی تو وہ مؤمن مارے اشتیاق کے اوٹھ کھڑا ہوگا وہ کہیگی آج تکلیف کا
دن نہین ہی کیون تکلیف کرتے ہو مین تمہارے واسطے ہون اور تم میرے واسطے
ہو پس اون دونو نمین پانسو برس کا معانقہ ہوگا مگر کسیکو کچھ ناگوار نہوگا
بعد اسکے خداوند کریم ہزار فرشتونکو واسطے مبارکباد دینے کے بھیجیگا جب
پہلے دروازے پر بہشت کے پہونچینگے تو اوس فرشتے سے جو اوسکا نگہبان ہی
کہینگے ہمکو خدانے واسطے مبارکباد اور تہنیت دینے کے بھیجا ہی تم اجازت طلب
کرو وہ کہیگا ٹھہر جاؤ مین دربان سے کہون اور اوس فرشتہ اور دربان
کے درمیان مین تین باغ بزرگ کا فاصلہ ہوگا غرض وہ فرشتہ اوس
دربان سے ان فرشتونکے آنیکی وجہ بیان کریگا وہ کہیگا اسوقت بہت
مشکل ہی کہ اوسنے اجازت طلب کرون اور درمیان اوس حاجب اور ولی
خدا کے دو باغ کا فاصلہ ہی آخر حاجب قیمؑ سے کہیگا اور وہ قیم خدمتگاران
خاص سے اوس مؤمن کے ان فرشتونکے آنیکی وجہ بیان کریگا جب وہ
خدمتگار اوس دوست خدا سے کہینگے تب وہ اجازت دیگا پس وہ سب
فرشتے اوس مکان مین ہزار دروازے سے جو ہر ایک پر ایک ایک فرشتہ
موکل ہی داخل ہونگے اور اوسپر سلام کرینگے اور اوسکو مبارکباد دینگے

آمدن فرشتگان برای مبارکباد

۴ [illegible]

داخل شدن فرشتگان از هزار باب

ہونگے کہ چہروں سے نور چمکتا ہوگا اور دل تم لوگوں کا مثل ایوبؑ کے کینہ و حسد سے
پاک و منزہ ہوگا اور ایک حدیث مین ہی کہ اہل بہشت مثل جوان لڑکونکے
داڑھی مونچھ سے پاک و صاف ہونگے اور بدنمین بال نہونگے سرمہ لگائے
تاج سر پر رکھے دست بر نجن اور انگوٹھی ہاتھونمین پہنے ہونگے بدن اونکا
نہایت نرم و لطیف تر و تازہ ہوگا ہر آدمی مین سو آدمیونکی قوت کھانے
اور پینے اور جماع کرنیکی عطا ہوگی اور دن کے اور رات کے کھانیکا ذائقہ
چالیس برس تک رہیگا لباس اونکے حریر کے ہونگے اور کپڑے اونکے سبز
رنگ کے ہونگے ہمیشہ زندہ رہینگے کبھی اونکے واسطے موت نہوگی ہمیشہ جاگتے
رہینگے کبھی خواب نہوگا مستغنی ہونگے کبھی محتاج نہونگے خوش رہینگے کبھی
غمگین نہونگے ہنستے ہونگے کبھی گریان نہونگے باعزت و آبرو رہینگے کبھی ذلیل
نہونگے نیک طبیعت رہینگے کبھی غم و غصہ نکرینگے بالذت تمام کھائینگے کبھی بھوکے
نہونگے ہمیشہ سیراب رہینگے کبھی پیاسے نہونگے کپڑے پہنا کرینگے کبھی ننگے نہونگے
سوار ہوکر آپسمین ملاقات کو جایا کرینگے اس قسم کی حدیثین وصف بہشت
مین بہت ہین ہمنے تھوڑا سا واسطے خوش ہونے شیعیانِ حیدر کرار
و موالیانِ اہلبیت اطہار کے لکھ دیا۔

مسلک سیزدہم حالات مین جہنم کے جاننا چاہیئے کہ جہنم کا بھی
اعتقاد رکھنا مثل بہشت کے واجب ہی اور انکار کرنیوالا اوسکا کافر ہی
منقول ہی کہ دوزخ کے سات طبقے ایک پر ایک ہین پہلا جہنم ہی وہ اون
لوگونکے واسطے ہی جو اہل توحید سے گنہگار ہین وہ اوسمین بقدر اعمال ناسزا

در بیان جہنم
مسلک سیزدہم

اپنے سزا پائینگے بعد اسکے اوسمین سے نکالے جائینگے **دوسرا** سعیر ہی وہ جائے یہود ہی **تیسرا** سقر ہی وہ جائے نصاریٰ ہی **چوتھا** جحیم ہی وہ جائے صابئین ہی **پانچوان** لظیٰ ہی وہ جائے مجوس ہی **چھٹا** حطمہ ہی وہ جائے مشرکین ہی **ساتوان** ہاویہ ہی جو سبکے نیچے ہی وہ جائے منافقین ہی ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار اور جاننا چاہیے کہ خدا گنہگارونکے حق مین فرماتا ہی لابثین فیہ احقابا اوس جہنم مین وہ سب بہت حقبے رہینگے کہ جنکی انتہا نہین ہی بعضون نے لکھا ہی کہ تینتالیس حقبے ہین ہر حقبہ ستر خریف کا ہی اور ہر خریف سات سو برس کا ہی اور ہر برس تین سو ساٹھ روز کا ہی اور ہر روز ایک ہزار برس کا ہی حدیث مین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ یہ آیت شان مین اون لوگونکے ہی جو مسلمان ہونگے اور بسبب گناہونکے جہنم مین ڈالے جائینگے بعد سزا کے نکالے جائین گے **مؤلف** کہتا ہی لوگونکو چاہیے کہ اپنے گناہونکو سہل نہ سمجھین اور یہ خیال نکرین کہ آخر جہنم سے نجات پائینگے اور بہشت مین جائینگے کیونکہ ہزارون برس جہنم مین رہنا اور معذب ہونا کہانکا تھوڑا ہی اور حدیث مین منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو خدا نے دنیا مین بھیجا تو جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ مالک دوزخ سے تھوڑی سی آگ مانگ کر آدمؑ کے واسطے لیجاؤ کہ وہ کھانا پکائین جبرئیلؑ نے مالک سے آگ طلب کی مالک نے کہا کتنی آگ چاہیے جبرئیلؑ نے کہا ایک چیونٹی کے برابر مالک نے کہا اگر اسقدر آگ دنیا مین جائیگی تو آسمان اور زمین سب جل جائینگے کہا آدھی چیونٹی کے برابر بھی مالک نے کہا

ف الصابئون قوم من النصاریٰ والمجوس وقیل اصل دینهم دین نوحؑ وقیل هم عبدة الملائکة وقیل عبدة الکواکب ۱۲

آوردن جبرئیل آتش از جہنم بدنیا

اِسقدر آگ بھی اگر دنیا مین جائیگی تو ایک قطرہ پانی کا نہ برسے گا اور ایک گھانس
بھی زمین سے نہ اوگے گی آخر جبرئیلؑ نے درگاہ خدا مین عرض کی خداوندا
کسقدر آگ لون حکم ہوا بقدر ایک ذرہ کے جبرئیلؑ نے بموجب حکم کے ایک
ذرہ آگ دوزخ سے لیکر ستر ستر مرتبہ ستر نہرونمین غوطہ دیکر دنیا کے
ایک پہاڑ کی چوٹی پر لاکر رکھدی وہ آگ تمام پہاڑ کو جلا کے پھر دوزخ مین
چلی گئی اوس آگ کی حرارت جو پتھرونمین باقی رہگئی اوسی سے تمام دنیا مین
یہ آگ پھیلی ہی اور ابوبصیر سے منقول ہی وہ کہتے ہین مین نے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی یا مولا مین بہت سنگدل
ہوگیا ہون مجھے خوف دلائیے فرمایا زندگی دراز کے واسطے آمادہ رہ تحقیق
کہ ایک روز جبرئیلؑ امین نہایت ملول وغمگین حبیب رب العالمین کے
پاس آئے اور پہلے متبسم آیا کرتے تھے حضرت نے سبب ترش روئی کا پوچھا
کہا آجکے روز دم دوزخ کو موقوف کیا ہی فرمایا دم دوزخ سے کیا مراد
ہے عرض کی یا رسول اللہ خدا نے حکم کیا کہ ہزار برس آتش جہنم کو پھونکین
جب وہ پھونکی گئی تو سفید ہوگئی پھر حکم ہوا ہزار برس اور پھونکین پس
وہ سُرخ ہوگئی بعد اسکے حکم ہوا ہزار برس اور پھونکین اب وہ
سیاہ و تاریک ہوگئی ہی اگر ایک قطرہ ضریع سے (جو پسینہ اہل جہنم کا اور
چرک وریم زناکارونکی فروج کی ہی اور جہنم کی دیگونمین جوش کھاتا ہی
اور پانی کے عوض مین اہل جہنم کو دیا جائیگا) دنیا کے پانی مین ملا دیا جائے
تو سب اہل دنیا اوسکی بدبو سے مرجائین اور اگر ایک حلقہ زنجیر کا

بیان دم دوزخ

(جو ستر ہاتھ کا ہی اور اہل جہنم کے گلے مین پہنایا جائیگا) دنیا مین رے آوین تو
اوسکی گرمی سے تمام دنیا پگھل جائے اور اگر ایک پیراہن کو اہل جہنم کے
آسمان اور زمین کے درمیان مین لٹکاوین تو تمام اہل دنیا اوسکی
بدبو سے مرجائین آور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ جہنم کے سات دروازے
ہین اور ہر دروازہ پر ستر ہزار پہاڑ ہین اور ہر پہاڑ مین ستر ہزار درہ ہین
اور ہر درہ مین ستر ہزار وادی ہین اور ہر وادی مین ستر ہزار شگاف
ہین اور ہر شگاف مین ستر ہزار گھر ہین اور ہر گھر مین ستر ہزار سانپ ہین
کہ طول ہر سانپ کا تین دنکی راہ کا ہی اور اونکے نیش مثل خرمے کے درخت
کے ہین گنہگار اونکے پاس آکر پلکو نمین لبو نمین کاٹیگا اور گوشت اور پوست
کو ہڈیو نسے کھینچ لیگا جب وہ شخص وہانسے نجات پائیگا تو جہنم کی ایک نہر
مین گریگا کہ چالیس برس تک اوسمین چلا جائیگا آیک روایت مین ہی
کہ جب اہل جہنم جہنم مین ڈالے جائینگے تو ستر برس تک نیچے جائینگے جب
نیچے پہونچینگے تو جہنم پھر اونکو اوپر پھینکدیگا پس فرشتے گرز آتشین اونکے
سر پر مارینگے کہ پھر وہ نیچے چلے جائینگے ہمیشہ یہی حالت رہیگی آور ایک حدیث
مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ جہنم کے سات دروازے
ہین ایک دروازہ سے فرعون وہامان و قارون یعنے اول وثانی
وثالث داخل ہونگے اور ایک دروازہ سے خاص بنی امیہ داخل ہونگے
اور ایک دروازہ باب لظی ہی اور ایک دروازہ باب سقر ہی اور
ایک دروازہ باب ہاویہ ہی جو کوئی اوس دروازہ سے ڈالا جائیگا

بیان جہنم

بیان دروازہ جہنم

طاہرین سے جو اہلبیت نبوت و معدن وحی رسالت ہین منقول ہین جن سب کا
لکھنا خالی طوالت سے نہین ہی اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ
ایک مؤمن ایک بادشاہ ظالم وجبار کے ملک مین رہتا تھا وہ بادشاہ ہمیشہ
درپے آزار اوس مؤمن کے رہا کرتا تھا آخر وہ مؤمن بھاگ کر بلاد مشرکین مین
چلا گیا ایک کافر نے اوسکو جگہہ دی اور بہت خاطر و مدارات کی اور اپنا
مہمان کیا جب اوس کافر کے مرنیکا وقت قریب ہوا تو خدا نے وحی کی قسم
اپنے عزت و جلال کی اگر بہشت مین تیری جگہہ ہوتی تو مین تجھکو بہشت مین
داخل کرتا مگر جو شخص حالت شرک مین مرے اوسپر بہشت حرام ہی لیکن
ای آگ اسکو اذیت نہ پہونچانا فقط خوف دلایا کرنا اسی طرح حدیث مین
ہی کہ دو شخص بسبب اپنے کفر کے جہنم مین رہینگے مگر جہنم اونکو اذیت نہ پہونچائیگا
ایک تو حاتم بسبب سخاوت کے دوسرا نوشیروان بسبب عدالت کے
اور حدیث مین ہی کہ جب بسبب شفاعت کے کچھ لوگونکو جہنم سے نکالینگے تو وہ
مثل کوئلہ کے جلکر سیاہ ہوے ہونگے پس اونکو اوس نہر کے پاس جو بہشت کے
دروازہ پر ہی اور اوسکو حیوان کہتے ہین لیجائینگے اور اوس سے پانی لیکر
اونکے بدن پر ڈالینگے یا اوسمین غسل دینگے کہ اوس سے گوشت و پوست
و خون اور بال روئیدہ ہوجائینگے اور کثافت و اثر سوختگی سب دفع
ہوجائیگا بعد اسکے وہ بہشت مین داخل ہونگے اہل بہشت جب اونکو دیکھینگے
تو کہینگے یہ سب جہنمی ہین وہ فریاد کرینگے خداوندا اس نام کو ہمسے دور کر
وہ نام اونسے دور ہوجائیگا پھر حدیث مین ہی کہ رسولخدا نے فرمایا جب

روز قیامت ہوگا تو ہم متولی حساب اپنے شیعونکے ہونگے پس جس کسی کا
مظلمہ درمیان اوسکے اور خدا کے ہوگا تو مین اوسکے بارہ مین حکم کرونگا اور
خداوند کریم میری خاطر سے بخشدیگا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان اوسکے
اور خلائق کے ہوگا تو مین اوس سے کہکر معاف کرادونگا اور وہ میری
وجہ سے معاف کردیگا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان ہمارے اور اوسکے ہوگا
تو ہم سزاوار تر ہین کہ اوسکو معاف کرین آور پھر اونحضرت ص سے
منقول ہو کہ جناب امیر المومنین ع سے فرمایا ای علی بشارت دو تم اپنے شیعونکو
کہ ہم قیامت مین اونکی شفاعت کرینگے اوس روز جس روز کوئی چیز نفع
نہ بخشیگی مگر میری شفاعت آور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو
کہ مومن دو مومن ہین ایک وہ جنھون نے وفا اور ادا کیا اون باتونکو
جنکی خدانے شرط کی تھی اور حکم دیا تھا اور جتنے اعمال ایمان کے ہین اون
سبکو اچھی طرح بجالایا جیسا کہ قرآن مین فرماتا ہو من المؤمنین
رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ پس وہ لوگ بیخوف وخطر
رہینگے اور عقبیٰ مین پیغمبران وصدیقین وشہدا وصالحین کے ساتھ رہا کرینگے
اور یہ لوگ شفاعت کے محتاج نہونگے بلکہ خود دوسرونکی شفاعت کرینگے
دوسرے وہ مومن ہین جنکے پاؤن لغزش مین رہتے ہین اور گناہ
کیا کرتے ہین وہ مثل پتلی گھانس کے ہین جدھر ہوا کا جھونکا ہوا ادھر
کو جھک گئی اور کبھی سیدھی رہی اون لوگونکے واسطے ہول قیامت ہی
اور وہ محتاج شفاعت کے ہونگے آخر انجام اونکا بخیر ہوگا آور امام

محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ اونحضرتؑ نے فرمایا حق تعالے روز
قیامت ہمارے شیعونکو اونکے گنا ہونکے ساتھ قبرونسے اوٹھائیگا مگر منہ
اونکا مثل چودھوین رات کے چاند کے چمکتا ہوگا اور سب عیب اونکے
پوشیدہ ہونگے اونکے واسطے امن وامان ہوگی لوگ ہول قیامت سے
ڈرینگے اور یہ نہین ڈرینگے لوگ غمگین ہونگے یہ غمگین نہونگے اور ناقو نپر سوار
محشور ہونگے جنکی پال سونے کی ہوگی اور اونکی گردنین یاقوت سرخ کی ہونگی
اور ریشم سے بھی زیادہ نرم ہونگی اور ایک روایت مین ہی کہ کپڑے اونکے
بدنپر مثل دودھ کے سفید ہونگے نعل اونکے سونے کے ہونگے ساز و یراق اونکا
نور کا مرصع یاقوت و مروارید سے ہوگا تاج واکلیل اونکے سرپر ہوگا اور
کہتے ہونگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

مسلک چہاردہم بیان مین توبہ کے جاننا چاہیے کہ واجب

ہونیمین توبہ کے کچھ شک نہین ہی آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے گنا ہون سے
توبہ واستغفار کرتا رہے اور خیال کرے کہ جو لوگ مقرب اور مقبول
درگاہ الٰہی تھے وہ تو ایک امر مکروہ اور ترک اولی کے سبب سے جب سالہا
سال تضرع و زاری استغاثہ و بیقراری درگاہ باری مین کیا کرتے رہے
تب توبہ قبول ہوئی حضرت آدمؑ تین سو برس رویا کیے یہانتک کہ آنسوونسے
اونکے دو نہرین جاری ہوئین اور صحرا تک پہونچین اِسپر بھی جبتک
توبہ قبول نہوئی آپنے بسبب شرم کے سر بلند نہ کیا حضرت داودؑ
اسقدر روئے کہ اونکے آنسوونسے گھانس جم آئی تھی اور جب آہ آتشبار

بیان توبہ

بیان گریۂ آدم و داود

کھینچتے تھے تو وہ گھانس جلجاتی تھی وآے برحال ہم لوگونکے کہ رات اور دن گناہ کرتے ہین کچھ خوفِ خدا نہین کرتے اور پھر توبہ کا خیال نہین ہوتا حالانکہ گناہ علاوہ عذابِ اُخروی کے آدمی کے دلکو سیاہ کردیتا ہی تقرب خدا سے دور کردیتا ہی حدیث مین ہی کہ جیسا گناہ دلکو فاسد کردیتا ہی ویسی کوئی چیز دلکو خراب نہین کرتی جب اِنسان بار بار گناہ کرتا ہی تو رفتہ رفتہ اوسکے دلمین وہ گناہ اثر کرتا جاتا ہی یہانتک کہ دل اوسکا اولٹ جاتا ہی (جسکو قلب معکوس کہتے ہین) پھر کوئی کارِ خیر اوس سے نہین ہوتا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ ہر بندۂ مؤمن کے دلمین ایک نقطہ سفید نورِ ایمان کا ہوتا ہی جب وہ گناہ کرتا ہی تو اوس سفیدی کی جگہ پر سیاہی آجاتی ہی اگر توبہ کی تو سیاہی جاتی رہتی ہی اور نہین تو رفتہ رفتہ تمام سفیدی کو وہ سیاہی گھیر لیتی ہی پھر کوئی کام نیک اوس سے نہین ہوتا خلاصہ توبہ سے مراد یہ ہی کہ دل سے توبہ کرے اور اپنے گناہ پر نادم وپشیمان ہو اور فوراً اوسی وقت سے ترک کرے اور قصد کرے کہ پھر کبھی گناہ نکرینگے اور خالصاً لوجہ اللہ توبہ کرے ریا وغیرہ کے خیال سے نہو اگر گناہ اِس قسم کا کیا ہی جسکی تلافی نہین ہو سکتی تو اوسمین فقط ندامت وپشیمانی اور یہ قصد کرنا کہ پھر اسکو نکرینگے کافی ہی جیسے لباس حریر پہنا ہو غنا سُنا ہو ناچ دیکھا ہو اور اگر اوسکی تلافی ہی جیسے نماز نہ پڑھی ہو روزہ نہ رکھا ہو زکوۃ ندی ہو تو چاہیے کہ اِن سبکو ادا کرے قضا بجالادے اور اگر

قلب معکوس

حدیث امام محمد باقر

بیان تلافی

حق غیر کسی کا ناجائز طور پر اسکے ذمہ ہو تو چاہیے کہ اوسکو صاحب حق کو
یا اوسکے وارث کو پہونچا دے جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہی کہ گناہ
کی تین قسمین ہین ایک تو وہ جو بخشا جائیگا دوسرے وہ جو نہین
بخشا جائیگا تیسرے وہ جسکے بخشے جانیکی امید ہی پس جو گناہ کہ بخشا
جائیگا وہ ہی جسپر خدا نے دنیا مین اوسکی سزا کی ہو جیسے حد جاری
ہوئی ہو خدا کریم ہی اس بات سے کہ دوبارہ اوسپر عذاب کرے
اور جو گناہ کہ نہین بخشا جائیگا وہ مظلمہ خلائق ہی خدا اپنے عزت وجلال
کی قسم کھاتا ہی کہ مین ظلم کو کسی ظالم کے نہ بخشونگا اور جو گناہ کہ اوسکے
بخشے جانیکی امید ہی وہ ہی جو کسی نے مابین خود و خدا کیا ہو اور خلائق
سے پوشیدہ رہا ہو اور اوسنے توبہ کی ہو اور اپنے فعل پر نادم ہوا ہو
پس خدا سے امید ہی کہ معاف کر دے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے
کہ توبہ کرنا گناہ سے فوراً واجب ہی کیا معلوم کس وقت موت آجائے
یا باب توبہ مسدود ہو جاے وقت ہاتھ سے جاتا رہے منقول ہی کہ
جب محتضر کا آخر وقت ہوتا ہی اور پردۂ دنیا اوسکے سامنے سے
اوٹھ جاتا ہی تو وہ کہتا ہی ای ملک الموت ایک دنکی مہلت دو
کہ ہم خدا سے عذر کرین اپنے گناہونسے توبہ کرین زاد نیک ہم پہونچالین
ملک الموت کہتے ہین تیری عمر کے دن تمام ہو چکے اب ایک
روز بھی باقی نہین رہا وہ کہتا ہی ایک ہی ساعت ٹھہر جاؤ وہ کہتے
ہین تیری عمر کی ساعتین بھی تمام ہو چکین پس دروازہ توبہ کا

اوسکے واسطے بند ہوجاتا ہی وہ مایوس اور نا امید ہو کر رہ جاتا ہی
اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کرتا ہی پس انسان کو لازم ہی کہ پہلے
سے توبہ کرے کیونکہ جب امور آخرت کو دیکھتا ہی جیسے ملک الموت کو
دیکھے یا اپنی جگہ بہشت یا جہنم مین مشاہدہ کرے یا رسولخداؐ یا ائمۂ ہدیٰؑ
کو جو مرنیکے وقت تشریف لاتے ہین دیکھے اوسوقت ہرگز توبہ قبول
نہین ہوتی بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ یہ بھی منجملہ تفضلات والطاف
الٰہی کے ہی کہ قابض ارواح کو حکم دیا ہی کہ پہلے پاؤنکی اونگلیون سے
قبض روح کرے اور بتدریج رفتہ رفتہ اوپر آوے یہانتک کہ
سینہ تک پہونچے بعد اسکے حلق تک یہ اسی واسطے ہی کہ شاید اتنی دیر
مین وہ بندہ خدا سے لو لگاے اور اوسکی درگاہ مین توبہ کر لے انجام
اوسکا نیک ہو اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی
کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا جو شخص اپنے مرنے سے ایک سال
پہلے توبہ کرے تو توبہ اوسکی قبول ہی پھر فرمایا ایک سال بہت ہی
اگر ایک مہینا بھی پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی پھر فرمایا ایک
مہینا بھی بہت ہی اگر ایک ہفتہ بھی پہلے توبہ کرے تو خدا اوسکی توبہ
قبول کرتا ہی پھر فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہی اگر ایک روز بھی اپنے
مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی پھر فرمایا ایک روز
بھی بہت ہی اگر کوئی قبل دیکھنے امور آخرت کے اپنے گناہوں سے توبہ
کرے تو خدا اوسکو بھی قبول کرتا ہی۔

سبب قبض روح از پا

تفاوت در وقت توبہ

حکایت لطیف متعلق نبوت

خاتمہ مشتمل اوپر حکایت لطیف کے

محمد بن ابی بکر سے منقول ہی وہ کہتے ہین جب میرے باپ کے مرنیکا وقت قریب پہونچا تو مین اور عمر بن الخطاب اور میری بہن عائشہ اور بھائی عبدالرحمن یہ سب سرھانے بیٹھے تھے کہ میرے باپ نے کہا اِسوقت محمدؐ اور علیؑ موجود ہین اور میرے تئین دوزخ کی خوشخبری دیتے ہین اور رسولخداؐ اپنے ہاتھ مین ایک کاغذ لیے ہوئے ہین جسمین وہ عہد و پیمان جو مین نے اونسے کیے تھے سب مندرج ہین اور وہ حضرت ایک ایک کو مجھ سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تیری اور تیرے دونون بھائیونکی اور معاذ اور سالم اور ابو عبیدہ ان سبکی جگہ جہنم مین ہی عمر نے جب یہ کلمات سُنے تو کہا لیھجر یہ اسوقت ہذیان بک رہے ہین اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا اس بات کو بنی ہاشم سے نہ کہنا نہین تو وہ لوگ ہنسین گے میرے باپ نے آنکھین کھولین اور کہا ای عمر مین ہذیان نہین بکتا ہون اِسی طرح مین جب پیغمبرؐ کے ساتھ غار مین تھا اور جو معجزات دیکھے اور تجھ سے بیان کیے تو تو نے کہا تھا کہ یہ سب سحر ہے اور یہی بات تیرے دلمین نقش رہی اب مجھپر ظاہر ہوا کہ انھین اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے اور جو مین نے تیرے کہنے سے اہلبیت رسولؐ پر ظلم کیے اوسکے سبب سے ابدالآباد عذاب مین مبتلا رہونگا یہ سُنکر عمر نے کہا یہ سب ہذیان ہی اور یہ کہکر میرے بھائی عبدالرحمن کے ساتھ باہر چلا گیا مین نے اپنے

باپ سے کہا ای باپ لا الہ الا اللہ کہو جواب دیا مجکو تابوت دوزخ
اور اوسکی آگ نہین چھوڑتی ہی کہ مین کچہ پڑھون مین نے کہا یہ کیا
کہتے ہو کہان تابوت ہی اور کہان دوزخ ہی کہا تم نہین دیکہتے ہو کہ
جہنم کے طبقۂ اسفل مین ایک صندوق ہی جسمین مجکو اور میرے دونون
بہائیونکو اور معاذ اور سالم اور ابو عبیدہ کو ڈالدیا ہی اوس صندوق
کی گرمی سے جہنم کی آگ گرم ہو گئی ہی مین نے کہا ای باپ یہ کیا ہذیان
بک رہے ہو کہا واللہ ما ھذی لعن اللہ ابن صحاکۃ الحبشیۃ
ھو الذی صدنی عن الذکر بعد اذ جاءنی فبئس القرین
قسم خدا کی مین ہذیان نہین بک رہا ہون خدا اپنی رحمت سے دور
کرے پسر صحاکہ حبشیہ کو کہ اوسی نے میرے تئین ذکر سے اور عمل
خیر سے باز رکہا بعد اسکے کہ وہ میرے پاس آیا اور وہ میرا بڑا رفیق
تہا یہ کہکر منہ اپنا زمین پر رکہا اور نالہ و فریاد کی آواز بلند کی
یہانتک کہ انتقال کیا جب عمر کا پہر وہان گذر ہوا تو پوچہا میرے
جانیکے بعد ابو بکر کیا کہتے تہے مین نے جو ماجرا گذرا تہا بیان کیا کہا یہ
سب ہذیان تہا مگر اس حال کو کسی سے خصوصاً علیؑ سے ظاہر کرنا
اور ایک روایت مین ہی کہ جب محمد بن ابی بکر نے اپنے باپ کو
برے حال مین دیکہا تو پوچہا اِسوقت یہ تمہارا کیا حال ہے
ابو بکر نے کہا ایک شخص کا مظلمہ میری گردن پر ہی اگر وہ بخشدے
تو البتہ نجات پاؤن مین نے پوچہا وہ مرد کون ہی کہا

علی بن ابیطالبؑ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو اونکے پاس جاکر کہون اور تمھارے گناہ کو معاف کراؤن جب اجازت دی تو محمد بن ابی بکر حضرت امیرؑ کے پاس آئے اور حقیقت حال بیان کی حضرت نے فرمایا تمھاری خاطر سے مجکو منظور ہی تم جاکر اپنے باپ سے کہو کہ سب لوگو نکو جمع کرے اور مجمع عام مین اقرار کرے کہ یہ خلافت میرا حق نہ تھا یہ حق علیؑ کا تھا تو البتہ مین معاف کرونگا محمد بن ابی بکر کہتے ہین جب مین نے آکر اپنے باپ سے اِسکو بیان کیا تو جواب دیا النار النار لا العار جہنم مین جانا قبول ہی مگر بدنامی قبول نہین ہی اگر مین ایسا کرون تو ساری خلائق مجکو بُرا کہیگی اور ایک روایت مین ہی جب ابو بکر کے مرنیکا وقت قریب ہوا تو اپنے افعال پر نادم و پشیمان ہو کر اپنے بیٹے محمد کو یا کسی دوسرے کو جناب امیرؑ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ میرے قصور کو معاف کیجیے اپنی خلافت لے لیجیے عمر نے جب دیکھا کہ ابو بکر نے تو علیؑ کو بلا بھیجا ہی کہ خلافت اونکے حوالہ کرے فورًا اوٹھکر دونون ہاتھ سے گلا دبا دیا کہ تمام ہو گئے جناب امیرؑ کے پاس جب ابو بکر کا پیام پہونچا فرمایا اوسکا کام تمام ہو چکا اب میرا جانا بیکار ہی اِس روایت کے سُننے سے اہلسنت کے کان کھڑے ہونگے اور اِسکی طرف جھوٹ کی نسبت دینگے مگر ہم بحمد اللہ رب العالمین و مدد ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم

اجمعین دوسری روایت اِسکے معاضد وشل اِنکی کتابون سے
بھی لکھتے ہین جس سے ہو واے الحدیث یفسّر بعضہ بعضاً
بخوبی سمجھا جائیگا کہ روایت مذکورۂ بالا بہت صحیح ہی سیوطی نے
تاریخ الخلفاء مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ مرنے کے
وقت برابر ابوبکر کی زبان پر جاری تھا واللہ لوددت انّی
کنت شجرۃ الی جنب الطریق فمرّ علیّ بعیر فاخذنی
فادخلنی فاہ فلاکنی ثمّ ازدردنی ثمّ اخرجنی بعرا ولم اکن
بشرا یعنے قسم خدا کی بہت اچھا ہوتا اگر راستہ کے کنارہ پر مین
ایک درخت ہوتا کہ کوئی اونٹ اوسطرف سے گذرتا اور مجکو
اپنے منھ مین لیکر چبا کر گھونٹ جاتا اور مینگنی بنا کے ہگدیتا اور مین
آدمی نہوتا اور پھر اونھین کتابون مین ہی قال عمر یالیتنی کنت
کبش اھلی سمنونی ما بدا لھم حتّی اذا کنت کاسمن ما یکون
زارھم من یحبون فذبحونی لھم فجعلوا بعضی شواء و
بعضی قدیدا ثمّ اکلونی ولم اکن بشرا یعنے عمر نے کہا کاش
مین اپنے گھر والونکے لیے ایک بھیڑا ہوتا کہ وہ مجھے موٹا تازہ کرتے
جب تلک چاہتے یہانتک کہ جب مین بہت موٹا ہوتا تو کچھ دوست
اونکی زیارت کو آتے یعنے مہمان ہوتے پس مجکو اونکے واسطے
ذبح کرتے اور کچھ کباب لگاتے اور کچھ پارچے بناتے بعد اِسکے مجکو
کھا ڈالتے یعنے بعد کھانیکے گوہ بنا کر ہگ ڈالتے تو یہ بہتر تھا اِس سے

کہ مین آدمی ہوا ظاہرا غرض خلافت مآب کی یہ ہوگی کہ وہ گوہ بھی مٹی ہوجاتا تو یالیتنی کنت ترابا صادق آجاتا اور پھر صواعق محرقہ اور شرح نہج البلاغۃ مین لکھا ہی کہ عمر نے وقت احتضار اور جانکندنی کے جب ہول عظیم مشاہدہ کیا اور بیقرار ہوے تو فرزند ارجمند عبد اللہ نے پوچھا یہ تمھارا کیا حال ہی کہا لو ان لی طلاع الارض ذہبا لافتدیت بہ من ہول المطلع اگر زمین کے برابر بھی میرے پاس سونا ہوتا تو مین اسوقت کے جانیکے خوف سے عوض دیدیتا جسطرح کفار کے بارہ مین خدا فرماتا ہی ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لافتدوا بہ من سوء العذاب یوم القیامۃ جو لوگ کہ ظالم ہین اگر اونکے واسطے تمام دنیا و ما فیہا مال و اسباب ہوتا بلکہ مثل اسکے اور بھی اونکے پاس ہوتا تو وہ لوگ قیامت کے روز اون سب چیزونکو سختی عذاب کے عوض مین دیدیتے **سبحان اللہ** کیا اچھے خلفا اور امام ہین ایک صاحب تو کہتے ہین مین درخت ہوتا اور مجھکو اونٹ چباجاتا اور مینگنی کر دیتا اور مین آدمی نہوتا ایک صاحب کہتے ہین مین گوسفند فربہ ہوتا کہ مجھکو بھونکر سو کھا کر لوگ کھا جاتے اور مین آدمی نہوتا کبھی کہتے ہین اگر زمین کے برابر سونا ہوتا تو مین اسوقت کے ہول سے دیدیتا کیا خلفا و امام ایسے ہی ہوتے ہین کہ مرنیکے وقت ایسی

باتین حسرت آمیز کرین بلکہ اونکو تو ایسے وقت مین خوشی ہوتی ہی کہ مکارہ دنیاے ناپائدار اور آلام واسقام زمانۂ غدار سے نجات ملی بقاے الہی افضال ونعماتِ نامتناہی کا وقت آپہونچا پس اس سے معلوم ہوا کہ خلفاے سُنیان بسبب اپنے افعال قبیحہ اور دیکھنے اہوال عظیمہ کے ایسی باتین حسرت آمیز کرتے تھے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ کوئی شخص دنیا سے نہین جاتا مگر یہ کہ مرنے کے وقت اپنی جگہ جہنم مین یا بہشت مین دیکھ لیتا ہی۔

قد وقع الفراغ من تسوید هذه الرسالة الجیدة والعجالة المفیدة بعون الله الغفار وبمن رسوله وائمتنا الاطهار فی الیوم السابع من العشر الاوّل من الشهر الخامس من النصف الثانی من السنة الثالثة من العشر الاول من المائة الرابعة من الالف الثانی من الهجرة النبویة علی صاحبها الاف التحیة وانّی اوصیکم یا اهل الایمان والیقین واخوانی فی الدین بالسلوك مسلك الائمة المصطفین الذین امرکم باتباعهم والتمسك بهم رسول الثقلین ولا تسلکوا مسلك اهل الضلالات والاباطیل ولا تتبعوا اهوآء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سوآء السبیل ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا واغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا

سیئاتنا

سیئاتنا وتوفنا مسلمین ٭ واحشرنا مع الائمة الاطهار
والحقنا بالصالحین ٭ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العالمین ٭

تتمہ

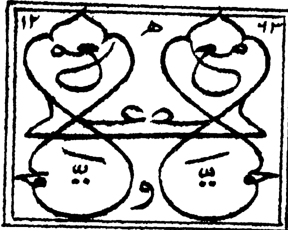
صورة ماکتبہ الحبر العلامہ ٭ والنحریر الفہامہ ٭
اسوة المحققین ٭ زبدة المدققین ٭ تاج العلماء
الراسخین ٭ فخر الفضلاء الاساطین ٭ جناب
مولانا المعتمد ٭ وسیدنا المستند ٭ السید علی محمد ٭
دام ظلہ العالی ٭ مادامت النہر واللیالی ٭
مقرظا علے ہذا الکتاب ٭ المفوہ لفصل الخطاب ٭

باسمہ سبحانہ ٭ وبحمدہ ما اجلّ شانہ ٭

حبذا ما افادہ السید السند ٭ الوحید الاوحد ٭ المقدس الصالح ٭
المتورع الفالح ٭ ذو الطبع السلیم ٭ والفہم المستقیم ٭ الفاضل
الجلیل ٭ والعالم النبیل ٭ الحبیب اللبیب ٭ الادیب الاریب
٭ الفائز من قداح العلم والعمل بالمعلے والرقیب ٭ الصفی

الحفی الوفی ٭ الرضی المرضی ٭ الهادی المهدی ٭ جناب المولوی
السید محمد مهدی ٭ الذی لم یزل سنذ مدة مدیدة ٭ وازمنة متطاولة
بعیدة ٭ بحوضة درسی خصیصا ٭ وعلے تحصیل الکمالات العلمیة
والعملیة منهوما حریصا ٭ من سلالة جدیدة ٭ وعجالة سدیدة مفیدة
٭ ومقالة رائعة ٭ وعلالة نافعة ٭ ودلیل علی نصوح الحق ای
دلیل ٭ یشفی العلیل ٭ ویسقی ویروی الغلیل ٭ موسومة
بسوار السبیل ٭ فنفع الله تعالے بها المؤمنین الاخیار ٭
مقتبسی انوار ائمتنا الاطهار ٭ ووفقهم لترویجها واشاعتها ٭ والعمل بها
واذاعتها ٭ والله الموفق والمعین ٭ وعلیه نتوکل
وبه نستعین ٭







صورة ماکتبہ العالم العامل ۞ الفقیہ الکامل ۞ الحلاحل الاورع ۞
البارع الاروع ۞ مغرس الفخار ۞ مطلع الانوار ۞ ماضی العزائم ۞ راز
المکارم ۞ الذی لایشق غبارہ ۞ ولا ینقطع مدرارہ ۞ العاکف لسانہ
القطب الدائر ۞ النجم الزاہر ۞ البحر الزاخر ۞ سمی الامام العاشر ۞
حجۃ اللہ القوی ۞ جناب المولوی السید علی نقی ۞ مد اللہ ظلالہ ۞
وعم نوالہ ۞ ما ذر شارق ۞ وظہر بارق ۞ مقرظا علی ہذا الکتاب الرائق ۞
الذی یطلی العداۃ کبیض المفارق ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا سواء السبیل ۞ وارشدنا الی احسن دلیل ۞ والصلوٰۃ والسلام
بالغدو والاصیل ۞ علی وارث المجد الاثیل ۞ وخیر سلیل ۞ من نسل ابراہیم
الخلیل ۞ نبینا المبشر بہ فی التوراۃ والانجیل ۞ المؤید بالوحی والتنزیل ۞ وآلہ
الغر البہالیل ۞ ائمۃ المسلمین جیلا بعد جیل ۞ الناطقین عن جدہم بما جاء بہ
جبرئیل ۞ من اللہ الجلیل ۞ اما بعد فان علم الکلام رقیق المسموع ۞ انیق
الموضوع ۞ دقیق الاصول والفروع ۞ وکیف لا یعلو مکانہ ۞ ولا یصفو برہانہ
وہو الباحث عن المبدء جل شانہ ۞ فطوبیٰ لمن سرح النظر فی ریاض مسائلہ ۞

و راض جوادالفکر فی مضمار دلائلہ؛ وتقلد بقلائدہ؛ واصاب فی عقائدہ؛ وازاح الشبہات والاوہام؛ عن اذہان الانام؛ بلطائف الکلام؛ واورد للعوام؛ طرائف الافحام؛ وشرائف الاحتجاج والالزام؛ علی من ہو الد الخصام؛ و جادلہم بالتی ہی احسن عند اولی الاحلام؛ وممن کد فیہ وجد؛ وبالغ وبلغ اقصی الحد؛ الذکی اللوذعی الذی لو تمثلت افکارہ لکانت بدراً منیراً؛ ولو تصورت اخلاقہ لغدت مائً نمیراً؛ وہو السید الجید؛ والفاضل الاید؛ زبدۃ الازکیاء؛ عمدۃ الاذکیاء؛ السید محمد مہدیؒ وفقہ اللہ للحسنیٰ؛ وزاد فی علمہ وادبہ حسناً فانہ صنف فیہ مختصراً جامعاً للمسائل؛ واورد فیہ من الدلائل؛ ما ہو کالنہر السائل؛ اوکالجیب للسائل؛ اوکالکنز للعائل؛ واحق فیہ الحق وازہق الباطل؛ ووقعت کلماتہ من اوراقہ موقع الحلی من العاطل؛ و ہذہ من کیت وذیت؛ واحیی بہ القلب المیت؛ وذب عن حریم اہل البیت؛ اللہم فالمہدی من ہدیت؛ فاجزہ خیر الجزاء؛ عن آبائہ خیر الآباء؛ واصرف عنہ صروف اللاواء؛ وانا اقل عباد اللہ عملاً واطولہم املاً؛ علی بن الحسین المدعو بعلی نقی تجاوز اللہ عن سیاٰتہ بحرمۃ موالیہ وساداتہ؛

نقل مُہر

سید علی نقی ۱۲ ۹۵

قطعہ تاریخ نخبۂ فضلاء و زبدۂ کملاء افصح الفصحاء ابلغ البلغاء ممتنع الاکفاء منقطع القرناء طرۂ تاج حسان زمن معنی پرداز شیرین سخن جناب مولوی سید علی صاحب عرف علی میاں صاحب دامت معالیہ

و بورکت ایامہ ولیالیہ



تاریخ تصنیف



مولوی مہدی جہانِ علم و فضل — جہبذ فنِّ معالی انتساب
جامعی بنوشتہ در علم کلام — وہ چہ جامع منہج صدق و صواب
دست و کلکش کردہ در تصنیف آن — از قشورِ بحث تجرید لباب
خواستند از کاملِ شیوا زبان — سال تصنیفِ کتابِ مستطاب



گفت و خوش گفت آفرین بر طبع او
مسلک اہل یقین است این کتاب
سنہ ۱۳۱۰ھ



قطعۂ تاریخ چکیدہ قلم بلاغت رقم شاعر شیرین زبان عالی فہم فردوسی زمان جناب علی حسن خان صاحب متخلص بہ انور لکھنوی

آنکہ بہرِ مومنین خوش این اصولِ دین نوشت — از غم و ہم قلبِ او را ای رحیم آزاد دار
ہر کہ را شد زحمتی در طبع این اجزا چند — تا قیامت قلبِ او را بہرِ مہدی شاد دار
بودہ ام در فکرِ تاریخش پریشان روز و شب — گفت ہاتف ملکِ فکرِ خویش را آباد دار
بشنو انور از حروفِ معجم سالِ طبع — این کتابی ہست بیشک کنِ ایمان یاد دار
سنہ ۱۳۱۰ھ

صورة ما انشده الاديب الاريب ؛ الحسيب النسيب ؛ ذو الذهن السليم ؛ والفكر المستقيم ؛ الحبر الفالح ؛ الشاب الصالح ؛ الزكي المعنوي والصوري المولوي السيد [illegible] حسين [illegible] الذي يظهر سنة ولادته من [illegible] زاده الله بسطة في العلم والجسم ؛ [illegible] لطبع هذا الكتاب الجليل ؛ الهادي الى سواء السبيل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العظيم الواحد ثم الصلوة على النبي الماجد

ووصيه يوم الغدير واله من ربه بكواكب وفراقد

هذا الوصي هو الذي [illegible] الورى اعطى لواء وفيه رغم الحاسد

[illegible] الكتاب كسيفه في الملتقى في البحث يصرم من متين الجاحد

وبحجتي ما فيه من برهانه يهدي الى وسط السبيل الراشد

خشا العدا الا حروفه وسطوره كعقارب واراقم واساود

تسجامه يزري بكل سحابة اعلى من التبر المذاب لناقد

لله حسن صفاته وبهائه يحكي جمال عقائل وخرائد

لمن اسمه [illegible] وهو اخو [illegible] واخي وماوي كل آت وافد

حاوي الفضائل لا يرام ضريبه ماضي العزائم حلف كل محامد

ما زال في العيش الرغيد مكرما واماط عنه الله شر الحاسد

قد قال حين الطبع بعض اعزتي ارخه في نظم عذب بارد

فقبلتُ حین اُشِرتُ ممتثلاً وانّی کالحزین المستهام الواجد

قد قال لی حین التفکّر هاتفٌ

هادٍ لمن ضلّوا سبیل مقاصد

۱۳۰۴ھ

خاتمة الطبع

باسمہ سبحانہ

الحمد لله الاوّل بلا اٰخرٍ والاٰخر بلا اوّل؛ الّذی نعمته اتمّ ودیننا اکمل؛ والصّلوة والسّلام علیٰ نبیّه المرسل وحبیبه الاجلّ الافضل؛ واٰله واصحابه هداة خیر السّبیل؛ الّذین علیهم یستند ویعوّل؛ امّا بعد مخفی ومحتجب مباد؛ که درین زمان؛ فرحی توامان؛ کتابی بی‌مثل وعدیل؛ مسمّی بسوار السبیل؛ که متعطشان رحیق هدایت را سلسبیلی است صافی؛ وسرگشتگان بادیه ضلالت را دلیلی است شافی؛ فقراتش حجت استقصاء افحام جاحدین صمصامیست قاطع؛ ومضامینش برای عامهٔ مخالفین طعن الرماحیست یا برق لامع؛ گلدستهٔ حروفش عبقات الانوار حدیقهٔ شریعت پیغمبریست؛ وطعن الفاظش ضربت ذو الفقار حیدری؛ شبنم نقاطش گلهای نسترن معنی را نضارت فراوان بخشیده؛ ومشاطهٔ عبارتش بر عارض لیلای مضامین حق الیقین گلگونه کشیده؛ فی الحقیقه مثل این کتاب در احقاق حق برای فوائد انام؛ وعوائد عوام؛ خیلی نادر الوجود؛ وبا این نزہت

وخوبی و مذاق لطیف ٭ وطرز طریف ٭ بسی کمیاب بل مفقود ٭ مصنفہا
عالی جناب نخبۂ فضلائے ٭ اسوۂ کملائے ٭ ذی مفاخر سنیہ ٭ ومحاسن بہیہ ٭ زبدۂ
اطائب ٭ سمی امام غائب ٭ حاوی مناقب ٭ فاقد ضرائب ٭ بعید الہمم ٭
جمیل الشیم ٭ الموفق بتوفیق اللہ السرمدی ٭ جناب الاخ المولوی
السید محمد مہدی ٭ مدظلالہ ٭ وعم نوالہ ٭ ماطلع بدر ساطع ٭ وخوی نجم طالع ٭
بتصحیح تمام ٭ وتنقیح مالا کلام ٭ در مطبع اثنا عشری ٭ بتاریخ ششم ماہ جمادی الآخر
روز چہارشنبہ سنہ ۱۳۰۲ ہجری ٭ مکلل بحلیہ طبع گردید ٭ نفع
اللہ بہ کافۃ المومنین ٭ والصلوۃ والسلام
علے النبی وآلہ الطیبین الطاہرین ٭
وانا الملو بالدنس والشین ٭
السید واجد حسین عفی
عنہ

کتبہ الفقیر محمد میرزا عفی عنہ

هو الله

اشتہار

صاحبانِ اہلِ مطابع و نیز تاجرانِ

ہمعصر کی خدمت مین التماس ہی کہ راقم نے

اِس کتاب کی نسبت جناب مؤلف صاحب

دام ظلہٗ سے طبع کرانیکی اجازت لی ہی لہٰذا

کوئی صاحب قصدِ طبع نفرمائین ع

کردم خبرت دگر تو دانی ؎

المشتہر سید

واجد حسین